فروغِ نعت

سہ ماہی

اٹک

10

شہرِ درود و سلام گوجرانوالہ میں نعت کی روایت

سیّد شاکر القادری چشتی نظامی

سہ ماہی
فروغ نعت
اٹک

10

اکتوبر تا دسمبر 2015

مہمان مدیر

پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر

ضلع اٹک سے شائع ہونے والا اولین معیاری نعتیہ ادب کا ترجمان

=: معاونین :=

سید محمد ریحان الحسن گیلانی

محمد شعبان نظامی

=: **مجلس منتظمہ** :=

- عباس عدیم قریشی خانیوال
- سید اعجاز حسین عاجز گوجرانوالہ
- توقیر احمد ملک، اٹک
- محمد صہیب ثاقب چکوال
- غوث میاں، کراچی
- پروفیسر ریاض حسین قادری فیصل آباد
- فرخ منظور، لاہور
- محمد شاہد الرحمن، اسلام آباد
- فرح اسد علی، پشاور
- سمیعہ ناز لیڈز، یوکے

=: سرکولیشن :=

انعام الحق لاہور: 03338774812

زر اشتراک

فی شمارہ	:	250/- روپے
خصوصی اشاعت	:	300/- روپے
سالانہ	:	1000/- روپے

مدیر

سید شاکر القادری چشتی نظامی

=: اراکین افتخاری :=

- صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدس
- صاحبزادہ سید فیض الحسن ہمدانی
- صاحبزادہ جمیل الدین احمد
- صاحبزادہ ساجد نظامی

=: مجلس تحریر و مشاورت :=

- ڈاکٹر ریاض مجید، فیصل آباد
- ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی
- ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی
- ڈاکٹر عبد العزیز ساحر اسلام آباد
- ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، اسلام آباد
- ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی، اٹک
- ڈاکٹر احسان اللہ طاہر گوجرانوالہ

خصوصی تعاون

بسم الله الرحمن الرحيم

ضروری معلومات

- فروغِ نعت میں اشاعت کے لیے اردو فارسی اور دیگر مقامی زبانوں میں لکھی گئی معیاری، حمد و نعت اور مناقب کی پذیرائی کی جاتی ہے۔
- نعتیہ ادب سے متعلق، تاریخی، تحقیقی اور تنقیدی مقالات کی اشاعت بھی ہمارے اولین مقاصد میں سے ہے۔علمی انداز میں لکھے گئے مستند اور باحوالہ مقالات کا خیر مقدم کیا جائے گا۔
- نعت گو شعرا اور نعت خوان حضرات کے تعارف، ان سے مکالمہ اور ان کے فن پر نقد و نظر پر مشتمل سنجیدہ اور شائستہ تحریروں کو بھی خوش آمدید کہا جاتا ہے۔
- نعتیہ ادب سے متعلق کتابوں پر تبصرہ ہمارا ایک مستقل موضوع ہوگا، تبصرہ کے لیے کتاب کی دو کاپیاں آنا ضروری ہیں۔
- غیر مطبوعہ تخلیقات اور تحریروں کو اہمیت دی جائے گی۔
- ادارہ کو کسی بھی تخلیق یا تحریر کے شائع کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مکمل اختیار حاصل ہوگا
- قارئین کے نقد و نظر اور آرا پر مشتمل خطوط مجلہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں معاون ہوا کرتے ہیں۔ہمیں آپ کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا
- تمام تحریریں فل سکیپ کاغذ پر ایک طرف صاف تحریر میں یا ٹائپ شدہ بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔ایم ایس ورڈ اور ان پیج فائل کی صورت میں تحریروں کی سافٹ کاپی بذریعہ ای میل ارسال کریں۔

تخلیقات اور مقالات ارسال کرنے کے لیے پتا:

دفتر فروغِ نعت بالائی منزل، سادات ماربل ورکس

چھوئی روڈ اٹک شہر (پنجاب) پاکستان

ای میل ایڈریس:

faroghenaat@gmail.com

فون نمبرز: 0321-5100151,03475100111,03364069899

Web: http://faroghenaat.com

بنک الفلاح اکاونٹ نمبر: 55725000332781 برانچ کوڈ: 5572

سلکِ دُرَر

حرف تمنا (اداریہ)	:	مدیر اعلی	5
اداریہ (مدیر مہمان)	:	پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر	7
حمد رب جلیل	:	حاجی حنیف نازش	9
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	:	حاجی حنیف نازش	10

اردو نعت میں درود و سلام

سلام امام احمد رضا خان بریلوی	:	احمد رضا خان بریلویؒ	14
سلام و درود	:	ماہر القادری	17

آن لائن طرحی نعتیہ مشاعرہ (ردیف: درود) 19

سید شاکر القادری، سید وحید القادری عارف، آصف اکبر محمد عارف قادری، احمد علی اعظمی برقی، ارشد منیر نقشبندی، فاروق احمد قریشی، صفیہ رزاق ناز، سید شاکر القادری چشتی نظامی محمد حنیف نازش قادری، ذوالفقار نقوی، سید نور الحسن نور، حسین امجد محمد خاور، پروفیسر فیض رسول فیضان، انیلہ صادق، سید محمد اعجاز عاجز، وسیم صدیقی، عباس عدیم قریشی، حافظ محمد الیاس، جاوید جاذب، سائرہ خان محمد شاہد الرحمن، راجہ محمد اویس محمد صہیب ثاقب۔

مضامین نعت

نعت اور ہماری شعری روایت	:	ڈاکٹر عزیز احسن	34

شہر درود و سلام گوجرانوالہ میں نعت کی روایت

انتخاب نعت

عنایت اللہ سیف، عطاء اللہ جوہر، سید تنویر بخاری، سجاد مرزا، سلیم اختر فارانی، عزیز لدھیانوی، غلام مصطفی بسمل، بشیر باوا، صوفی محمد یوسف انجم قادری، انصر علی انصر، احسان اللہ طاہر، ڈاکٹر بشیر عابد محمد اسماعیل منظر، میاں مقبول احمد، تنویر خیال، ڈاکٹر محمد ارشاد بھٹی، پروفیسر محمد احمد شاد، عبد الرشید عاصی نقشبندی، انعام کبیر گوجرانوالہ، ڈاکٹر عادل صدیقی، عبد الباسط باسط، سید اعجاز شاہ عاجز، حافظ عبد الغفار واجد، وحید انصاری، مطلوب حسن مطلوب، امین جان محمد یونس تحسین، ثاقب عرفانی

مضامین نعت

گوجرانوالہ میں نعتیہ ادب کی روایت	:	پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر	61
احمد شاد کی کتاب میں درود و میلاد کی صدائیں	:	پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر	73
ڈاکٹر حفیظ دے نعتاں دا میکل اسارن دی کہانی	:	پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر	77
آئینہ عقیدت کے حوالے سے رشید ساقی کی نعت کا پہلو	:	ڈاکٹر احسان اللہ طاہر	87
محمد اقبال نجمی کی نعت گوئی کا مختصر جائزہ	:	ڈاکٹر احسان اللہ طاہر	93

کتابوں پر تبصرہ

الغیاث۔محبت اور مناجات کا اظہار		محمد یونس تحسین	110

اخبار نعت

فروغ نعت گوجرانوالہ کا ماہانہ مشاعرہ	:	اکادمی فروغ نعت گوجرانوالہ	116
پریس کلب گوجرانوالہ کا مشاعرہ	:	اکادمی فروغ نعت گوجرانوالہ	118

حرفِ منا

الحمدللہ ہم نعت کے ارتقائی سفر کی دسویں سہ ماہی میں داخل ہو چکے ہیں۔نورانی ساعتیں اپنے دامن میں سموئے، ماہ ربیع الاول کی حامل یہ نورافزا سہ ماہی، جہاں بارگاہ خیرالانام میں ''فروغ نعت'' کی مقبولیت کا ثبوت ہے وہیں ہماری روحانی بالیدگی کا سامان بھی ہے۔کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ فقط نعت ہی ایسی عبادت ہے جو بہرطور مقبول ہے۔اس ارتقائی سفر کی کامیابی اور مقبولیت کا ایک ثبوت ''شہرِ درود وسلام'' گوجرانوالہ میں اکادمی فروغ نعت کی دوسری شاخ کا باقاعدہ قیام ہے۔یہ سعادت مندی سید محمد اعجاز عاجزؔ اور حافظ عبدالغفار واجدؔ کے حصہ میں آئی جن کی کاوشوں سے اس شاخ کا قیام عمل میں آیا اور اب سید محمد اعجاز عاجزؔ اس شاخ کے سرپرست ہیں۔ دوسرا ثبوت اکادمی فروغ نعت کے'' نعتیہ ڈائریکٹر'' سید بلال حسین کا بارگاہ نبوی ﷺ سے بلاوا ہے۔اس سہ ماہی کی اشاعت کے دوران وہ مدینہ منورہ میں نورونکہت کشید کر رہے ہوں گے۔اور اس مقبولیت کا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ گوجرانوالہ سے متعلق خصوصی اشاعت کے لیے مہمان مدیر کی ذمہ داری سنبھالنے کے فوراً بعد پروفیسر احسان اللہ طاہر صاحب کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری ایوارڈ ہوئی۔یہ یقینا فیضان نعت ہے۔ اللہ کریم انہیں مزید سرفرازیوں سے نوازے۔ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

گذشتہ سہ ماہی میں اردو نعت کے موضوعاتی مطالعہ کے لیے'' اردو نعت میں درود وسلام'' کا تعین کیا گیا تھا۔جس کا آغاز اس سہ ماہی سے کیا جا رہا ہے۔اس ضمن میں بطور ابتدائیہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا معروف سلام اور اکادمی فروغ نعت،سوشل میڈیا گروپ کے تحت آن لائن طرحی نعتیہ مشاعرہ کے لیے لکھی گئی نعتوں سے انتخاب شامل کیا جا رہا ہے۔جس کے لیے یہ مصرع بطورطرح تجویز کیا گیا تھا:

حریم ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود

علاوہ ازیں زیر شمارہ ''شہر درود وسلام'' گوجرانوالہ میں نعت کی روایت پر خصوصی اشاعت کا

تاریخ کا احاطہ کیا جائے لیکن اس سلسلہ میں گوجرانوالہ ڈویژن کے مختلف علاقوں سے نعتیہ ادب سے انتخاب اور مختلف مضامین مہیا ہوئے۔ دستیاب مواد اتنا زیادہ ہوگیا کہ فروغ نعت کی موجودہ اشاعت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔اس لیے موجودہ شمارے کو گوجرانوالہ شہر کے لیے خاص کردیا گیا جبکہ دیگر علاقوں سے متعلقہ مواد نئے سال کی پہلی سہ ماہی میں شائع ہونے والے مجلہ میں شامل کیا جارہا ہے۔

ان دونوں شماروں کی ترتیب و تدوین کے لیے محترم پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے انتہائی محنت ،لگن اورعرق ریزی سے مواد کی جمع آوری اوراس کی ترتیب وتدوین کا کام کیا۔ہم اکادمی فروغ نعت کی گوجرانوالہ شاخ کے سرپرست جناب سیدمحمد اعجاز شاہ عاجزؔ کے بھی شکر گزار ہیں۔جنہوں نے شعراء سے رابطے کیے،کلام کے حصول، مضامین لکھوانے،حروف چینی اور پروف خوانی سے لے کرادارتی معاملات تک میں بھرپورتعاون کیا۔حافظ عبدالغفارواجدؔ بھی اس سلسلہ میں بطوررابطہ کاراہم خدمات سرانجام دیتے رہے ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ہم ان تمام اہل قلم حضرات کے بھی ممنون ہیں جنھوں نے اپنی تحریروں اورنعتیہ کلام سے اس مجلہ کورونق بخشی۔

امید ہے کہ اردونعتیہ شاعری کے موضوعاتی مطالعہ اورگوجرانوالہ کے حوالے سے یہ خصوصی اشاعت ارباب علم وادب کے ہاں پسندیدگی سے دیکھی جائے گی۔ہم آپ کی آراء کا ہمیشہ احترام کرتے اورشدت سے ان کے منتظر رہتے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں خوب سے خوب تر کا سفر جاری رہے۔

اللہ کریم ہماری اس سعیِ نعت کواپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

المنۃ للہ ولرسولہ الکریم

سیّد شاکرالقادری چشتی نظامی

اداریہ

فروغِ نعت اکادمی پاکستان کے چیئرمین جناب سید شاکر القادری نے جب گوجرانوالہ میں اس ادارے کی افتتاحی تقریب میں ہمیں اس اکادمی کی گوجرانوالہ برانچ اور فروغِ نعت گوجرانوالہ نمبر کی ذمہ داری دی تو دل روحانی خوشی سے مہک اٹھا کہ یقیناً یہ عطا دربارِ رسالت سے ہوئی ہے۔ مگر اس اہم اور بھاری ذمہ داری کو لیتے ہوئے ایک احساس اور ڈر بھی تھا کہ کہیں اس میں کمی اور کوتاہی نہ رہ جائے۔ اور خدائے وحدہ لاشریک کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس ذمہ داری کو نبھانے کی قوت اور سعادت بخشی۔ ہماری ٹیم نے لگن اور محنت کے ساتھ دن رات کام کر کے شعراء سے نعتیہ کلام اکٹھے کئے، مضامین لکھوائے اور لکھے۔ ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ گوجرانوالہ، حافظ آباد، کامونکی، سیالکوٹ، گجرات اور مضافات میں بسنے والے شعراء کی کتابوں پر مختصر جائزہ لکھا جائے۔ تعارف اور نمونۂ کلام کے ساتھ ساتھ مذکورہ شہروں کی نعتیہ تاریخی روایات پر بھی تبصرہ کیا جائے۔ جو تسلسل کے ساتھ موجودہ اور آئندہ شمارہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اس میدان میں ہم ابھی نووارد ہیں اور اس کارِ عظیم کو نبھانے میں کس حد تک کامیاب رہے، اس کا فیصلہ تو قاری کے ہاتھ میں ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ جناب سید شاکر القادری کی محبتیں، سینئر شعراء کی رہنمائی، سنجیدہ محققین کی حوصلہ افزائی اور ناقدین کی رائے ہمیں دلجمعی کے ساتھ اس راستے پر چلائے رکھیں گی۔ ہم نے مختصر وقت میں جو کیا آپ کے سامنے ہے۔ اس بابرکت سفر میں ہمارے بازو بنیں۔ ہمارے ساتھ قلمی اور اخلاقی تعاون جاری رکھیں تا کہ نسل نو کی فکری آبیاری اور ذہنی بالیدگی کیلئے ایسے شمارے منظر عام پر آتے رہیں۔ آج اردو ادب میں ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے نام پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے مگر عہد حاضر میں نسل نو کو جس صنف کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، ہمارے بچوں میں تدریسی، علمی، ادبی اور نصابی حوالے سے جس چیز کو سب سے زیادہ نمایاں ہونا چاہئے وہ نعت ہے اور نعت بھی ایسی جو مبالغے اور مصنوعی خیالات و الفاظ سے اٹی ہوئی نہ ہو۔ فروغِ نعت [illegible] مختلف [illegible] اپنی علمی و فکری [illegible]

خوشبو کو نعت کے ذریعے پھیلانا ہے۔ہم ہر شہر میں ہونے والے نعتیہ کام کو عام قاری تک، مرکز سے دور بیٹھے مضافات میں نعت گو اور نعت خواں لوگوں تک ایسی ادبی، پرمغز اور فکر انگیز نعتوں کو پہنچانا چاہتے ہیں جو سوقیانہ پن اور بازاری الفاظ سے پاک ہوں۔جو عوامی پن کی اس سطح پر نہ آ گئی ہوں کہ ان میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہوں وہ عام ہوں۔ ہم نے اس شمارے میں فروغِ نعت کی روایت کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

آخر میں ہم ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس شمارے میں کسی بھی طرح سے ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری اس کاوش کو اہلِ نقد و نظر اور اہلِ فکر و نظر ضرور سراہیں گے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر

مہمان مدیر

حمدِ ربِّ جلیل

حاجی محمد حنیف نازش

اے ربِّ واحد و رزاق و قادر و وہّاب
ہے تیری شان کہ تو ہے کریم اور توّاب
چمن چمن میں تری سمت ہیں اشارہ کناں
بہارِ نرگس و داؤدی و گلاب و عناب
ہر ایک شے میں تری قدرتوں کے ہیں جلوے
یہ آسماں یہ زمیں، نجم و شمس و ماہ و شہاب
ترے ہی نام کو جپتے ہیں اپنے لہجے میں
نے و دف و طبل و چنگ و بربط اور رباب
فضا میں تو نے اُڑائے کبوتر و شاہین
ہما و طوطی و کنجشک و عندلیب و عقاب
لباس عمدہ سے عمدہ عطا کئے تو نے
حریر و اطلس و سنجاف و ریشم و کمخواب
ترے ہی حکم سے رہتے ہیں منتظر مولا
یہ دھوپ چھاؤں، یہ رم جھم یہ ابر و سبزہ و آب
زباں کو قوتِ گویائی تو ہی دیتا ہے
وگرنہ نطق نہ ہو قابل سوال و جواب
تو جتنا چاہے بڑھا دے کسی کی عمر کا طُول
تو جب بھی چاہے سمٹ جائے سب حساب و کتاب
ترے کرم سے ہی عمرِ رواں دکھاتی ہے
یہ بچپنا، یہ لڑکپن، کھُورت اور شباب

تضمین بر نعت حفیظ تائبؒ

حاجی محمد حنیف نازش

جس طرح کا کوئی ہو یہاں رنج رسیدہ
ہونے نہیں دیتا تُو خواطر کو کبیدہ
ہے رنگ ترا گلشن ہستی میں چنیدہ
''خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گل چیدہ''
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ

رنگت تری ہر گل سے بھلی اے گُل چیدہ
رعنائی ہے زیب چمنی اے گل چیدہ
ہر آن تری شان نئی اے گل چیدہ
''خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گل چیدہ''
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ

ممدوح خلائق! تری نعتوں کی بدولت
اس ذکر میں بہتے ہوئے اشکوں کی بدولت
مدحت میں جو آئیں اُنہیں لفظوں کی بدولت
''اے رحمتِ عالم تری یادوں کی بدولت''
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلب تپیدہ

اے نورِ مجسم تری یادوں کی بدولت
زی جاہِ مکرم تری یادوں کی بدولت
اے مونس و ہمدم تری یادوں کی بدولت
''اے رحمتِ عالم تری یادوں کی بدولت''
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلب تپیدہ

❁

اے سیّدِ کونین مرے غم کی دوا کر
بختوں میں گدا کے درِ زہرا کی وِلا کر
سبطین کے صدقے مری مقبول دعا کر
''خیرات سے مجھے اپنی محبت کی عطا کر''
آیا ہوں ترے در پہ بہ دامانِ دریدہ

❁

سرداری مسلّم ہے تری ماہ وَشاں میں
تجھ جیسا کہاں اور کوئی بزمِ گُماں میں
بالا ہے تری شان شہا کون و مکاں میں
''تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں''
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

❁

جو تو نے خبر دی ہمہ اوقات ہے سچی
ہر دن ترا صادق تری ہر رات ہے سچی
دشمن کو بھی تسلیم تری ذات ہے سچی
''اے ہادیٔ برحق تری ہر بات ہے سچی''
دیدہ سے بھی بڑھ کر [illegible] شنیدہ

تو مطلعِ انوارِ ازل، صبحِ درخشاں
تو بولتا قرآنِ مبیں، شمعِ فروزاں
تو مہرِ ھُدیٰ، ماہِ حرا، نیّرِ تاباں
''تو روحِ زمن، رنگِ چمن، ابرِ بہاراں''
توحُسنِ سخن، شانِ ادب، جانِ قصیدہ

۞

توحید کی قندیل زمانے میں جلائی
منزل پہ جو لے جائے وہی راہ دکھائی
کی تو نے ہی جنّت کی طرف راہنمائی
''مضمر تری تقلید میں عالم کی بھلائی''
میرا یہی ایماں ہے یہی میرا عقیدہ

۞

نازش میں کہوں حالِ زبوں کیسے کسی سے
اس ہجر کا درمانِ ملے گا تو اُنھی سے
اے کاش نکلتا نہ کبھی تیری گلی سے
''یوں دور ہوں تائب میں حریمِ نبوی سے''
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بریدہ

۞

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

اکتوبر تا دسمبر دو ہزار پندرہ

اردو نعتیہ شاعری میں درود و سلام

سلام امام احمد رضا خاں بریلویؒ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود — گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریارِ ارم، تاجدارِ حرم — نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود — نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود — فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
نورِ عینِ لطافت پہ الطف درود — زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام
سروِ نازِ قدم، مغزِ رازِ حکم — یکّہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام
نقطہء سرِّ وحدت پہ یکتا درود — مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ رجعتِ شمس و شقّ القمر — نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا — اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
اصلِ ہر بُود و بہبود و تخمِ وجود — قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام
فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درود — ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود — فتق از بارِ قربت پہ لاکھوں سلام
بے سَہیم و قسیم و عدیل و مثیل — جوہرِ فردِ عزّت پہ لاکھوں سلام
سرِّ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود — عِطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام
ماہِ لاہوتِ خلوت پہ یکتا درود — شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام
کنزِ ہر بے کس و بے نوا پر درود — حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود — نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام
مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود — مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
خلق کے داد رَس سب کے فریاد رَس — کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دَولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوّت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ دَنیٰ ھُو میں گُم کُن اَنَا
شرحِ متن نبوّت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمعِ تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

کثرتِ بعدِ قِلّت پہ اکثر درود
عزّت بعد ذِلّت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی مِنّت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

سببِ ہر سبب منتہائے طلب
عِلّتِ جُملہ عِلّت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود
مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھِلیں
اُس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

قدِّ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلّ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قُدُس جس کی ہیں قُمریاں
اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نُما
اس خدا سازِ طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکّہء ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام

لَیلَۃُ القَدر میں مَطلَعِ الفَجرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لخت لخت دل ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیّت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظِلّہء قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اشکباریِٔ مژگاں پہ برسے درود
سِلکِ درِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

معنیٔ قَد رَاٰی مقصدِ مَا طَغٰی
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود — ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
چاند سے منہ پہ تاباں ، درخشاں درود — نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق — اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام
خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن — سبزہء نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
ریشِ خوش معتدل مرہمِ رِیشِ دل — ہالہء ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں — اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحیء خدا — چشمہء علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں — اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرہء جاں بنے — اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ لاکھوں درود — اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود — اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول — اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے — ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں — اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام
دوش بدوش ہے جس سے شانِ شرف — ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
حَجرِ اسودِ کعبہء جانِ و دل — یعنی مہرِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
روئے آئینہء علمِ پشتِ حضور — پشتیء قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بارِ دوعالم کی پروا نہیں — ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام
کعبہء دین و ایماں کے دونوں ستوں — ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں موجِ نورِ کرم — اس کفِ بحرِ ہمّت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں ، دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال — ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
رِفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود — شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں — غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام
کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی — اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
انبیا تہہ کریں زانو اُن کے حضور — زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
ساقِ اصلِ کرم، شاخِ نخلِ کرم — شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام
کھائی قرآں نے خاکِ گذر کی قسم — اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اُس دِلِ افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود — یادگاریِ امت پہ لاکھوں سلام

زرعِ شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

سلام و درود

ماہرالقادری

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے — سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں — سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی — سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں — سلام اس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں
سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے — سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا — سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا — سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر جو امت کے لیے راتوں کو روتا تھا — سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے — سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی — سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اس پر کہ تھا الفقر فخری جس کا سرمایہ — سلام اس پر کہ جس کے جسم اطہر کا نہ تھا سایہ
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں — سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی — سلام اس پر کہ جس کی سنگپاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا — سلام اس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا
سلام اس پر فضا جس نے زمانہ کی بدل ڈالی — سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی
سلام اس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو — سلام اس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو
سلام اس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا — سلام اس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا
سلام اس پر سر شاہنشہی جس نے جھکایا تھا — سلام اس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا
سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی — الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں — بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا — مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا
سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے — سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے
درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل و جاں ہے — درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے
درو اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی — درود اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اس پر تبسم جس کا گل کے مسکرانے میں — درود اس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں
درود اس پر کہ جس کا نام لے کر پھول کھلتے ہیں — درود اس پر کہ جس کے فیض سے دو دوست ملتے ہیں
درود اس پر کہ جس کا تذکرہ عین عبادت ہے — درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے
درود اس پر کہ جو تھا صدر محفل پاکبازوں میں — درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر مکین گنبد خضرا جسے کہیے — درود اس پر شب معراج کا دلہا جسے کہیے
درود اس پر جسے شمع شبستان ازل کہیے — درود اس پر ابد کی بزم کا جس کو کنول کہیے
درود اس پر بہار گلشن عالم جسے کہیے — درود اس ذات پر فخر بنی آدم جسے کہیے
رسول مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے — وہ جس کو ہادی دع ماکدر خذ ما صفا کہیے

درود اس پر کہ جو ماہر کی امیدوں کا ملجا ہے
درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

”حریم ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود“

آن لائن طرحی نعتیہ مشاعرہ

اکادمی فروغ نعت کے زیر اہتمام جہاں پرنٹ میڈیا کے ذریعہ فروغ نعت کے لیے کام کیا جا رہا ہے وہاں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق سوشل میڈیا پر بھی نعت کی روشنی کو پھیلانے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا گیا۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے فروغ نعت کے نام سے ایک سوشل میڈیا گروپ تشکیل دیا گیا۔ اس گروپ کے تحت سوشل میڈیا پر موجود نوجوان شاعروں اور ادیبوں کو نعت گوئی کی جانب مائل کرنے اور ان کی فنی و فکری تربیت کے لیے ہر ماہ ایک آن لائن تنقیدی نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں نہ صرف شعراء اپنا کلام پیش کرتے ہیں بلکہ مثبت اور تعمیری تنقید بھی ہوتی ہے۔ اردو نعتیہ شاعری کے موضوعاتی مطالعہ کے سلسلہ میں ایسے ہی ایک طرحی نعتیہ مشاعرہ سے منتخب کلام ہدیۂ قارئین ہے:

صاحب مصرع کا کلام

سید شاکر القادری چشتی نظامی

نظر کا نور، دلوں کے لیے قرار درود
عقیدتوں کا چمن، روح کا نکھار درود

چراغ، یاسِ مسلسل کے گھپ اندھیروں میں
غموں کی دھوپ میں ہے ابر سایہ دار درود

ہمارے جذبہ ایماں کی پرورش کر کے
بنائے دین کو کرتا ہے استوار درود

درود روح کی بالیدگی کا ساماں ہے
جبین شوق کو دیتا ہے اک نکھار درود

درود نغمۂ نعتِ نبی کا سرگم ہے
سدا بہار دعاؤں کا ہے وقار درود

گلاب ذہن کے پردوں پہ کھلنے لگتے ہیں
زباں پہ جب مری آتا ہے مشکبار درود

درود زمزمۂ وقت ہے ترانہ ہے
حریم ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود

جبین قلب پہ شاکر رقم ہے یہ تحریر
درود سرورِ عالم پہ بار بار درود

سید وحید القادری عارف، علی گڑھ انڈیا

تقاضا نسبتِ آقا کا بے شُمار درود
غلام اُن کے پڑھیں اُن پہ بار بار درود

نزولِ رحمتِ باری کی یہ ضمانت ہے — ہو قبل وبعدِ دُعا لازمی شعار درود
درود پڑھ کے ہوں اپنی نظر میں آپ بلند — بڑھاتا رہتا ہے ہر دم مرا وقار درود
اِدھر فرشتے صلوۃ و سلام بھیجیں اُدھر — حریمِ قدس میں ہے شغل کردگار درود
نبی کی ذات سے نسبت کا دم نبی پہ سلام — نبی سے ربطِ مسلسل کا اعتبار درود
نبی سے ربطِ مسلسل کا اعتبار درود — کشودِ کار کا بس ہے طریق کار درود
نویدِ صبحِ تمنّا برائے ظلمتِ غم — خزاں رسیدہ چمن کے لئے بہار درود
ہوا جو سامنا میرا کبھی مصائب سے — تو کر گیا مری آسان رہگزار درود
قرار آگیا اِس دل کی بے قراری کو — پڑھا حضور پہ جب ہو کے بے قرار درود

ہے حکم ایزدی "صلّوا علیہ" جب عارف
پڑھیں نہ کس لئے پھر اُن کے جاں نثار درود

آصف اکبر، اسلام آباد

تمام اہلِ مودّت کا ہے شعار درود
کیا ہے میری زباں نے بھی اختیار درود

ہماری نذر یہی ہے ہماری طرز یہی — قبول کیجیے سرکار بے شمار درود
ہجومِ اہلِ محبّت میں، میں بھی شامل ہوں — لگا رہا ہے مری ناؤ کو بھی پار درود
اگر ملی ہے سعادت نصیب سے ہم کو — تو پڑھیے لیلۃ برکت میں بار بار درود

یہ بات آج عیاں ہم پہ ہوگئی آصفؔ
کہ نعت ثابتِ مدّاح ہے مدار درود

محمد عارف قادری، واہ کینٹ

عبادتوں کے گلستان کی بہار درود
قبولیت کے لیے راہِ اعتبار درود

خُدائے پاک کی دس رحمتیں ملیں اس کو
پڑھے رسولِ خُدا پر جو ایک بار درود

سخن طراز کو شائستہء ادب کر دے
شعور و فکر کو بخشے عجب نکھار درود

سفر حضر میں کبھی بھولتے نہیں ان کو
شہِ زماں کے غلاموں کا ہے شعار درود

نبی کے سارے صحابہ پہ صد ہزار سلام
نبی کی آلِ مطہر پہ بے شمار درود

نبی کا اسمِ مقدّس مری متاعِ حیات
سکون دل کا، مری رُوح کا قرار درود

کیا اِسی نے بہر گام سرخرو مجھ کو
مِرا وقار، مِری وجہِ افتخار درود

کسی کو اِس کے فضائل کا کیا ہو اندازہ
''حریمِ ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود''

کسی ہوائے مخالف کا اپنے قاری پر
نہ کارگر کبھی ہونے دے کوئی وار درود

حصارِ رحمت و رافت میں آگئے عارفؔ
کیا جنہوں نے محبت سے اختیار درود

ملائے کوچۂ آقا سے دل کے تار درود
کرے حضور سے نسبت کو پائیدار درود

یہی وظیفہ مٹائے فضائے رنج و الم
کھلائے زیست میں خوشیوں کے لالہ زار درود

گھڑی میں پار لگے گا، اے ڈوبنے والے
نہ حادثوں سے کوئی خوف کھا، پکار درود

مِرے حضور پہ پتھر سلام بھیجتے تھے
مِرے حضور پہ پڑھتی تھی رہ گزار درود

نبی کی زلفِ معنبر پہ مشک بار سلام
نبی کے رُوئے منور پہ تاب دار درود

بڑھائے خَلق میں بھی وقعت و اہمیت
حضورِ حق بھی کرے لائق وقار درود

کبھی تو یہ بھی سعادت، حضور! مل جائے
پڑھے مدینے میں آ کر یہ خاکسار درود

عطا ہوئی سندِ عفو و مغفرت عارفؔ
بنا گیا مجھے محشر میں کام گار درود

احمد علی اعظمی برقی، انڈیا

نبی کی ذات پہ ہے وجہِ افتخار درود
ہے ذہن و دل کے لئے باعثِ قرار درود

زبانِ خلق پہ جاری ہے بار بار درود
حریمِ قدس میں پڑھتا ہے کردگار درود

ہے کون اُن کے سوا جس پہ پڑھ رہے ہیں سبھی
غریب و مفلس و نادار و تاجدار درود

انہیں کی ذات ہے وجہِ وجودِ کون و مکاں
ہیں اُن کی شان میں قرآں میں بے شمار درود

خدا نے کھائی ہے قرآن میں قسم جس کی
ہو اُن کی زُلفِ معنبر پہ مشکبار درود

اُنہیں کی مدح و ثنا ہے قصیدۂ بردہ
درود تاج بھی ہے ایک شاہکار درود

سکونِ قلب کا باعث ہے اہلِ دل کے لئے
ہے باغِ زیست کی وہ جانفزا بہار درود

پہنچتا رہتا ہے ہر لحظہ ان کی خدمت میں
براہ راست یہی جوڑتا ہے تار درود

تقاضا فرض شناسی کا ہے یہی برقی
بصد خلوص کریں ان پہ ہم نثار درود

ارشد منیر نقشبندی، لندن

لطیف جذبوں کے صحرا میں گل بہار درود
شکستگی میں ہے دل کے لیے قرار درود

اسی کا فیض معنبر ہے رہنمائے سلوک
حریمِ حق سے ملاتا ہے دل کے تار درود

مری دعاؤں کا رشتہ جڑا رسائی سے
فرازِ عرش پہ لے جائے بار بار درود

درِ حبیب سے آتی ہے قربتوں کی نوید
کرے جو وقتِ سحر آ کے اشکبار درود

پڑھا ہے جب بھی تو من کی مراد بر آئی
کبھی بھی ہونے نہیں دیتا شرمسار درود

یہی ہے آلِ محمد سے چاہتوں کی سند
ہے تاجِ عز و شرف باعثِ وقار درود

منیر دیکھا ہے منجدھار میں کمال اس کا
لگائے ڈوبتی نیّا کو آ کے پار درود

فاروق احمد قریشی، سیالکوٹ

شہادتوں کے چمن زار کی بہار درود
عبادتوں کا خلاصہ ھے میرے یار درود

دلوں کو چین تو ذکر خدا سے ملتا ھے — شعور پاک بنانے کا اعتبار درود
دعا کو میں نے لپیٹا درود میں جب بھی — دعا کو لے کے گیا آسماں سے پار درود
عمل تو کوئی نہیں ھے نجات کے قابل — حضور لایا ھوں خدمت میں بے شمار درود
ہمارے واسطے حکم سلام بھی ھے ساتھ — حریم ذات ھے قدسی ھیں، کردگار، درود
سکون چاہنے والو سکوں مبارک ھو — ہمیں تو اور بھی کرتا ھے بے قرار درود
جہاں کے تاجوروں سے نہیں کوئی مطلب — فقیر شاہِ دو عالم ہوں افتخار درود
نبی کے نام کی خوشبو سے جو مہکتے ھیں — نصیب والے ھیں کرتے ھیں اختیار درود

درود ان پہ پڑھا معتبر ھوا فاروقؔ
ہزار جان سے جاؤں ترے نثار درود

صفیہ رزاق ناز، لندن

مرا وظیفہ مرا ذکر اور شعار درود
میں پیش کرتی ہوں آقا کو بے شمار درود

ملی ہے راحت جاں اور سکونِ قلب دوام — ریاض زیست کی ہے دائمی بہار درود
کبھی جو رنج و الم، بے بسی نے گھیرا ہے — نجات مل گئی بھیجا جو ایک بار درود
بلند ہوتے ہیں درجات جب بھی ورد کریں — ہے مومنوں کی یہ معراج اور وقار درود
بغیر اس کے دعائیں ہیں بے اثر ساری — ہوئی قبول دعا جب کیا حصار درود

اگر ہے نازؔ گماں تیرگی کا آنگن میں
تو جان و دل سے پڑھو ان پہ نور بار درود

سید شاکر القادری چشتی نظامی

عقیدتوں کے مدینے کا تاجدار درود
عبادتوں کے قرینے کا اعتبار درود

”زہے نصیب کہ بزم فروغ نعت میں ہوں“　برنگِ شعر زباں پر ہے کیف بار درود
سجی ہے آج درود و سلام کی محفل　ہزار بار سلام اور صد ہزار درود
سلام چہرۂ انور پہ نور بار سلام　درود گیسوئے مشکیں پہ مشک بار درود
سلام گوشۂ ابرو پہ دلنشین سلام　درود عارضِ تاباں پہ گلعذار درود
سلام جنبش انگشتِ مہ شکن پہ سلام　درود دست سخا پر ہزار بار درود
خرامِ صبحِ محمد پہ پر خرام سلام　قیامِ لیل محمد پہ استوار درود
عجب ہے خندہ نیمہ لبی کی رعنائی　تبسمِ ملکوتی پہ لالہ زار درود
دمِ تبسمِ قدسی وہ جھانکتے موتی　درود سلکِ جواہر پہ آبدار درود
اگر نہ آل محمد کا ذکر ہو اس میں　نگاہِ مصطفوی میں ہے بے وقار درود
سلام تشنہ لبانِ فرات پر ہر دم　شہیدِ کرب و بلا پر ہو اشکبار درود
سلام زینب و کلثوم کی رداؤں پر　درود پردہ نشینوں پہ پردہ دار درود
سلام چھوٹے علی کی بڑی شہادت پر　درود ننھی سکینہ پہ بے قرار درود
سلام راکبِ دوشِ نبی پہ نازاں ہے　سوارِ نیزہ پہ کرتا ہے افتخار درود
سلام قافلے والوں کی بے نوائی پر　درود عابد بیمار پر ہزار درود
حسن، حسین، علی اور سیدہ زھرا　نبی کے سارے گھرانے پہ بیشمار درود

وفورِ جوشِ مودّت سے بھیجیے شاکرؔ
ریاضِ آلِ محمد پہ بربہار درود

محمد حنیف نازش قادری، واہ کینٹ

ہے التجا کا وقار اور افتخار درود
مری دعا کے گلے میں اثر کا ہار درود

تمام ورد وظیفے حصار میں اسکے — ہے جانِ ورد، وظائف کا اعتبار درود
عمل ہے ایسا کہ بس نعمتیں خدا دے گا — اگر زبان پہ لاؤ گے ایک بار درود
مشامِ جاں کے تعطر کا اہتمام سلام — دیار غم میں مسرت کا اشتہار درود
اڑا کے رکھ دے غم و یاس و رنج کے بادل — مٹا کے رکھ دے طبیعت کا اضطرار درود
زیارتِ شہ والا کا راستہ ہے یہی — نبی کی ذاتِ مقدس پہ بار بار درود

نبی کی نعت نگاری پہ ناز کر نازشؔ
اور ان کی آل پہ پڑھ نت تو بے شمار درود

ذوالفقار نقوی، جموں کشمیر

خزاں رسیدہ دیاروں کی ہے بہار درود
فضا مہکتی ہے پڑھ لوں جو ایک بار درود

عمودِ دین ہے، معراج بھی یہ مومن کی — نماز کا ہے مگر محور و مدار درود
فلک بھی اِس کی بلندی پہ رشک کرتا ہے — مرے نصیب کا تارہ ہے آشکار درود
نبی کے ہاتھ پہ آ جائے گر کوئی کنکر — بڑے خلوص سے کرتا ہے اختیار درود
لیا جو اُلفتِ احمد کا عہد صبحِ الست — سبھی کے لب پہ تھا با عجز و انکسار درود
مرے نصیب میں یارب ہوں بس وہی سانسیں — شعورِ ہست میں جن کا ہو اعتبار درود
خدا کا قُرب یقیناً اُنہی کو ملتا ہے — جو عشقِ شہ میں بنا لیتے ہیں شعار درود

عدوئے دینِ محمد پہ وار سے پہلے
علی کے ہاتھ پہ پڑھتی ہے ذوالفقارؔ درود

سید نورالحسن نور، انڈیا

ہے میرے دل کے لئے باعثِ قرار درود
اِسی لئے تو میں پڑھتا ہوں بے شمار درود

ضرور موسمِ رحمت کی آمد آمد ہے
اِدھر سے گزری ہے پڑھتی ہوئی بہار درود

کھڑا ہوا ہوں جو صحرائے آتشیں میں تو کیا
ہے میرے واسطے رحمت کا آبشار درود

مِری یہ بات کوئی کاٹ ہی نہیں سکتا
کہ بخش دیتا ہے انساں کو انکسار درود

درود یوں تو سبھی ہیں بہت حسیں لیکن
درود تاج کو کہتے ہیں شاہکار درود

ہیں جس قدر بھی زمانے میں جاں نثارِ نبی
ہر ایک سانس پہ پڑھتے ہیں اشکبار درود

سنو یہ نسخہ مِرا آزمایا ہے لوگو!
مٹانے والا ہے ذہنوں کا انتشار درود

رسولِ پاک کے دامن کا سایہ پائے گا
جو صبح و شام پڑھے ایک اک ہزار درود

مجھے یقین ہے اے "نور" اہلِ عظمت میں
عطا کرے گا مجھے تاجِ افتخار درود

حسین امجد، اٹک

میں اس یقین سے پڑھتا ہوں بار بار درود
کہ پل صراط سے کردے گا مجھ کو پار درود

خزاں رسیدہ بدن کو بہار کرتا ہے
کلی کلی کو بھی رکھتا ہے مشک بار درود

بھرے جہاں میں کہیں سے نہ جو میسر ہو
دل و نگاہ کو دیتا ہے وہ قرار درود

قسم خدا کی مری روح تک مہک اٹھی
مرے لبوں نے کیا جب بھی اختیار درود

میں ریزہ ریزہ ہوا میں بکھر گیا ہوتا
مرے وجود کو رکھتا ہے برقرار درود

مرے غموں کا مداوا نہیں ہے اس کے سوا
زہے نصیب کہ ہے میرا غم گسار درود

رسولِ پاک پہ قرباں ہوں میرے اہل و عیال
مرا یقین مرا تو ہے اعتبار درود

محبتوں کی کوئی اور انتہا ہو گی؟
رسولِ پاک پہ پڑھتا ہے کردگار درود

مری نجات کو امجدؔ یہ ورد کافی ہے
خدا کرے کہ رہے عمر بھر شعار درود

محمد خاور، لاہور

میں اس لئے بھی تو پڑھتا ہوں بار بار درود
مری نوا ہے سلام اور مری پکار درود

تمہی بتاؤ جہنم جلا سکے گی اسے؟
پڑھا حضور پہ جس نے بھی ایک بار درود

میں سو بھی جاؤں تو محفل سجی ہی رہتی ہے
''حریم ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود''

نیام سے نکل آئے تو خون چکھتی ہے
نیام میں ہو تو پڑھتی ہے ذوالفقار درود

مہ و نجوم سے رونق ہے آسماں کی اور
مہ و نجوم کا سب نور اور نکھار درود

سفر، پناہ، ابوبکر، سانپ اور سوراخ
پڑھا گیا تھا یہ کیسا درونِ غار درود

پروفیسر فیض رسول فیضان

دل و جگر کا سکوں، روح کا قرار درود
غلام پڑھتے ہیں آقا پہ بار بار درود

بغیر اس کے معلق دعائیں رہتی ہیں
قبولیت کی ضمانت ہے کامگار درود

بجھے چراغ بھی اس کے طفیل جلتے ہیں
چھپی حقیقتیں کرتا ہے آشکار درود

حضور عالم کون و مکاں کے ہیں سلطان
تمام ورد وظیفوں کا تاجدار درود

ادب سے پڑھیے تو ملتی ہے جنتوں کی سند
ولا سے بھیجو تو کرتا ہے بیڑے پار درود

سعادتیں ہیں اسی کے جلو میں جلوہ فگن
عبادتوں کا ٹھہرتا ہے اعتبار درود

عروج اس کے وسیلے سے کیوں نہ حاصل ہو
کہ ہے ''دنا فتدلّٰی'' کی یادگار درود

جو چاہے، مجھ کو پڑھے اور سنور نکھر جائے
عنایتوں کیلئے محوِ انتظار درود

الم کدوں میں سسکتے ہوئے گداؤں کو
نوازتا ہے بصد عزت و وقار درود

یہ آپ ہم تو کوئی چیز ہی نہیں فیضانؔ
''حریم قدس میں پڑھتا ہے کردگار درود''

انیلہ صادق، فیصل آباد

ہے لب پہ میرے دو عالم کے تاجدار درود
صدف میں دل کے ہے گوہر سا آب دار درود

ہوئے ہیں حور و ملائک بھی دیکھ کر حیراں
درود روپ ہے میرا، مرا سنگھار درود

درود پاک سے مہکے ہوئے گلاب و سمن
نسیم صبح کے لب پر ہے مشک بار درود

مقام اسم محمد کی رفعتوں پہ نثار
”حریم ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود“

میری بھی خاک کو دیدار مصطفی ہو جائے
وظیفہ جان کے پڑھتی ہوں بار بار درود

خدائے پاک تری مغفرت کو ہے تیار
انیلہؔ بھیج محمد پہ صد ہزار درود

سید محمد اعجاز عاجز، گوجرانوالہ

نبی کی زُلفِ معنبر پہ مشکبار درود
جمالِ روئے منور پہ نور بار درود

نوازشوں کے تسلسل کا ہے یہی موجب
کلیدِ رحمتِ دائم ہے بار بار درود

جبینِ عشق پہ روشن ہے مثل ماہِ منیر
وجودِ عاشقِ صادقِ پہ ہے نگار درود

جو مثل موجۂ خوں ہو رواں رگِ جاں میں
جبینِ عشق پہ لاتا ہے تب نکھار درود

درود پڑھ کے مری ماں نے مجھ کو پالا ہے
تمام عمر رہے گا مرا حصار درود

فروغِ عشقِ محمد کا ہے یہی باعث
ہمیشہ رکھتا ہے جذبوں کو تازہ کار درود

مرے مزاج میں اب فقر کی ہے آمیزش
بنا رہا ہے مجھے کیسا بردبار درود

محیطِ فکر و تکلم ہوا ہے کچھ ایسے
کوئی کلام ہو لب پر ہے بار بار درود

اسی سے رنگ چمن خوب تر ہوا عاجزؔ
خزاں رتوں کیلئے مژدۂ بہار درود

وسیم صدیقی

ہے اندمال پئے سینۂ فگار درود

پڑھیں جو طالب آرام بے شمار درود

کہا یہ سرورِ دوراں نے اپنی امت سے   صلہ ہے خوب جو پڑھتے ہو ایک بار درود

بنا ہے مخزنِ عنبر نفس نفس میرا   ہوا ہے جاری زباں پر جو مشکبار درود

معانی آیتِ صلوا کے ہیں رہے جاری   زبانِ بندہء مومن پہ بار بار درود

ہے عاشقوں کے چمن میں بہار کی صورت   نہالِ دیں پہ ہوا مثل برگ و بار درود

کبھی بڑھے جو تڑپ دوریٔ مدینہ میں   قرار دیتا ہے کر کر کے بے قرار درود

ہیں میرے دل پہ ضیاء بار برکتیں اس کی   رکھے ہے گلشن ایماں کو پر بہار درود

وسیم توبہ کہ مجھ میں ہو تابِ سرتابی

”حریمِ قدس میں پڑھتا ہے کردگار درود“

عباس عدیم قریشی

مرے رسول! مرا نطق ھونشار، درود

بصد نیاز بگویم، ھزار بار، درود

حضور، سر بہ گریباں غلام حاضر ہے   سلام، سیدِ عالم، بہ انکسار، درود

حضور دھڑکنیں دل کی سلام کہتی ہیں   نثار کرتی ھیں چشمانِ اشکبار، درود

حضور، خدمتِ اقدس میں اور کیا لاتا   حضور نذر کو لایا ھے خاکسار، درود

سفر گذار ازل سے سبیلِ نعت میں ہوں   ازل سے طے جو ہوا ہے مرا مدار، درود

میں لطفِ شاہ کے دارالسلم میں رہتا ہوں   کہ ابتداء سے رہا ہے مرا حصار، درود

اسی کرم کا تشکّر ادا نہیں ہوتا   عطا جو کی ھے سکینت کی آبشار، درود

مری غلامی کی تسنید ہے سلام ان پر   مری گدائی کا واللہ اعتبار، درود

بعید تو نہیں انکے کرم سے یہ بھی عدیمؔ

بروز حشر مرا بھی ھو، افتخار، درود

حافظ محمد الیاس، وادی سون

جبینِ شوق کے سجدوں کا اعتبار درود
مری دعا کے تیقن کا انحصار درود

ارے کرے ہے گداؤں کو تاجدار درود — بنا کے رکھتا ہے منگتوں کو شہر یار درود
تصورات کو رعنائیٔ خیال ملی — ہوا ہے جب سے مرے دل پہ آشکار درود
چھپا ہی لیں گے وہ دامانِ لطف و رحمت میں — پڑھیں گے حشر کے دن جب گناہگار درود
کھلیں گے نعت کے ابواب نو خیالوں میں — بس آپ پڑھیے محمد پہ بے شمار درود
بروزِ حشر شفاعت سے بہرہ ور ہو گا — پڑھا ہو جس نے کبھی دل سے ایک بار درود
مرے حضور کی نسبت ہے امن کی ضامن — مٹائے گا سبھی دنیا سے انتشار درود
حریمِ شوق میں پڑھتے ہیں ہم درود و سلام — ''حریمِ ذات میں پڑھتا ہے کردگار درود''

شمار کون کرے ان کی رفعتیں حافظؔ
جو ان کی ذات پہ پڑھتے ہیں بے شمار درود

جاوید جاذب، لاہور

جمالِ حق کا خزینہ ہے باوقار درود
اگر ہے عشق کی خواہش تو راہ گزار درود

میں سانس لوں تیری خوشبو بکھر بکھر جائے — رگوں میں ایسے سما جائے گلبہار درود
حضور عشق کی ہے انتہا مجھے درکار — کھلائے دل کا چمن دے سدا بہار درود
خدا بھی اپنے فرشتوں کے ساتھ بھیجتا ہے — حبیبِ کون و مکاں پر ہو بے شمار درود
الم کے دشت میں بھٹکا ہوا مسافر ہوں — میں تشنہ لب ہوں میرے دل کو دے قرار درود
زمانے بھر کی نمی آ گئی ہے انکھوں میں — نگاہ بولتی رہتی ہے اشک بار درود

حضور دھوپ کا دریا ہے اور حزیں جاذبؔ
سلگتا وقت ہے بن جائے آبشار درود

سائرہ خان، لاہور

بحالِ قرب نشاطِ دل و بہار درود
بحالِ ہجر قرارِ دلِ فگار درود

عجب خمار میں ڈوبی سماعت عالم — رچا ہوا ہے فضاؤں میں کیف بار درود
ہے معصیت کا الاؤ یہ آبلہ پائی — تلاش بحر شفاعت میں سازگار درود
مجھے خبر ہے سکینت وہیں سے آتی ہے — کبھی زباں پہ جو لاؤں بہ اضطرار درود
جو چاہتے ہو سبھی کام خود سنور جائیں — پڑھو درود، پڑھو ہو کے بے قرار درود

خود ان کی ذات میں جلتے ہیں عافیت کے چراغ
جبھی تو پڑھتے ہیں ان پر وفا شعار درود

محمد شاہد الرحمن، اسلام آباد

میں اس یقین سے کرتا ہوں اختیار درود
کہ سن رہے ہیں مدینے کے تاجدار درود

ہزار بار مجھے رحمتوں نے گھیر لیا — پڑھا جو احمدِ مرسل پہ ایک بار درود
اسی سبب سے دعائیں مری قبول ہوئیں — کہ بندگی کو بھی دیتا ہے اک نکھار درود
پڑھے سلام یہ دل روضۂ نبی پہ کبھی — پڑھے وہاں پہ میری چشم اشکبار درود
اسی سے قرب و حضوری نصیب ہوتی ہے — ہے فرقتوں میں بھی تسکین جان زار درود
نبی و آل نبی پر ہو بے شمار درود — ہر ایک لحظہ ہر اک آن صد ہزار درود

تجلیات رخِ مصطفی سے جو چمکے
نبی کے سارے صحابہ پہ تابدار درود

راجہ محمد اویس، امریکہ

مجھے بھی کرتا ہے رحمت سے ہمکنار درود
میں سوتے جاگتے پڑھتا ہوں بار بار درود

میں مثل غار حرا جگمگانا چاہتا ہوں
مرے وجود میں، خالق مرے اتار درود

دوائے رنج والم مانگنے گیا تھا وہاں
مرے خدا نے مجھے کہہ دیا پکار درود

غم اسکے بعد مسرت میں ڈھلنے لگتے ہیں
میں انکی ذات پہ پڑھتا ہوں ایک بار درود

وہ لاشریک بھی خود ہے شریکِ بزمِ صلوٰۃ
خُدائے پاک کا خود بھی تو ہے شعار درود

اسی لئے تو مجھے غم ستا نہیں پاتے
نبی پہ میں بھی تو پڑھتا ہوں بے شمار درود

اویسؔ ذکرِ محمد سند فلاح کی ہے
ہر اک بھنور سے مجھے کر گیا ہے پار درود

محمد صہیب ثاقب، چکوال

دعائے نیم شبی کا ہے اعتبار درود
اتارتا ہے گناہوں کا ہم سے بار درود

حریم ناز میں لاکر مجھے بٹھاتا ہے
حبیب حق سے ملاتا ہے دل کے تار درود

مرے وجود میں تازہ گلاب کھلتے ہیں
مشام جان کو رکھتا ہے مشکبار درود

یہ نغمگی ہے، تغزل ہے، یہ عقیدت ہے
رہے گا تا دم آخر مرا شعار، درود

خیال پاک بھی آئے تو امتی کے لیے
ادب یہ ہے کہ پڑھے ان پہ بار بار درود

حبیب رب دو عالم، شفیع جملہ امم
محیط حسن شیم پر شمیم بار درود

وہ آپ اس کا صلاۃ و سلام سنتے ھیں
پڑھے جو ان پہ عقیدت سے ایک بار درود

قبولیت کی سند مجھ کو مل گئی ثاقبؔ
میں انکی ذات پہ پڑھتا ہوں اشکبار درود

سہ ماہی
فروغ نعت
اٹک

اکتوبر تا دسمبر دو ہزار پندرہ

مضامین نعت

نعتیہ ادب، انتقادی و تحقیقی سرمایہ پر مبنی مقالات

نعت اور ہماری شعری روایت

ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی

اس موضوع میں لفظ "ہماری" کے استعمال نے معنوی وسعتیں پیدا کردی ہیں اس لیے صرف اردو نعت کے تذکرے تک محدود نہیں رہا جاسکتا ہے!......لہٰذا اپنے موضوع کی مناسبت سے ہمیں "نعت" کی تعریف بیان کرتے ہوئے عرب و عجم کے اسلامی معاشروں کی شعری روایت سے گزر کر "اردو" کی اقلیم میں قدم رکھنا ہوگا!

جہاں تک نعت کی تعریف کا سوال ہے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ نعت ہر پہلو اور ہر زاویے سے کسی شخصیت کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنے کو کہتے ہیں۔اسلامی معاشروں میں یہ لفظ صرف رسول اللہ ﷺ کی تعریف کے لیے مختص ہوگیا ہے۔کسی اور کی تعریف کو نعت نہیں کہتے۔

روایت کے ضمن میں بھی طول طویل گفتگو کرنے کا موقع نہیں ہے اس لیے صرف حسن عسکری کی رائے پر اکتفا کرتے ہیں جنھوں نے رینے گینوں سے استشہاد کرتے ہوئے یہ نکتہ سمجھایا ہے کہ ......روایتی ادب اور روایتی فنون صرف روایتی معاشرے میں پیدا ہوسکتے ہیں اور روایتی معاشرہ وہ ہے جو مابعد الطبیعات کی بنیاد پر قائم ہو۔مابعد الطبیعات چند نظریوں کا نام نہیں۔التوحید واحد۔ مابعد الطبیعات صرف ایک ہی ہوسکتی ہے۔یہی اصلی اور بنیادی روایت ہے"(۱)

روایت کے اس تصور کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری یعنی مسلم معاشرے کی روایت کی بنیاد مابعد الطبیعات پر ہے اور یہی زندہ روایت ہے جو بلا انقطاع از آدمؑ تا ایں دم جاری وساری ہے۔اس روایت میں شاعری کا تعلق انسان، کائنات اور خالق کائنات کے رشتوں کی معرفت سے ہے۔شاعری وہبی صلاحیت کے تحت وجود میں آتی ہے۔خالق نے اپنی مخلوق کو کوئی صلاحیت بے وجہ عطا نہیں کی ہے۔اس لیے شاعری بھی اپنے وجود کے لیے جواز چاہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ذمہ دار شعراء نے ہمیشہ قرآنی نظریۂ فن پیش نظر رکھ کر شعری سفر کا آغاز کیا......قرآنِ کریم کی سورۃ العصر میں پوری نوعِ انسانی کو خسران سے بچنے کے لیے [۱] ایمان [۲] اعمالِ صالحہ [۳] تواصی بالحق......اور [۴] تواصی بالصبر......جیسی ربانی شرائط سے آگاہ کیا گیا تھا......تو بالکل اسی انداز سے سورۃ شعراء میں شعراء کو خیال کی ہر وادی میں بھٹکنے سے بچنے کی راہ دکھائی گئی ہے:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ط وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ (۲)

''رہے شعراء، تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو صرف بدلہ لے لیا''(۳)

سورۃ العصر میں بیان کردہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرائط کے ساتھ ساتھ یہاں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے کی شرط اس لیے شامل کی گئی کہ شعراء جو کچھ بھی لکھیں اس میں اللہ کا براہِ راست یا بالواسطہ ذکر ہو۔ یا اللہ کی موجودگی کا اس قدر استحضار ہو کہ جو کچھ لکھیں وہ اللہ کے احکامات سے کسی بھی صورت متصادم نہ ہو۔

نعتیہ شاعری کا رواج اگرچہ حضورِ اکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل ہی ہو چکا تھا۔ تاہم آپ کی طرف سے اعلانِ نبوت اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی پے در پے کامیابیوں سے بوکھلا کر مشرک شعراء نے ہجویہ اشعار کہے۔ سورۃ شعراء میں متوازن بدلہ لینے کی اجازت دیتے ہوئے مسلمان شعراء کو اسی ہجویہ شاعری کا جواب دینے کی طرف مائل کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نعت اپنی معنوی جہت میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا درجہ رکھتی ہے۔ مخلوق کی تعریف دراصل خالق کی تخلیقی قدرتوں ہی کی تو تعریف ہے۔ نعتیہ شاعری میں ہمیشہ حضورِ اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ، آپ کے پیغام اور انسانیت کو آپ کی ذاتِ ستودہ صفات سے پہنچنے والے فوائد کا ذکر ہوتا ہے۔ نیز یہ شاعری حبِ نبوی اور عشقِ رسول ﷺ کی بنیاد پر تخلیق کی جاتی ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ جس زمانے میں بنفسِ نفیس اس جہانِ فانی میں جلوہ افروز تھے۔ اُس عہد میں آپ کے جمالِ صُوری اور حسنِ معنوی کا نظارہ کرنے والوں نے بہت کچھ کہا۔ حضرت حسانؓ، حضرت کعب بن مالک، حضرت کعب بن زُہیر، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نعت کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔

عشقِ نبوی ﷺ کی یہی روایت عرب سے ایران پہنچی۔ یہاں جامیؔ اور سعدی شیرازیؔ نے نعتیہ مضامین سے اپنے تخلیقی لوازمے کو مزین کیا۔ سعدی نے چار مصرعوں میں جو کچھ کہا وہ زبان زدِ خاص و عام ہو گیا:

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلّو علیہ و آلہٖ (۴)

ہند کی اسلامی تہذیب میں اردو زبان نے جنم لیا۔ اِس زبان کی خوش بختی کہ پہلے شاعر ''فخر دین نظامی'' نے اپنی مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' میں حمد کے بعد نعت ہی شامل کی۔ یہ مثنوی ۸۲۵ سے ۸۳۹ ہجری اور ۱۴۲۱ سے ۱۴۳۵ عیسوی کے دوران میں لکھی گئی تھی (۴۔الف)۔ بعد ازاں جتنی بھی شعری تصنیفات سامنے آئیں ان میں حمد کے بعد نعت ہی کے اشعار تھے۔ حمد و نعت کی شمولیت کی یہ روایت صرف مسلمان شعراء تک محدود نہ رہی بلکہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کو باقاعدہ نباہتے ہوئے حمدیہ و نعتیہ اشعار کہے۔ نور نامے، مولود نامے اور معراج نامے بھی بڑی تعداد میں لکھے گئے اور قصے کہانیوں کے لوازمے سے لیس مثنویوں کی بھی ابتداء حمد و نعت سے کی گئی۔ یہیں میرزا مظہر جانِ جاناں نے اللہ سے حبِ نبوی طلب کرنے کا درس دیا:

محمد از تو می خواہم خدارا
الٰہی! از تو حُبّ مصطفیٰ را (۵)

(یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر مجھے خدا مل جائے۔ اور اے میرے معبود! میں تجھ سے حُبّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دولت کا طلبگار رہوں)

چناں چہ عشقِ نبوی کا رنگ بعد کے شعراء کے شعری عمل میں بھرپور طریقے سے ظاہر ہوا۔ بقول سید سلیمان ندویؒ:

عشقِ نبوی دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہُدا ہے (۶)

انجم رومانی نے کائنات میں عشقِ نبوی کی اہمیت کو اس طرح اجاگر کیا ہے:

اک عشقِ مصطفےٰ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہانِ خراب میں (۷)

اردو کے ہر چھوٹے بڑے شاعر نے نعت کہی۔ لیکن جن شعراء نے باقاعدہ نعت نہیں کہی ان کے کلام میں بھی کہیں کہیں نعتیہ اشعار آ گئے...... مثلاً غالب، جس کی غزلوں میں بعض اشعار نعتیہ وارد ہوئے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی
قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی (۸)

اس کے باوجود شعراء اس صنف کو مکمل طور سے اپنے فن کا حصہ بنانے میں پس وپیش کا شکار رہے۔

نعت کا باقاعدہ ادبی سفر مولانا احمد رضا بریلوی، مولانا حسن رضا بریلوی، محسن کاکوروی اور امیر مینائی کے عہد میں ہوا کیوں کہ یہ حضرات نعتیہ شاعری کے متخصصین میں شمار ہوئے۔ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے تو نعت لکھنے کے لیے غزل اور قصیدے کا pattern ہی سامنے رکھا لیکن محسن کاکوروی نے غزل، قصیدہ اور مثنوی میں اپنے فن کے وہ جوہر دکھائے کہ انھیں نعت گوئی کا فن شناس شاعر تسلیم کیا گیا۔ پھر حالی نے اپنے مسدس میں نعتیہ اشعار اس دردمندی سے لکھے کہ عوام و خواص کے دلوں پر نقش ہو گئے۔ ان کا لکھا ہوا استغاثہ

اے خاصۂ خاصانِ رُسل ﷺ وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے (۹)

آج بھی امت کے لیے درد رکھنے والے افراد کی زبانوں پر جاری ہے۔ اقبال نے نعتیہ آہنگ میں عجب طرح سے اضافہ کیا۔ انھوں نے اپنی شعری عمر کی صغرسنی میں ایک نعت کہی تھی:

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر (۱۰)

لیکن اس نعت کو شریعت سے متصادم پایا تو اپنے کسی شعری مجموعے میں شامل نہیں کیا۔ عظمتِ رسالت کی معنوی جھلک اقبال کے اس شعر میں پائی جاتی ہے جو ان کی نظم ''ذوق و شوق'' میں وارد ہوا ہے:

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو (۱۱)

ظفر علی خاں کا تو نعرہ ہی یہ تھا:

خدا کی حمد، پیغمبر کی نعت، اسلام کے قصّے
مرے مضموں ہیں، جب سے شعر کہنے کا شعور آیا (۱۲)

پاکستان بننے کے بعد جب یہاں کے حکمرانوں اور بیشتر عوام نے اپنا نصب العین بھلا دیا جس کا انعکاس ادب میں برملا محسوس ہوا تو اہلِ دل شعراء نے نعتیہ شاعری کر کے اہلِ وطن کو حضور اکرم ﷺ

کی ذاتِ والا صفات کے عشق کی شمع روشن کرنے کی طرف متوجہ کیا۔حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا تھا:

مصلحتِ دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگزارند و خمِ طُرَّۂ یارے گیرند (۱۳)

مجھے تو اب صرف اسی کام میں مصلحت نظر آتی ہے کہ سب دوست سارے کام چھوڑ چھاڑ کے محبوب کی زلف کے خم کی طرف متوجہ ہو جائیں۔گویا حافظ یہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ محبوب کے عشق کو پختہ تر کر لیں۔حافظ کے اس شعر میں صاف طور پر مسلمانوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات اور آپ کے لائے ہوئے دین کی طرف راغب کرنے کا اشارہ ملتا ہے۔

پاکستان کے ابتدائی ادبی منظر نامے پر نعت گو شعراء کی حیثیت سے حفیظ جالندھری، ماہر القادری، بہزاد لکھنوی، محشر رسول نگری، علامہ ضیاء القادری، علامہ سیماب اکبر آبادی، اثر صہبائی، اختر الحامدی وغیرہم کے اسمائے گرامی سامنے آتے ہیں۔ بعد میں نعت گو شعراء میں مختار صدیقی، یوسف ظفر اور قیوم نظر جیسے شعراء بھی شامل ہو گئے۔

پھر تو تقریباً تمام ہی شعراء قافلۂ مدحت گزاراں میں شامل نظر آتے ہیں۔ یہ الگ بات کہ کچھ نے اپنا وظیفۂ تخلیق ہی نعت کو بنا لیا اور کچھ صرف حصولِ سعادت کی غرض سے اس کارواں میں شامل ہوئے...............عہدِ ضیاء الحق میں سرکاری سطح پر نعت کی پزیرائی کا آغاز ہوا تو تقریباً ہر شاعر ہی اس صنفِ شریف کی طرف متوجہ ہو گیا۔آج بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ شعری مطبوعات میں نعتیہ کتب کی عددی برتری نمایاں ہے۔

الحمدللہ! آج نعتیہ شعری تخلیقات کی کثرت دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شعراء نے اس صنف کی طرف سے برتی جانے والی مجرمانہ غفلت کا ازالہ کرنے کی ٹھان لی ہے اور تائیدِ ربانی سے وہ اس عمل میں خاصی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔نعتیہ تخلیقات کی بہار دیکھ کر ہی غیاث الہٰ آبادی نے کہا تھا:

ع　یہ عہد، عہدِ نعتِ رسولِ کریمؐ ہے

نعت لکھنے والوں میں نمایاں نام بھی اگر سلیقے سے شعری حوالوں کے ساتھ لیے جائیں تو ایک دفتر درکار ہوگا جبکہ یہاں قرطاس کی تنگ دامانی کا نہیں بلکہ وقت کی عدم التفاتی کا سامنا ہے۔اس لیے چند نام لے لیے جائیں جن کی پُرخلوص خدمات کی وجہ سے ان کی شہرت جریدۂ عالم پر ثبت ہو چکی ہے۔

حافظ مظہر الدین مظہر، حفیظ تائب، احسان دانش، مظفر وارثی، عاصی کرنالی، پیر نصیر الدین گولڑوی، بشیر حسین ناظم، سرو سہارنپوری، حافظ لدھیانوی، فدا خالدی، حنیف اسعدی، ادیب رائے پوری، اعجاز رحمانی

،قمر وارثی اور صبیح رحمانی کے ایسے نام ہیں جو نعتیہ شعری افق پر ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔کیوں کہ ان شعراء نے تسلسل کے ساتھ قدیم و جدید شعری اسالیب کے امتزاج سے نعتیں کہی ہیں۔جدید تر شعری اسالیب میں نعتیہ ادب تخلیق کرنے والے شعراء میں عبدالعزیز خالد، عارف عبدالمتین، احمد ندیم قاسمی، ریاض مجید، ریاض حسین چودھری، سرشار صدیقی وغیرہم کے نام ہمیشہ درخشاں ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔

نعت چوں کہ اصنافِ نعت کی کسی ایک ہیئت کے ظرف میں نہیں سما سکتی ہے اس لیے اس موضوع کو شعر کی ہر روایتی اور جدید صنف میں برتا جارہا ہے۔آج غزل، قصیدہ، رباعی اور مثنوی کے ساتھ ساتھ سانیٹ، ہائیکو، ماہیہ، ثلاثی، نظمِ معریٰ اور آزاد نظم کے پیکر میں بڑی کامیابی سے نعت لکھی جارہی ہے۔

واضح رہے کہ میں نے اختصار کے ساتھ صرف چند رجحان ساز شعراء کا ذکر کیا ہے۔یہ انتخاب بھی اس لیے پیشِ نظر رہا کہ ان شعراء کی نعتیہ کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ایسے شعراء کی تعداد تو شمار میں آنا ممکن ہی نہیں جو عام شاعری کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی نعت بھی کہہ لیتے ہیں۔

وقت نہیں ہے ورنہ میں یہاں کچھ اشعار بھی پیش کرتا۔نعتیہ ادب کے تخلیقی منظر نامے سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے میری کتاب ''پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر'' دیکھی جاسکتی ہے۔اب میں غالب کے شعر پر ناصر کاظمی کی تضمین کے مصرعوں کا سہارا لے کر اپنے معروضات کا اختتام کرنا چاہتا ہوں۔ناصر کاظمی نے کہا تھا:

تھکی ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کیلئے (۱۴)

☆ یہ مضمون آٹھویں عالمی اردو کانفرنس کے موقع پر ''اردو کا نعتیہ ادب'' سے منسوب اجلاس میں پڑھا گیا۔(بروز بدھ: ۹/دسمبر ۲۰۱۵ء)

منابع و مآخذ:

(۱) محمد حسن عسکری، مجموعہ، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہو، ۱۹۹۴ء ص ۶۳۹ (Rene Guenon) شیخ عبدالواحد یحییٰ۔
(۲) القرآن، الشعراء ۲۶، آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷
(۳) ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد سوم، ص ۵۴۵
(۴) شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، گلستان، فاروقی کتب خانہ، ملتان، ص ۱۲
(۴۔الف) فخر دین نظامی، مثنوی نظامی دکنی، کدم راؤ پدم راؤ، مرتبہ: ڈاکٹر جمیل جالبی، انجمن ترقیء اردو پاکستان، بابائے اردو روڈ، کراچی، ۱۹۷۳ء
(۵) شفیق بریلوی، ارمغانِ نعت، مرکزِ علمِ اسلامیہ، ۵۔گارڈن، کراچی، اشاعتِ دوم، ۱۹۷۵ء، ص ۹۹
(۶) سید سلیمان ندوی، ارمغانِ سلیمان، [۱۰۹] عالمگیر روڈ، شرف آباد، کراچی، س۔ن۔ص ۶۱
(۷) ماہنامہ دعوۃ، اسلام آباد، سیرت و نعت نمبر، ذی الحج۔ربیع الاول ۱۴۳۴ھ، ص ۲۰۸
(۸) نوائے سروش مکمل دیوانِ غالب مع شرح، از غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور
(۹) حالی، مسدس حالی، صدی ایڈیشن، مرتبہ: ڈاکٹر سید عابد حسین، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، جون ۲۰۰۶ء، ص ۱۴۸
(۱۰) اقبال، کلیاتِ شعرِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۴ء، ص ۳۳۲
(۱۱) اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، سروسز بک کلب، ۱۹۹۵ء، ص ۴۰۴
(۱۲) مولانا ظفر علی خان، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، ڈاکٹر عزیز احسن، نعت ریسرچ سینٹر، گلستانِ جوہر، کراچی، جولائی ۲۰۱۴ء، ص ۳۶
(۱۳) حافظ شیرازی، دیوانِ حافظ، مرتبہ: پروفیسر میاں مقبول احمد، مشتاق بک کارنر، اردو بازار، لاہور، س۔ن۔ ص ۵۳۴
(۱۴) ناصر کاظمی، نعت رنگ، شمارہ نمبر ۱۲، مرتبہ: صبیح رحمانی، کراچی، اکتوبر ۲۰۰۱ء، ص ۳۴۰

عنایت اللہ سیف

برکت بڑی درود شریف پڑھنا کیڈی شان خدا دے یار دی اے
پڑھن والے تے لکھ ہزار رحمت اوس رب رحیم غفار دی اے
اللہ توں وی پڑھیں درود سوہنا تیرے ملک وی گل وہار دی اے
تیرے در تے کھڑا درود پڑھاں میری جان قربان نثار دی اے
کر رحمتاں لکھ کروڑ مولا اوتے ذات محمد ﷺ دلدار دی اے
اوہدی آل تے نظرِ کرم کریں ایہو حسرت میں گنہ گار دی اے
بیڑی پار کریں ڈونگے جلاوچوں میں بد پلیت اوگنہار دی اے
سیف نا اُمید نہ ہون چنگا لاتقنطوا واجاں مار دی اے

راضی رب دی ذات درود پڑھیاں حکم رب دا وچ قرآن سمجھو
ہووے نبی دی ذات وی خوب راضی ایہو عمل ایمان دی جان سمجھو
اللہ پاک تے ہور ملائک سارے ورد پڑھن درود کمان سمجھو
مومن با ایمان وی پڑھن نالے منگن رحمتاں نبی لئی دان سمجھو
ہندی چھیتی دعا قبول اوہدی جیہڑا پڑھے درود ایمان سمجھو
لکھ رحمتاں رب توں پائے نالے اکھاں ٹھنڈیاں وچ جہان سمجھو
خطبہ دے جو بن خطیب یارو خطبہ کوئی قبول نہ آن سمجھو
سیف پڑھے درود قبول ہووے نئیں تے خالی اوہ کم کران سمجھو

عطاء اللہ جوہر

ان کی چاہت مرا لبادہ ہو
آرزو ہے یہی اثاثہ ہو
جان جاتی ہے جائے اس مد میں عشق منزل ہو عشق جادہ ہو
قرب ان کا جنوں ہے روز و شب پھر بھی ارماں ہے کچھ زیادہ ہو
وہی جانے مقامِ مصطفوی جو الٰہی ترا شناسا ہو
جشنِ سدرہ بپا ہی رہنا ہے اے فلک اور بھی کشادہ ہو
تیرے محبوب کی ثناء خوانی میری پہچان میرا خاصہ ہو
مدتوں سے ہے انتظار حضور مجھ گنہ گار سے بھی وعدہ ہو
آپ کے جوہرِ وسیلہ سے
صورتِ نور استفادہ ہو

سید تنویر بخاری

خدا دی مہر چپ کر کے ملے تینوں وی آپہلاں
محمد دی محبت نوں توں دل اندر رچا پہلاں

ملن ایمان نوں صحتاں عقیدہ ٹھیک ہو جاوے مدینے دے شفاخانے چوں لے جا کے دوا پہلاں
خدا دی سونہہ خدائی تیرے کولوں پچھ کے چلے مناوٗنی ایں جے توں اپنی تے من اوہدی رضا پہلاں
بلاشک میٹ کے اکھاں توں منزل نوں لگا جاویں بنا لے اوس دے درداں نوں اپنا رہنما پہلاں
رچایا جانا سی ہر شے چ اوہدے نور دا جلوہ کیویں بن دی بخاری کوئی شے اوہدے سوا پہلاں
دنے راتی کریندا ہاں دعاواں یا رسول اللہ کرے منظور مولا تے میں آواں یا رسول اللہ
مری معراج ہو جاوے، مدینہ ویکھلاں میں وی زمینوں عرشاں نوں جاندا، اوہ زینہ ویکھلاں میں وی
خدا وانگوں ترا عاشق سداواں یا رسول اللہ کرے منظور مولا تے میں آواں یا رسول اللہ
بہشتاں دے نظارے ہیچ نیں قسمیں مدینے توں عمل سارے ہی تھلے نیں محبت دے قرینے توں
محبت وچ تساڈی بیت جاواں یا رسول اللہ کرے منظور مولا تے میں آواں یا رسول اللہ
بخاری جس طرف ویکھے تسیں ہی کو بکو ہووو مرا دعویٰ ہے سونہہ رب دی تسیں جے روبرو ہووو
خدا نوں روبرو ویکھاں، وکھاواں یا رسول اللہ
کرے منظور مولا تے میں آواں یا رسول اللہ

سجاد مرزا

آپ آئے تو جہاں کے بحر و بر روشن ہوئے
ظلمتوں میں جو گھرے تھے وہ نگر روشن ہوئے

آپ کے الطاف سے سینے منور ہو گئے آپ کے نزدیک جو آئے بشر روشن ہوئے
کفر کے ایوان میں توحید کی گونجی صدا وہ جو اپنی ذات سے تھے بے خبر روشن ہوئے
یہ بھی ہے اک معجزہ جو آپ پر نازل ہوا اس کلامِ حق کے سب زیر و زبر روشن ہوئے
ہجرتِ شاہِ عرب کا یہ بھی دیکھا ہے کمال لوگ تھے جتنے بھی ان کے ہم سفر روشن ہوئے
جو چلے سوئے مدینہ، ان کی قسمت دیکھنا راہ گیر و رہ نوردو راہ بر روشن ہوئے

نسبتِ سرکار کا سجاد ہے سارا کرم
میرے پاکستان کے دیوار و در روشن ہوئے

جمالِ گنبدِ خضریٰ مری آنکھوں میں رہتا ہے
مدینے کا ہر اک جلوہ مری آنکھوں میں رہتا ہے

ارادہ جب کروں شہرِ نبی کی سمت جانے کا تو جنت کا حسیں نقشہ مری آنکھوں میں رہتا ہے
کھجوروں کی حسیں دھرتی، تصور میں ہے یوں رہتی کہ اس کا ایک اک گوشہ مری آنکھوں میں رہتا ہے
وہ جس کے فیض سے مہر و مہ و انجم چمکتے ہیں ہمیشہ وہ حسیں چہرہ مری آنکھوں میں رہتا ہے
درودوں کے حسیں نغمے مرے ہونٹوں پہ رہتے ہیں جمالِ سیّدِ والا مری آنکھوں میں رہتا ہے

میں ان کے سامنے سجاد بیٹھا ہوں تصور میں
عجب اک نور کا ہالہ مری آنکھوں میں رہتا ہے

سلیم اختر فارانی

ارضِ طیبہ سے صبا ہر آن ہی لاتی رہی
برگ وگل کو پیرہن خوشبو کا پہناتی رہی

آپ آئے تو مہک اٹھا شبستانِ وجود
آپ کے گیسو کی خوشبو رقص فرماتی رہی

آپ نے آ کر کیا ہے کرب کی شدت کو کم
آپ کی شفقت ہمارے زخم سہلاتی رہی

رحمت اللعالمیں ہیں آپ آقا اس لئے
رحمتِ ربِّ جہاں بھی جوش میں آتی رہی

رات بھر پڑھتا رہا تاروں کے سائے میں درود
ہر کرن سے رات بھر ان کی مہک آتی رہی

اوڑھ کر اپنے بدن پر آپ کی الفت کی شال
ہر دعا سوئے فلک آتی رہی جاتی رہی

آپ کے جانباز و سرکش نوجوانوں سے سدا
قوتِ باطل ہمیشہ مات ہی کھاتی رہی

ان کی رحمت، ان کی حکمت، ان کی دانش کی ضیا
ابر کی صورت جہاں والوں پہ لہراتی رہی

سر کشیدہ دشمنوں سے آپ کی امت حضور
ہر محاذِ جنگ پر ہر آن ٹکراتی رہی

سرائے ہفت رخشاں رہگذر میرے نبی کی ہے
نشستِ خاص فرشِ عرش پر میرے نبی کی ہے

ہوا انسانیت کا بول بالا جس کے آنے سے
وہ حکمت اور دانش سر بسر میرے نبی کی ہے

بلا تخصیص سب کے واسطے الفت کا پیکر ہیں
زمانے بھر پہ رحمت کس قدر میرے نبی کی ہے

محمد ابن عبداللہ ہے اس کا نام، آئے گا
جو دی تھی سارے نبیوں نے خبر، میرے نبی کی ہے

اماں دی کارزارِ حق و باطل میں بھی دشمن کو
ہر اک انساں پہ شفقت کی نظر میرے نبی کی ہے

اسی کی روشنائی سے چمک اٹھا کلام اللہ
بحمد اللہ دواتِ آبِ زر میرے نبی کی ہے

شبِ اسریٰ اسے اوڑھے ہوئے عرشِ علیٰ پہنچے
ردائے نور تنویرِ سحر میرے نبی کی ہے

اسی کی ذات سے روشن ہوئے کون و مکاں اختر
ضیائے مہر، تنویرِ قمر میرے نبی کی ہے

عزیز لدھیانوی

راحتِ قلب و نظر ہے حفظِ ناموسِ رسول
دولتِ جان و جگر ہے حفظِ ناموسِ رسول

آپ کی ذاتِ گرامی رحمتوں کی ہے نوید
باغِ جنت کا ثمر ہے حفظِ ناموسِ رسول

مرتبہ دان آپ کے تھے جملہ اصحابِ کبار
فرض یوں ہر فرد پر ہے حفظِ ناموسِ رسول

جو غلامِ احمدِ مرسل ہے، اس پر فرضِ عین
روز و شب شام و سحر ہے حفظِ ناموسِ رسول

عظمتِ صدیق، عمر، عثمان و حیدر اس سے ہے
روحِ فیضانِ نظر ہے حفظِ ناموسِ رسول

کوئی علم الدین ہو قیوم یا عبدالرشید
ان پہ بے شک سہل تر ہے حفظِ ناموسِ رسول

جان کی بازی لگا دینا نبی کی آن پر
کتنا بے خوف و خطر ہے حفظِ ناموسِ رسول

پا گیا بے شک فلاحِ دینوی و اخروی
جس کے بھی پیشِ نظر ہے حفظِ ناموسِ رسول

اے عزیز اب تو بھی اس سے عاقبت کر لے بخیر
بیش قیمت اک گہر ہے حفظِ ناموسِ رسول

غلام مصطفےٰ بسمل

نعت نبی دی لکھیاں آون پلکاں اُتے ہنجو
نعت نبی دی پڑھیاں چمکن ہنجو ہنجو جگنو

بھاگاں والے اکھر "بسمل! پاون اِذن حضوری — نعت نبی وچ ڈھل کے اوہ وی ہوجانے نیں نوری
بھجیاں بھجیاں پلکاں ہوون، بھجیاں بھجیاں راتاں — نوری حرف ملن تے لکھیے نوری نوری نعتاں
جدوں درود لباں تے آوے، ہوکے جوبن متّی — کھِڑ جاندی اے دِل گلاب دی آپے ہر اک پتّی
اِک وچ کعبہ دوجی اکھ وچ گنبد ساوا وَسّے — جیہڑی باہی تکّاں اودھر نور اجالا وَسّے
ساوے گنبد اُتّے ہر پل رب دی رحمت اُترے — رحمت دے دریا وچ نہاون دے لئی جنّت اُترے
پاک نبی دے خُلق دا چانن گھُلیا واواں اندر — اوہناں دی رحمت دا ہے پرچھاواں ماواں اندر
کوثر دُھلیا لہجہ ہووے، نوری نوری اکھر — نعت نبی دی لِکھیاں ہووے خشبو بھریا منظر
جس دل اندر اوہناں دی سیرت دا چانن جاگے — سونہہ رب دی نہ کُفر انھیر اآوے اوہدے لاگے
ورہیاں بدھیاں نھیرے ڈُبیاں سوچاں بنّے لائیاں — مدنی ڈھول نے اُجڑے دِلاں دیاں جھوکاں آن وسائیاں
اُمّی لقب جنہاں دا اوہناں ونڈے خُلق سویرے — عِلم، بصیرت، دانش جتھوں پائے رُوپ اُچیرے
جیکر نُوری خلق نہ ہُوندا سوہنا نور ستارا — نور نگر وچ رحمت بھریا ہوندا نہ لشکارا
جس دے نوروں چن، سورج نوں مِلیاں کرناں لَوّاں — اوہدے صدقے بھل آدم دی بدلی وچ خشبوواں
اگ نمرود دی ٹھنڈی ہوئی جس دی رحمت پاروں — سِروں ایوب دے ٹلی مصیبت اوسے اسم سہاروں
عیسیٰ جس دے احمد ہون دی دین بشارت آئے — رکھّی تانگھ سی حشر دی موسیٰ کملی ہیٹھ سمائے
پاک نبی دے پاک اسوہ دی جنہاں رِیت اپنائی — ایتھے اوتھے دوویں جہانیں اوہناں جنت پائی
ہاں مجبور نمانا، رچنا دوآبہ دا واسی — "واہ سیّد ثقلین "محمد میں رحمت دا آسی
پھُل درود دی ہوٹھاں اُتے دِل وچ ذکر الٰہی — رہے وظیفہ ساہواں دا ہِت سانول، رانجھن، ماہی
یوسف ثانی بن کے چمکے چہرہ اُس نورانی — حشروں بعد وی انجے رہنی ایہہ نوری سلطانی
بھاگاں والے اتھرو جنہاں رنگ عطا دا ڈِٹھا — خوش قسمت اوہ اکھیاں جنہاں نُور حرا دا ڈِٹھا
در رحمت دا ہووے تے فِر کاہدے ضبط دے یارے — اتھراں دے ہڑھ اندر رُڑھ جاندے نیں صبر کنارے
پاک نبی دا ہر اک فِعل خدا دا فِعل اکھوایا — پاک نبی دے ہتھ نوں رب نے اپنا ہتھ فرمایا
پاک نبی دی بیعت تائیں رب دی رحمت مانو — بیعت کرن آلے ہتھاں تے ہتھ خدا دا جانو

حشراں تیکر نور نبی تھیں جگ تے چانن رہنا
جیہڑا کدے گہنا نہیں سکدا ایہہ اوہ سُچّا گہنا

بشیر باوا

رات نوں چمن شمس تارے نام جہدے جبیں دا
دے دھر اس اپنے سبھا نوں سُن تو ویں آسو رجا!
ذہن میرے نوں ہے مڑ کھڑ آکھدی نیلی فضا
’’خوش خصال وخوش مقال وخوش لقا وخوش ادا‘‘

گم گھماں ہوونا میدان جد وی حشر دا
تخت تے بہہ کے خدا سب کول بہا کے انبیاء
اِسطرحاں محبوب دی تعریف کرنی اے ھُدا
’’خوش خصال وخوش مقال وخوش لقا وخوش ادا‘‘

آس دا ہے قافلہ در قافلہ در قافلہ
شوق دی ڈوری دی کھچ توں گھٹ رہیا اے فاصلہ
باویا! اج جاپدا اے کہہ رہی اے بانگِ درا
’’خوش خصال وخوش مقال وخوش لقا وخوش ادا‘‘

جو زمیں تے وچ فلک ہے بہت ہی چوکھی خلا
اُچ پہاڑاں دے نظارے وادیاں ہن خوشنما
وگدا پانی کوکدا اے ندیاں توں سُن لے باویا!
’’خوش خصال وخوش مقال وخوش لقا وخوش ادا‘‘

سچ تے کیتے جھوٹھے دے دھاوے داسُن لے ماجرا
پھر محرم جا گنا اے جا گنا کرب و بلا
نال دھیرج چل کے باوا آکھدی اتھری ہوا
’’خوش خصال وخوش مقال وخوش لقا وخوش ادا‘‘

صوفی محمد یوسف انجم قادری

پڑھن والیاں تے اثر کلام کردا کرے عشق دے نشے سرکار سوہنا
حفیظ عشق رسولی دا دے ہوکا کرے خزاواں وچ پیدا بہار سوہنا
کملی والے دی شان بیان کر کے کیتا عشق دا ونج بیوپار سوہنا
حفیظ اللہ کرے محنت قبول تیری مل پووے وچ عشق بازار سوہنا
مٹھی دیس پنجاب دی لکھ بولی عشقِ رسول دا کیتا پرچار سوہنا
حفیظ واسطے کر دعا انجم دیوے اوسنوں آپ دیدار سوہنا

میری عقل ادراک تے سوچ نالوں بہت اچی شان حضور دی اے
میری اکھ دی حد آسمان تائیں پرواز لامکان حضور دی اے
اوتھے خیال پرند نہیں پہنچ سکدی جتھوں تیک اڈان حضور دی اے
اوہدے نور تھیں بنیاں جگ سارا ملکیت سارا جہان حضور دی اے
انجم تیرا اپنا آپ وی نہیں اپنا تیری جان امان حضور دی اے

انصر علی انصر

تو ہے امی لقب رحمتی رحمتی
تیرے در سے ملے آگہی آگہی
اک ترے نام سے تیرے اقدام سے بت کدوں سے چھٹی تیرگی تیرگی
پیروی میں تری خیر ہی خیر ہے تیرا حسنِ عمل رہبری رہبری
ذاتِ اقدس تری احمد مجتبیٰ مشعلِ زندگی، بندگی بندگی
بخش دی خوں کے پیاسوں کی ہر اک خطا زندگی بھر رہی آشتی آشتی
آپ اک بار طیبہ میں بلوائیے
انصرِ خستہ جاں ملتجی ملتجی

احسان اللہ طاہرؔ

جند ویل مدینے والے دی
ساہ ویل مدینے والے دی
جگ ویل مدینے والے دی

میں کمی (کمیں) سمے دی جنج اندر
وچ راٹھاں اُچا ہو ہو کے
ہر دم ایہہ ہوکدا رہندا ہاں
جند ویل مدینے والے دی
ساہ ویل مدینے والے دی
جگ ویل مدینے والے دی

میں ایسے ویل دے بھاڑے تے
جا پجنا اے حشر دیہاڑے تے
مینوں مالک میرے پچھنا اے
دس بندیا کیہ کمایا ای
میں سجڑے ہتھ پھڑ کہنا ایں
جند ویل مدینے والے دی
ساہ ویل مدینے والے دی
جگ ویل مدینے والے دی

مینوں مالک ہور چاء دینی اے
اک ویل مدینے والے دی
فر میں اک عرض گذاراں گا
جسراں میں اوتھے ہوکدا ساں
ایتھے وی مینوں ہوکن دے

جند ویل مدینے والے دی
ساہ ویل مدینے والے دی
جگ ویل مدینے والے دی
اوتھے جو مینوں ملیا سی
ایتھے جو نظریں آیا اے
ایہہ ساریاں اوہدیاں ویلاں نیں

جند ویل مدینے والے دی
ساہ ویل مدینے والے دی
جگ ویل مدینے والے دی

ڈاکٹر بشیر عابد

دل دی ہر اک سِک دعا دا ورد اے صلِّ علیٰ
روح دی کھڑدی صدا دا ورد اے صلِّ علیٰ
ہر گھڑی مہکی ہوا دا ورد اے صلِّ علیٰ
ہر گھڑی اٹھدی گھٹا دا ورد اے صلِّ علیٰ
گھلدی اے ہر لمحہ درگاہِ محمد لکھ سلام
مہکی سرگھی دی ہوا دا ورد اے صلِّ علیٰ
ہر لگر ہر رکھ دا محور کملی والے دا درود
ہر کلی، گُل دی صدا دا ورد اے صلِّ علیٰ
ساہے ساہے اکھ حرم دی ہر گھڑی آکھے سلام
ساہے ساہے دل حرا دا ورد اے صلِّ علیٰ
سارے عالم دے لئی اکرم وی ارحم وی بشیر
ہر دعا دے مدعا دا ورد اے صلِّ علیٰ

محمد اسمٰعیل منظر

جبریل اے خدمتگار جدا اوہ مکی مدنی ماہی اے
میرا سوہنا محمد صلّ علیٰ اوہدی دو جگ اندر شاہی اے
سردار ایہہ ساریاں نبیاں دا مختار اے سارے ولیاں دا
ایہہ ہے لاڈلا حق تعالیٰ دا اوہدی عرشاں تک رسائی اے
چن سورج تارے جن ملک کیہہ گِن گِن کائنات دسّاں
اوہدی خاطر بنیا جگ سارا ایہہ دنیا دین خدائی اے
سِر اُتّے چھتری بدلاں دی پیراں دی دھوڑ نورانی اے
اکھیاں دا سُرمہ کرو بنی وے انھیاں نوں روشنائی اے
چل منظر کیہ پیا سوچدا ایں وِچ شہر مدینے چل وسّئے
ایتھوں دی شاہی دے نالوں اوتھوں دی وددھ گدائی اے

میاں مقبول احمد

اک نظرِ کرم حال غریباں پہ بھی کر دے
خالی نہ مجھے بھیجنا جھولی مری بھر دے
ہے فیض ترا دنیا و عقبیٰ میں برابر
تو نظرِ کرم حال پریشاں پہ بھی کر دے
روشن ہیں ترے نور سے یہ چاند ستارے
خاکِ کفِ پا سے منور مجھے کر دے
ہے شوق ترے روضے کی ہو جائے زیارت
گلیوں میں مدینے کی گدائی کا امر دے

تنویرخیال

لکھ سلام اوہناں تے جیہڑے عبداللہ دے جائے
لکھ سلام اوہناں تے جنہاں بھارتوحید دے چائے

لکھ سلام اوہناں تے ہادی رہبر مرسل پیارے	لکھ سلام اوہناں تے مکی مدنی راج دلارے
لکھ سلام اوہناں تے جیہڑے ازلوں نور ربانی	لکھ سلام اوہناں تے ہیں نیں اللہ دے دل جانی
لکھ سلام اوہناں تے عربی مکی مدنی عربی ماہی	لکھ سلام معراج دے لاڑے شب اسریٰ دے راہی
لکھ سلام یتیمی والے خُلق حلیمی والے	لکھ سلام محبتاں والے سوہنے نبی نرالے
لکھ سلاماں بحر کرم دے رب دے خاص الخاصاں	لکھ سلام اوہناں تے لگیاں سب نوں جس دیاں آساں
لکھ سلام اوہناں تے رکھیاں سب دیاں شرماں لجاں	لکھ سلام اوہناں نوں رج رج ویکھاں تے نہ رجاں
لکھ سلام جنہاں دے اتے رب درود اے پڑھدا	لکھ سلام جنہاں دی خاطر بنیا لہندا چڑھدا
لکھ سلام جنہاں نہ کیتی دنیا کدی پیاری	لکھ سلام جنہاں تے ہوئی عاشق دنیا ساری
لکھ سلام جو پتھر کھا کے کردے رہے دعائیں	لکھ سلام جو من کے بیٹھے رب دیاں سب رضائیں

لکھ سلام جنہاں دیاں ہے نیں سوہنیاں اچیاں ذاتاں
لکھ سلام پڑھاں تنویر اوہناں تے لکھ صلواتاں

ڈاکٹر محمد ارشاد بھٹی

یا رسول اللہ آپ نوں سلام آکھناں
جس جگہ ہوواں صبح وشام آکھناں

مرے ہر روگ دے طبیب تسیں او	دکھ دور کرو تمام آکھناں
آپ دا میں ہویا تے سکون ملیا	خود میں آپ دا غلام آکھناں
عقبیٰ دے نفلاں اے راز کھولیا	نبیاں دا آپ نوں امام آکھناں
بے ڈھنگ، بے چج، بے ہنر آں	کرنا قبول جو کلام آکھناں
دید نال ہن تے نواز دیو حضور	بھر دیو اکھاں دا جام آکھناں

ہور ارشاد کھوے کیہ، اے حضور
جندڑی وی میں تہاڈے نام آکھناں

پروفیسر محمد احمد شاد

جب بیاں ہو مدحتِ خیرُ الانام
خوب برسے، رحمت خیرُ الانام

دھیرے دھیرے پھیلتی ہے چارسُو قریہ قریہ، دعوتِ خیرُ الانام
فرش پر بیٹھے، رواں ہیں عرش پر کون جانے رفعتِ خیرُ الانام
انبیا کے، بن گئے ہیں تاجدار اللہ اللہ ! عظمتِ خیرُ الانام
بھول سکتے ہم نہیں ہیں راستہ پیشوا ہے سیرتِ خیرُ الانام
پھر مقدر میں ہے نصرت ہر جگہ پیش ہے جو سُنّتِ خیرُ الانام
اب ضرورت کب کسی فردوس کی مرحمت ہے قُربتِ خیرُ الانام
ساری دنیا میں زیادہ ہے سدا بعدِ مولا عزّتِ خیرُ الانام
شاد! حاضر جان بھی ہے ہر گھڑی پیش ہے بس حُرمتِ خیرُ الانام

چشم و دل جو وضو نہیں کرتے
ہم تری گفتگو نہیں کرتے

غیر کی آرزو نہیں کرتے خود کو بے آبرو نہیں کرتے
جن کی منزل ہو نقشِ پا تیرا دید کی آرزو نہیں کرتے
اہلِ ایماں نہیں وہ ہو سکتے جو تری جستجو نہیں کرتے
انکے عشّاق جو بھی صادق ہیں ہر گھڑی ہاؤ ہُو نہیں کرتے
چپکے چپکے جو یاد کرتے ہیں چاکِ دامن رفُو نہیں کرتے
ان کو میلاد کی خوشی کب ہے ذِکر جو کُو بکُو نہیں کرتے
بھیجتے جو نہیں درود اُن پر خود کو وہ سُرخرو نہیں کرتے
عظمتِ مصطفےٰ کو ٹھکرا دیں ایسا ان کے عدو نہیں کرتے
نام تیرا جدا لبوں سے ہو شاد ! ایسا کبھُو نہیں کرتے

عبدالرشید عاصی نقشبندی

کیویں شہر مدینے جاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا
کیویں دید ماہی دی پاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا
جس دن قافلے ٹُرن مدینے اگ ہجر دی بھڑکے سینے
پیا رو رو نیر وگاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا
ویکھاں جے میں شہر مدینہ جاگے میرا بخت کمینہ
چُم جالیاں نوں سینے نال لاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا
جے توں کرم کریں اک واری کیوں روندا پھرے ایہہ بھکاری
منگاں ہر دم ایہو میں دعاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا
کرماں والے در تے آندے جھولیاں بھر بھر کے لے جاندے
میں کونج وانگوں کرلاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا
عاصی نوں ہُن کول بلا لے یا ہُن ڈیرا دل وچ لا لے
نہ میں دید بناں مر جاواں تے میرا نہیں کوئی وَس چلدا

انعام کبیر گوجرانوالہ

درد و غم رنج والم سارے مٹا دیتے ہیں
آپ جب نعتِ نبی ہم کو سنا دیتے ہیں
مضطرب روح کو جب چین کہیں بھی نہ ملے ہم اسے صرف مدینے کا پتا دیتے ہیں
آپ کی شان میں جب نعت میں لکھنے بیٹھوں میرے الفاظ نئے معنی سجھا دیتے ہیں
ہم کو ہے فخر کہ ہیں ایسے نبی کی امت کھا کے پتھر بھی جو دشمن کو دعا دیتے ہیں
آپ کے نام کی برکت ہے دعاؤں میں کبیر
جتنا مانگیں وہ ہمیں اس سے سوا دیتے ہیں

ڈاکٹر عادل صدیقی

آون والا ویلا میریاں نظراں وچ
خواباں نوں تعبیر کرن دا سوچنا واں
میریاں سوچاں وچ سویرے ازلاں دے نھیرے نوں تنویر کرن دا سوچنا واں
اسیں وی اوہدے در تے جان دی آس لگا کے بیٹھے آں پلکاں اُتے ہنجواں دے کجھ دیپ جلا کے بیٹھے آں
ویکھو کس دن اس درباروں اذن حضوری ملدا اے اوہدے تیکر اکھراں ہتھ پیغام پُچا کے بیٹھے آں
شاید کدھرے شتر اسوار دا ایدھر پھیرا پے جاوے ایس اڈیک دے اندر راہیں نین وچھا کے بیٹھے آں
نظراں دے وچ آون والے وقت دا چانن پھردا اے دل وچ نوری یاداں دا اک شہر وسا کے بیٹھے آں
ساڈے ساویں نور ازل دا ساڈیاں اکھیاں روشن نیں ایس صدی توں اوس صدی دے اندر جا کے بیٹھے آں
کاش اساڈیاں کیتیاں عرضاں دی منظوری مل جاوے
سوہنے رب دے اگے عادل ترلے پا کے بیٹھے آں

عبد الباسط باسط

ویلے دی روح اے وجد وچ دل کائنات دا
جاری اے ذکر صَلِّ علیٰ تیری ذات دا
خالق وی نال خلق سرُوروں اے جھُولدا ہندا بیان ہے پیا کس دی صفات دا
دل دی ہنیر کوٹھڑی اج نور و نور وے اعجاز اے سارا آپ دی بس اکو جھات دا
نہیں آستانہ کوئی ہن نظراں نوں جچدا ڈیرہ اے جد دا ویکھیا یارو سادات دا
ہر پاسے نور آپ دی کھنڈی سویر وے رونا اساڈا سر جیائے پچھلی رات دا
اللہ ای جان دا اے ساڈے حال نوں حضور دسیا نہیں جاندا حال وی میتھوں حالات دا
سنت بوصیری دی ادا اج کر رہیا ہاں میں بخرہ حضور مینوں وی میری برات دا
حافظ اے شوق آپ دا ہن کوئی ڈر نہیں
رولا حشر نہ جگدیاں باسط آفات دا

سید اعجاز شاہ عاجز

وہ سید ابرار ہیں وہ ماہ مبیں ہیں
ثانی نہیں کونین میں اس درجہ حسیں ہیں

بس تیرے طلبگار نہیں جن و بشر ہی قدسی بھی ہیں شامل جو سر عرش بریں ہیں
کس عالم حسرت میں انہیں تکتے ہیں قدسی سرکار دو عالم کے جو کوچے کے مکیں ہیں
اک پل کی مسافت ہوئی قوسین کی وسعت مبہوت، تحیر میں گماں اور یقیں ہیں
جس لمحہ پکارا ہے انہیں حالتِ غم میں محسوس کیا میں نے ارے؟ میرے قریں ہیں
یہ شان تری صاحب قوسین و دنیٰ تو اعزاز ہمارا کہ ترے خاک نشیں ہیں
کردار کا ماخذ ہے ترا اسوہء حسنہ انوار کا مخزن ترے لمعات جبیں ہیں
ہو پائے گا کیوں کر تری رفعت کا تعین سدرہ پہ پہنچ کر رکے جبریل امیں ہیں
ان پر بھی خدارا کوئی رحمت کی نظر ہو آقا یہ ترے بندہء در کتنے حزیں ہیں
تمثیل بھلا پیکر انوار کی کیا ہو جب گردِ کف پا کے بھی ذرات نگیں ہیں

نازاں کی غلامی پہ مجھے کیوں نہ ہو عاجز
جو شاہ امم، خیر بشر، سرور دیں ہیں

حافظ عبدالغفار واجد

جس طرح چاند سے ہوتی ہے گگن کی زینت
ایسے اصحاب میں تھی شاہِ زمن کی زینت
دل سے پڑھتے رہو آقا پہ درود اور سلام ذکرِ سرکارِ دوعالم سے ہے من کی زینت
نعت کہتا رہوں سرکار کی میں گور تلک ان کی مدحت کے سبب ہو مرے فن کی زینت
بالیقیں مجھ کو نکیرین نہ کچھ پوچھیں گے نامِ احمد ہو اگر میرے کفن کی زینت
بچ گیا دین نبی سارے کا سارا لیکن لٹ گئی حضرتِ زہرا کے چمن کی زینت
سرِ محشر یہ کہیں گے مرے آقا کے غلام خوب ہے آج حسین اور حسن کی زینت
سرمۂ چشم ہو مسواک یا خوشبو واجد
ان کی سنت ہے مسلماں کے بدن کی زینت

وحید انصاری

جب تک رہے ہاتھوں میں قلم سرورِ عالم
کرتا ہی رہوں نعت رقم سرورِ عالم
ہو جائے جو مجھ پر یہ کرم سرو ر عالم رہ جائے گا محشر میں بھرم سرور عالم
کب چاہتا ہوں جاہ و حشم سرور عالم ہے میری طلب آپ کا غم سرور عالم
یاد آئیں جو طائف کے ستم سرور عالم بہتا ہے مری آنکھ سے یم سرور عالم
شیدائی فقط آپ کا اک میں ہی نہیں ہوں شیدا ہیں عرب اور عجم سرور عالم
کونین کی ہر چیز ہی قدموں میں پڑی تھی کھاتے ہی نہ تھے بھر کے شکم سرور عالم
والشمس کہیں کہہ کے تو کہہ کر کہیں واللیل کھاتا ہے خدا تیری قسم سرور عالم
گر آپ نے سینے نہ لگائے یہ نکمے بتلائیں کدھر جائیں گے ہم سرور عالم
انصاری سے کج فہم کو بھی نعت عطا کی
جتنا بھی کروں شکر ہے کم سرورِ عالم

مطلوب حسن مطلوب

محبوب کبریا مرے مولا تمہی تو ہو
مطلوب دوسرا مرے آقا تمہی تو ہو

قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُور سے ہے عیاں — کونین کا حقیقی اجالا تمہی تو ہو
وَالَّیۡل کہہ کے جسکی اٹھائے خدا قسم — وہ بے مثال گیسوؤں والا تمہی تو ہو
یہ راز مارمیت سے ہم پر عیاں ہوا — لجپال دستگیر یدُ اللّٰہ تمہی تو ہو
لَآ اُقۡسِمُ ہے چال تو یُوحیٰ ہیں لب حسیں — لَعَمۡرُکَ کی جان معلّیٰ تمہی تو ہو
یٰسٓ پیارے دانت ہیں رخسار والقمر — والشمس روئے زیبا ہے جس کا تمہی تو ہو
مازاغ چشم نور ہے والفجر ہے جبیں — نشرح ہے جس کا سینہ کشادہ تمہی تو ہو
یَآ اَیُّھَا الۡمُزَّمِّلُ سے راز یہ کھلا — اوڑھا ہے جس نے نور دوشالا تمہی تو ہو
قرآن سارا نعت ہے سرکار آپ کی — حٰمٓ ق ن اور طٰہٰ تمہی تو ہو

مطلوب کو ملی ورفعنا سے یہ خبر
دونوں جہاں سے ارفع واعلیٰ تمہی تو ہو

امین جان

مجھ کو ہر پل ان کے در کی حاضری کا شوق ہے
ان کی گلیوں میں سدا آوارگی کا شوق ہے

کوئی نظارہ نہیں بھاتا نظر کو یا نبی — اس نظر کو آپ کا بس آپ ہی کا شوق ہے
آپ کا طرز تمدن وہ نگاہوں میں رکھے — جس کو بھی آسودگی میں سادگی کا شوق ہے
یارسول اللہ میرے حال پر بھی ہو کرم — میری مردہ زندگی کو زندگی کا شوق ہے
زندگانی سب غموں سے لاتعلق ہو گئی — جب سے اس کو ان کے غم سے آگہی کا شوق ہے
یہ فقط سرکار کی آمد سے راحت پائے گا — میرے دل کو ان کی تشریف آوری کا شوق ہے

ذکر سے سرکار کے وہ گھر سجاتے ہیں امین
جن کو ان کے نام سے وابستگی کا شوق ہے

محمد یونس تحسین گوجرانوالہ

قابلِ رشکِ منازل ہے وہ رستہ پیارے
جس کی منزل ہے محمد کا مدینہ پیارے

حجرۂ عائشہ صدیقہ نہیں عام جگہ — مرکزِ نور و تجلّی ہے یہ کمرہ پیارے
اب جسے کہتے ہیں ہم لوگ ریاض الجنتہ — دو یتیموں کی وراثت تھا یہ رقبہ پیارے
ہائے وہ تین برس شعب ابی طالب کے — خشک پتوں پہ رہا ان کا گزارا پیارے
یہ جو طائف ہے یہاں تین کلو میٹر تک — خون میں لتھڑے ہوئے گزرے تھے آقا پیارے
ہو گئے خاک سبھی دِیدہ وَروں کے دِیدے — آپ سا کوئی کسی نے نہیں دیکھا پیارے
حاصل کون و مکاں گنبدِ خضریٰ کے مکیں — ان کے نعلین کا صدقہ ہے یہ دنیا پیارے

ہونٹ تر رکھنا درودوں کی صدا سے یونس
کام آئے گا ہمیشہ یہ وظیفہ پیارے

ثاقب عرفانی

آیا ہے جی میں نعتِ پیمبر رقم کروں
اس اُسوۂ جمیل کے جوہر رقم کروں

شان و شکوہِ مسجد و منبر رقم کروں — عکسِ جمالِ خطّہء اطہر رقم کروں
ہیں ماند جس کے سامنے خورشید و ماہتاب — اس حسنِ بے مثال کا پیکر رقم کروں
یادش بخیر! شہرِ مدینہ کی رونقیں — خلدِ بریں کے خوش نما منظر رقم کروں
ہیں سر بہ خم ملائکہ عجز و نیاز سے — کیا احترامِ گنبدِ اخضر رقم کروں
روشن جبین شوق وہ چہرے کھلے کھلے — کیف و سرورِ اہلِ مقدّر رقم کروں

بارِ دِگر ہے دید کی حسرت میں بے قرار
کچھ حالِ زار ثاقبِ مضطر رقم کروں

گوجرانوالہ میں نعتیہ ادب کی روایت: مختصر جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہرؔ

خان پور سانسی سے گوجرانوالہ بننے تک کا سفر ایک لمبا سیاسی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی سفر ہے۔اس عہد میں اس شہر نے کئی عسکری اتار چڑھاؤ دیکھے۔جرنیلی سڑک پر آباد ہونے کی وجہ سے ہر حملہ آور کو یہاں سے ہو کر گزرنا پڑا۔جس کی وجہ سے اس آبادی کے درو دیوار نے کئی لوگوں کو یہاں آتے جاتے اور آباد ہوتے دیکھا۔کئی حوالوں سے تو یہاں کی تاریخ محفوظ ہے مگر ادبی اعتبار سے کچھ چیزیں وقت کے گرد و غبار میں اٹی ہوئی ہیں جن پر ابھی تحقیق و تلاش کی ضرورت ہے۔

اس شہر کو ملک بھر میں بلکہ پوری دنیا میں پہلوانوں کے شہر سے جانا جاتا ہے مگر یہاں پر ادبی اور علمی اعتبار سے بھی ایسے ایسے شہ زور ہوئے ہیں جن کی تحریریں آج بھی علمی و ادبی تاریخ میں ایک زندہ حوالہ ہیں۔

دینی حوالے سے بھی اس شہر میں بہت کام ہوا ہے۔کئی لوگ ایسے تھے اور ہیں کہ جنھوں نے اپنی زندگی حمد و نعت اور درود و سلام کے لیے وقف کیے رکھی ہے۔ادبی حوالے سے دیکھیں تو محمد علی فائق ایک ایسا نام ہے جنھوں نے پنجابی میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ کیا۔خادم ہوشیار پوری بھی اس حوالے سے ایک زندہ نام ہے جنھوں نے اردو میں منظوم قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔سلیم اختر فارانی نے بھی قرآن پاک کی اردو میں منظوم ترجمانی کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کے علاوہ قصیدہ بردہ شریف اور دوسرے عربی و فارسی قصائد کے تراجم یہاں کے شعراء نے کئے ہیں۔

نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے اگر یہاں کے ادبی ورثے پر نظر ڈالی جائے تو کئی ایسی نایاب اور اعلیٰ کتابیں دکھائی دیتی ہیں جن کے تخلیق کار تو آج اس جہانِ فانی میں نہیں ہیں مگر ان کی ایسی یادگار تحریریں جو کہ آج بھی قاری کے دل و نظر میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے روشن کر دیتی ہیں زندہ و جاوید ہیں۔مولانا ظفر علی خاں نے بجا کہا تھا کہ "ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو" تو ان کا یہی حوالہ آج ان کو اور عہد حاضر کے نعت گو اور نعت خوانوں کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔

ذیل میں ہم شہر گوجرانوالہ کے چند شعراء کا تعارف اور نمونہ ٔ کلام پیش کر رہے ہیں جس سے اس شہر کے نعتیہ ماحول کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

راسخ عرفانی کا تعلق گوجرانوالہ کے ایسے ہی شعراء سے تھا جو کہ پوری زندگی دنیائے نعت میں

جئے اور اسی میں مرے 1961 سے لے کر 1986ء تک انہوں نے ارمغانِ حرم، غبارِ حجاز، ذکر خیر، حدیث جاں، نسیم منیٰ اور نکہت حرا جیسی کتابیں اردو ادب کو دیں۔موصوف کو روضہ رسولؐ پر حاضری کا شرف بھی رہا۔آپ کی نعت میں سیرت رسول کریم کو ایسی خوبصورت منظوم ادا سے پیش کیا گیا ہے کہ قاری کے دل پر لفظ نقش ہوتے چلے جاتے ہیں۔آپ کی کتب نعتیہ ادب میں ایک معتبر حوالہ ہیں۔آپ پر سندی مقالہ جات کے علاوہ بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔آپ کی اس روایت کو آپ کے چھوٹے بھائی ثاقب عرفانی آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔ثاقب عرفانی نے آپ کی نعتیہ کتابوں کو کلیات کی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

جس نے جو مانگا وہی بابِ سخا سے مل گیا
مجھ کو خوئے فقر، زرخواہوں کو زرداری ملی

دل و نظر میں بسی ہیں حضورؐ کی گلیاں
سجائے بیٹھا ہوں یادوں سے کنجِ تنہائی

پروفیسر اقبال جاوید تنقیدات نعت کے حوالے سے منفرد پہچان کے حامل ہیں۔آپ نے 1979ء میں "مخزن نعت" کے نام سے ایک نعتیہ کتاب ترتیب دی تھی جو گوجرانوالہ میں اس اعتبار سے پہلی کتاب تھی کہ اس میں بڑے نامور اور معروف نعت گو شعراء کے کلام کو اکٹھا کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ 2001ء میں آپ کی ایک معتبر حوالہ جاتی کتاب جو تنقید نعت کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب تھی" تیرا وجود الکتاب" منظر عام پر آئی۔تیرا وجود الکتاب پروفیسر محمد اقبال جاوید کی تنقید نعت کے حوالے سے وہ کتاب ہے جو 2001 میں فروغ ادب اکادمی گوجرانولہ سے شائع ہوئی اس میں لکھاری نے 14 باعمل صوفی بزرگوں کی نعتوں کے فکر و فن کا جائزہ پیش کیا ہے۔اس کتاب میں انہوں نے حضرت احمد جام زندہ پیل، حضرت سید عبد القادر جیلانی، حضرت معین الدین چشتی، شیخ سعدی شیرازی اور دوسرے کئی بزرگوں کی زندگی اور فن کے بارے میں بات کی ہے۔علمی اور ادبی حوالے سے" بیسویں صدی کے رسول نمبر" اور" بیسویں صدی کے قرآن نمبر" دونوں کتابیں تاریخی تنقید میں اس اعتبار سے اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔

عزیز لودھیانوی جتنے سادہ انسان تھے اتنی ہی سادہ شاعری کیا کرتے تھے۔بے ضرر انسان

تھے اور بہت کم مشاعروں میں آتے۔گوشہء تنہائی میں ہی زندگی گذار دی مگر زندگی کو بے سود اور رائیگاں نہیں ہونے دیا۔اُن کو معلوم تھا کہ اگر اپنے دل کی خواہشات کو بیان کرنا ہے تو درِ حبیب خدا سے بڑھ کر اور کوئی آستاں نہیں ہے اس لیے وہ اپنی تخلیقات "متاعِ عزیز" اور "اذن حضوری" میں درِ رسولؐ پر حاضری کے لیے یوں گویا ہوتے ہیں:

درِ خیر البشر ہو اور میں ہوں
نگوں واں میرا سر ہو اور میں ہوں
یونہی کٹ جائے میری عمر ساری
مدینے کا نگر ہو اور میں ہوں

ممتاز ظافرؔ کی نعتیہ کتابیں" بدرِ کمال" اور" الشمس البازغۃ" ہیں۔موصوف بڑے شریف النفس انسان تھے۔نعت خواں بھی تھے اور نعت گو بھی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت اور آپؐ کے شہر سے محبت آپ کی نعتوں کے اجزائے ترکیبی میں اہم جزو ہے۔آپ نے دلی جذبوں اور غمِ دنیا کو نعت میں بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔غم دہر کے بکھیڑوں کو استغاثہ کی صورت میں درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پیش کرتے ہیں۔

شہر ہے محبوب کا رشکِ جناں
کر زیارت صبح و شام آہستہ چل
عرش سے آ کر ملک ستر ہزار
روز کرتے ہیں سلام آہستہ چل
اے دلِ ظافرؔ ہے کیوں بے تاب تو
ہو رہے ہی انصرام آہستہ چل

پروفیسر سجاد مرزا صاحبِ طرز شاعر تھے۔کہنہ مشق اور پختہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ سنجیدہ انسان تھے۔آپ کی نعت میں جمال آفرینی اور فقر آرائی کے حوالے زیادہ ملتے ہیں۔لفظیات کا شکوہ اور مبالغہ آرائی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔پہلی نعتیہ کتاب" کیف دوام" 1988ء میں، دوسری" چراغِ آرزو" 1992ء میں تیسری" شوقِ نیاز" 1998ء میں منظرِ عام پر آئیں۔حفیظ تائب آپ کی نعت کے بارے میں کہتے ہیں کہ" ان کی نعت نے ادب وعقیدت کی آب وہوا میں پرورش پائی

ہے۔" سجاد مرزا اپنی حمد و نعت میں اپنے دیس اور اس کے لوگوں کو نہیں بھولتے تھے۔

کر دور سبھی اس کی بلائیں مرے مولا
اس دیس پہ آفات نہ آئیں مرے مولا
مہکائے سدا فصلِ گل و لالہ چمن کو
اس میں کبھی آئیں نہ خزائیں مرے مولا
اس طور وطن پر ہو تری چشمِ عنایت
آنکھیں نہ کبھی اشک بہائیں مرے مولا

اردو نعت کے تمام تر رجحانات سے استفادہ کر کے اپنی منفرد اور جداگانہ راہ نکالنے والے شاداب لہجے کے شاعر سلیم اختر فارانی کی نعتیہ کتابیں "نغمہء فاراں" اور "ضیائے ہفت رخشاں" ہیں۔موصوف نے غالب کی زمینوں میں بھی نعتیں لکھیں ہیں۔آپ کو روحِ عصر کا ترجمان نعت گو بھی کہا جاتا ہے۔مشاعرے میں بڑے سوز و گداز سے نعت پڑھتے تھے زندگی کے آخری لمحات میں راقم کو ان کے ساتھ مشاعرے پڑھنے کا بھی شرف رہا ہے گوجرانوالہ میں علی گڑھ کی آخری نشانی تھے۔آپ کی نعت کے اشعار دیکھیں۔

اس نے آ کر یہاں ارضِ بے آب پر خاکِ بے رنگ کو گُل زمیں کر دیا
سوکھے پھولوں کو دے کر نئی زندگی، عنبریں کر دیا، احمریں کر دیا
اس کی خاکِ کفِ پا بنی کہکشاں، جگمگانے لگے جس سے کون و مکاں
اس نے عرشِ علیٰ پر جو رکھا قدم آسمانوں کو زیرِ زمیں کر دیا

"لوح بھی تو قلم بھی تو" راز کاشمیری کی نعتیہ کتاب ہے جو کہ 1988ء میں شائع ہوئی۔یہ کتاب آپ کی وفات کے بعد پروفیسر غلام رسول عدیمؔ اور پروفیسر محمد اقبال جاوید نے ترتیب دے کر شائع کی تھی۔آپ نبی کریم ﷺ کے تکلم کو حسنِ فصاحت اور تبسم کو روحِ صباحت کہتے تھے۔آپؐ کی ہر ہر ادا کو جاں پرور اور روح افزا کہہ کر راز کاشمیری نے اپنی نعتوں کو معتبر کیا ہے۔موصوف ہر

لمحے اپنی نعت میں سیرت نگاری کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔

ہے سیرتِ رسولؐ بہر گام رہ نما
راہ طلب میں اور کوئی نقش پا نہ مانگ
اس سے بڑی نہیں کوئی دولت جہان میں
کچھ بھی سوائے عشق رسول خدا نہ مانگ
اسوہ ہے رازؔ یہ بھی رسول کریم کا
اپنے عدوئے جاں کے لیے بھی برا نہ مانگ

محمد عبداللہ جمال صوفی جمال اللہ کے بیٹے تھے۔صوفی جمال اللہ کو گوجرانوالہ کا سرسید کہا جاتا تھا عبداللہ جمال کی پہچان ایک معروف ماہر تعلیم کے طور پر تھی گوجرانوالہ میں مایہ ناز ادبی سرمایہ تھے آپ کی نعتوں کی کتاب ”مہر جہاں افروز“ کے نام سے شائع ہوئی ا آپ کے دل میں جو عشق نبی تھا وہ ہر شعر میں ڈھلا ہوا دکھائی دیتا ہے سحر انگیز انداز بیاں اور دل میں عشق نبی کی تپش لیے یہ کتاب 2002 میں شائع ہوئی۔

نعت رسول اس طرح ورد زباں ہوئی
تسکین روح بن گئی آرام جاں ہوئی
جب ہو درود اول و آخر حضور پر
ہرگز نہ وہ دعائے دلی رائیگاں ہوئی

غلام زبیر نازش گوجرانوالہ میں نعت کے حوالے سے ایک جانا پہچانا نام ہے ایک عرصہ سے نعت لکھ رہے ہیں۔ بڑے ترنم سے نعت پڑھتے ہیں لفظ لفظ عشق وعقیدت میں ڈوبا ہوتا ہے بلکہ انہوں نے اپنی کتاب کا نام ”حرف حرف عقیدت“ رکھ کر اپنے آلام اور دلی جذبات کی عکاسی کردی ہے سال ہجری میں عزیز لدھیانوی نے اسے یوں کہا تھا۔

عزیز کہہ دے طباعت کا سال ہجری میں
کہ حرف حرف عقیدت ہے مطلع امید

پروفیسر محمد اکرم رضا نے مقدمہ لکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ غلام زبیر نازش نے سیرت رسول کے درخشاں پہلوؤں کو عصر حاضر کی نسل کے لیے نئے شعور اور نئے رنگ میں پیش کیا ہے:

میرا یہ عجز میں ہوں غلام شہ زمن
میرا شرف کہ میں ہوں ثنا خوان مصطفی
نازشؔ ہے جو غلام رسول کریم کا
حاصل اسی کو آپ کی رحمت مدام ہے

محمد حنیف نازش کی نعتیہ کتاب ”سخن سخن خوشبو“ 1996ء میں شائع ہوئی۔ اسے نعت اکادمی فیصل آباد نے شائع کیا۔ بقول محمد اقبال کہ محمد حنیف نازش قادری نے نعت میں جو طرز بیان اختیار کیا ہے وہ جدید بھی ہے اور منفرد بھی ان کی نعت میں لفظی حسن بھی ہے اور دلی گداز بھی ہے انہوں نے دینی شعور، عقیدت کے رنگوں اور محبت کی وارفتگی سے اپنی نعت میں جو فضا پیدا کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔

میں نے دعا سے قبل پڑھا ان پہ جب درود
رحمت دعا کو لے گئی خود ہی بڑھا کے ہاتھ
جو ان کا نام نہ ہوتا تو ہم کہاں جاتے
سہارا ان کا ملا ہم کو زندگی کے لیے
یہ نور نور فضائیں حضور کے دم سے
سبک خرام ہوائیں حضور کے دم سے

پروفیسر محمد احمد شاد کا نام گوجرانوالہ کے علمی و ادبی حلقوں میں بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔آپ نے بچوں کے لیے بہت اچھا اور اعلیٰ ادب تخلیق کیا ہے۔ بچوں کے لیے نظمیں، نعتیں، حمدیں اور تقریریں لکھی ہیں 1999ء میں آپ کی نعتیہ کتاب ”باب رحمت“ کے نام سے منظر عام پر آئی اس کے علاوہ آپ کی نعتیہ ادب میں ”صلِّ علیٰ“، ”نغمہ میلاد“، ”باب رحمت“، ”جان رحمت“، ”ابر رحمت“، ”سراجاً مُّنیرا“ کے نام سے کتابیں شائع ہوئیں۔ بچوں کے حوالے سے ”سبحان تیری قدرت“، ”نعت کے پھول“ وغیرہ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

جہاں بھی ذکرِ حبیب ہوگا
وہیں کرے گی قیام خوشبو
درِ احمد کے منگتے تو شہوں سے کم نہیں ہوتے
چراغ ان کی محبت کے کبھی مدھم نہیں ہوتے

بابو محمد رمضان شاہد مشاعروں میں بڑے ترنم سے جھوم جھوم کر نعت پڑھتے ہیں ان کے نعت کہنے اور پڑھنے کا اپنا انداز ہے جس میں وہ مست رہتے ہیں۔ ہر مشاعرے میں آتے ہیں ان کی پہلی کتاب" در کی گدائی" ہے جو کہ اگست 2002ء میں شائع ہوئی۔کتاب کا انتساب انہوں نے ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی کے نام کیا ہے صاجزادہ محمد رفیق احمد مجددی، پروفیسر فیض رسول فیضان، پروفیسر محمد اکرم رضا قادری، زبیر نازش اور خورشید رضوی نے کتاب پر اپنی رائے دی ہے۔آپ کا انداز بڑا سادہ اور فطری ہے۔

کھلا ہوا ہے چمن جو، خدا کے نور کا ہے
جو رنگ زیست ہے اس میں، مرے حضور کا ہے

محمد اقبال نجمی نعتیہ ادب میں گوجرانوالہ کا ملکی سطح پر ایک زندہ حوالہ ہیں۔آپ نے اپنے شمارے "مفیض" کے ابھی تک دو نعت نمبر اور دو حمد نمبر شائع کیے ہیں۔اردو ادب میں" نعتیہ ہائیکو" 1990 میں ہائیکو کی صنف میں پہلی کتاب ہے۔ اس کے بعد" خیرات مدحت"،" گلہائے سلام"،" رنگ مدحت"،" بہار مدحت"، "انوار مدینے کے"،"حضور پر نور" اور" عبد کامل" کے نام سے کتابیں شائع ہوئیں۔دو مرتبہ نعتیہ ادب میں خدمات کے ضمن میں صدارتی ایوارڈ لے چکے ہیں۔گوجرانوالہ میں ادبی محافل کی جان اور روح رواں ہیں۔راقم کو آپ کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔آپ کی نعت میں عقیدت و محبت کے سارے رنگ دکھائی دیتے ہیں۔کہیں بھی مبالغہ آرائی نہیں کرتے۔

احمد ندیم قاسمی نے آپ کے بارے میں کہا کہ ان کی شاعری میں موضوعات کا اس قدر تنوع ہے کہ بعض اوقات ان کے مشاہدے کی وسعت پر مسرت کے علاوہ حیرت بھی ہونے لگتی ہے۔

ستارے حرف بنتے ہیں میں جس دم نعت لکھتا ہوں
نظر میں پھول کھلتے ہیں میں جس دم نعت کہتا ہوں

آپ آئے لے کے سیرت کے چراغ
کر دیے روشن اخوت کے چراغ

جس کا ثانی نہیں کوئی کونین میں
ایسی بے مثل صورت پہ لاکھوں سلام

تنقیداتِ نعت اور تذکارِ نعت کے حوالے سے پروفیسر محمد اکرم رضا ایک معتبر حوالہ ہیں ۔آپ کو خطیب شہر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے ۔مرحوم جب تک زندہ رہے اپنی تحریروں اور تقریروں سے عشق رسول کریم ﷺ کی شمع روشن کرتے رہے ۔آپ نے کئی نعتیہ کتابوں کے مقدمے اور دیباچے لکھے۔" کاروانِ نعت کے حدی خوان" آپ کی نعت کے حوالے سے پہلی تنقیدی کتاب تھی جو 1989ء میں شائع ہوئی ۔مذکورہ کتاب میں موصوف نے ضیاء القادری بدایونی،صوفی محمد شریف غیرت قادری ،سید محمد مرغوب اختر الحامدی ،حافظ لدھیانوی اور ریاض حسین چودھری کے کلام شامل کئے ہیں ۔آپ نے فکری اور فنی حوالے سے مذکورہ لوگوں کے کلام کو اس کتاب میں بڑے خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے ۔گوجرانوالہ میں تنقید نعت کے حوالے سے یہ ابتدائی کتاب تھی ۔آپ کا نعت کے حوالے سے کام نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے آپ نے جہاں اپنی تنقید کے ذریعے نسل نو کو نعت لکھنے کے فن سے آشنا کیا وہاں اپنی نعتوں کے ذریعے بھی اسی روشنی اور عشق رسول کو پھیلایا۔

راحتِ قلب و نظر روضہ رسول کا
عظمتِ اہل بشر اسوہ رسول کا

ہے رضا کی عقیدت کے گلزار کی روح افکار کی اس کے اشعار کی
آپ سے نازکی آپ سے دل کشی ، المدد یا نبی المدد یا نبی

تنقید نعت کے حوالے سے آپ کی دوسری کتاب " قافلہ شوق کے مسافر" ہے یہ کتاب 2007ء میں شائع ہوئی ۔یہ اسلوب اور زبان و بیان کے حوالے سے ایک رجحان ساز اور مضامین نعت کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے جس میں نعت کی تاریخ سمٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے ایسی کتابیں ہی نسل نو کو سوئے حرم جانے والے قافلوں میں شامل کرتی ہیں محمد اقبال نجمی نے بھی تنقید نعت کے حوالے سے" نعت کے تابدار موتی " کے نام سے کتاب لکھی ہے اس کتاب میں موصوف نے بڑے بڑے نعت گو شعرا کے کلام کے فنی محاسن اور فکری خوبصورتیوں کو کھول کھول کر بیان کیا۔ یہ کتاب اپنے انداز بیان اور سادگی کے اعتبار سے بڑی منفرد اور نعت کے موضوعات کو کھل کر بیان کرنے والی کتاب ہے۔

ان شعراء کرام کے علاوہ اور بھی کئی ایسے نام ہیں جنہوں نے اپنے فکر وفن سے ایک عہد کو

متاثر کیا منصور احمد خالد نے بھی اردو اور پنجابی نعت میں بہت کام کیا ان کی کتاب" طلع البدر علینا" 2005 میں شائع ہوئی تھی۔

راسخ عرفانی کے چھوٹے بھائی ثاقب عرفانی کی نعتیہ کتاب "حریم نعت" فروغ ادب اکادمی گوجرانولہ سے شائع ہوئی۔آپ کے ہاں نصف صدی سے بزم اقبال کے تحت ماہانہ مشاعرہ باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔بڑے صابر شاکر انسان ہیں۔اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی ہر نعمت اور دولت سے نواز رکھا ہے دل کے بڑے سخی ہیں دوستوں اور مہمانوں کے لیے ہر وقت دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے ہر کسی کو بڑے تپاک سے ملتے ہیں نئے لکھنے والوں پر دست شفقت رکھتے ہیں گوجرانوالہ کی زندہ ادبی تاریخ ہیں۔

کاش ثاقب ہو یہ پوری آرزو
کاش ہو شہر نبی میں انتقال

پھر کہاں یہ راہ طیبہ کا سفر
ثاقب عاجز نوا آہستہ چل

اردو نعت کے علاوہ گوجرانولہ میں پنجابی نعت لکھنے کا رجحان بھی ایسے ہی ہے ڈاکٹر فقیر محمد فقیر سے لے کر محمد اقبال نجمی تک اس شہر درود وسلام میں پنجابی نعت کی روایت کو مسلسل فروغ حاصل ہو رہا ہے اور عہد حاضر میں اردو سے زیادہ پنجابی نعت لکھی جا رہی ہے۔

1983 میں غلام مصطفی بسمل، محمد اکرم رضا، امین خیال، تنویر بخاری، اکرم سعید، محمد احمد شاد اور نادر جاجوی نے مل کر" سیدی یارسول اللہ" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی تھی اس میں یارسول اللہ کی ردیف والی نعتوں کو شامل کیا گیا تھا۔

" سیدی یارسول اللہ" کے 10 سال بعد یعنی 1993 میں پھر غلام مصطفی بسمل اور حفیظ احمد نے مل کر پنجابی نعت کی ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام انہوں نے" چن حرادا" رکھا۔" نور حرائے عشق دا سفر" کے نام سے محمد اکرم رضا اور" خشبو دا سفر" کے نام سے حفیظ احمد نے دیباچے لکھے۔اس کتاب کے چار حصے کیے گئے تھے جن کے نام بالترتیب یوں تھے" اکھر اکھر چانن" ،" سک متراں دی" ،" حرا" ، " رشنائی" ،" درود اں دی ڈالی سلاماں دے پھل" ۔اس کتاب میں قدیم اور جدید لکھنے والے شامل تھے۔کلام بڑا پختہ اور موضوعاتی حوالے سے بھی منفرد تھا۔ ہر پنجابی لکھنے والے کو شامل کیا گیا تھا گوجرانوالہ میں پنجابی کے حوالے سے یہ کتاب ابھی تک منفرد اور اعلیٰ پائے کی ترتیب ہے۔

محمد اقبال نجمی نے جتنا کام اردو نعت میں کیا اس سے کہیں بڑھ کر انہوں نے پنجابی ادب کو نعتیہ

کتابیں دی ہیں آپ کی کتاب" مہکاں ونڈ دے بول" پنجابی ادب میں نعتیہ ہائیکو کی پہلی کتاب تھی اورابھی تک پنجابی میں نعتیہ ہائیکو کے حوالے سے معتبر کتاب ہے اس کو 1994 میں صدارتی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا تھا اس سے پہلے آپ کی" سک دی ڈالی" 1989 میں شائع ہو چکی تھی۔ پنجابی ادب میں آپ نے نوری قصیدے" نوری رشماں"،" حضور پرنور"،" اتھرو پڑھن درود"،" پھل سوہنے حمداں نعتاں دے"، " اللہ سوہنا" تخلیق کی ہیں۔ پنجابی ادب میں گوجرانولہ سے حمد کی پہلی کتاب" حمد چراغ دلاں دا چانن" اور پنجابی زبان میں حمد کا پہلا دیوان بھی محمد اقبال نجمی ہی کی فکر کا نتیجہ ہے۔

زندہ کیتیاں آپ نے آکے سبھ قدراں انسانی
اچے ہو گئے لوک اوہ جیہڑے بیٹھے آپ دی بیٹھک

میرے آقا دا نام لیندئے روو
حل کرے گا ایہہ مشکلاں سبھے
دل دے روگاں نو ایہو کٹے گا

ڈاکٹر حفیظ احمد کا نام گوجرانوالہ میں تنقید و تحقیق کے حوالے سے ایک معتبر نام ہے پنجاب میں اور پنجابی ادب میں آپ کی پہچان وہ تحقیقی کتابیں ہیں جو جدید سائنٹیفک اور سائنسی اصولوں کے مطابق لکھی گئی ہیں اس کے علاوہ ان کو جو منفرد شرف حاصل ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے پنجابی نعت کا پہلا دیوان لکھا ہے۔" نعتاں دا میحل" کے نام سے اس کتاب کو بزم مولا شاہ لاہور نے 2009 میں شائع کیا تھا اس کتاب میں 3 حمدیں اور 99 نعتیں ہیں ڈاکٹر بشیر عابد نے اس کتاب کا عروضی تجزیہ کیا ہے اور راقم کا بھی ایک مضمون اس کتاب میں شامل ہے جب کہ غلام مصطفیٰ بسمل نے بات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ڈاکٹر حفیظ کے الفاظ میں ایک تہذیب ہے اور بڑا احتیاط پسندی سے آپ نے نعت لکھی ہے۔

ساہواں چ جد درود دی خشبو رلی رلی
مہکی مرے وجود دی ہر اک کلی کلی

تساں انسانیت نوں پیار دے جس پینڈے پایا سی
اوہ جذبہ فیر ساڈی ڈھال تے شمشیر بن جاوے

پتھر مارن والیاں تائیں دعا دتی
ویریاں تائیں سینے لایا آقا نے
آپ دے ورگا جگ وچ کوئی معلم نہیں
جیون دا ہر سبق سکھایا آقا نے

"صفتاں رب رسول دیاں"، امین خیال کی حمد و نعت پر مشتمل کتاب ہے اسے 2005 میں لٹریچر پبلی کیشنز کی طرف سے شائع کیا گیا امین خیال نے اپنی نعت میں لوک گیتوں کے الفاظ، لوک سروں اور لوک اصناف سے بھی بڑا خوبصورت کام لیا ہے امین خیال کی نعت میں اپنی تہذیب و ثقافت کے رنگ بھی دکھائی دینے لگتے ہیں کتاب کے آخری حصے میں عارفانہ کلام ہے جس میں انہوں نے اپنی کلاسیکی اور فکری روایت کی روح میں اتر کر لکھا ہے۔اس صنف میں انہوں نے مجاز کے سہارے سے بھی کام لیا ہے۔

پاک محمدؐ لئی فرماوے رب قرآن دے اندر
اساں بنا کے رحمت جگ تے گھلیا خاص پیغمبر
چھنداں وچوں چھند سناواں چھند سناواں عالی
عشق اس ماہیے دا جنہوں سجدی اے کملی کالی

تیریاں گلاں پھل وے ماہیا
ایہہ موتی انمل وے ماہیا
تیری رحمت آن بچایا
نہیں تے گئے ساں رل وے ماہیا

محمد عبدالباسط باسط نے یکم جنوری 2002 میں "جمال ربی جمال تیرا" کے نام سے کتاب مکمل کی اس میں 12 نعتیں اور 5 قصیدے شامل ہیں۔عبدالباسط بابائے پنجابی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کے پوتے ہیں۔کتاب کا انتساب بھی انہی کے نام ہے۔آپ کے نعت لکھنے اور سنانے کا انداز سب سے منفرد اور اچھوتا ہے۔جہاں نعت سناتے ہوئے خود وجد میں آجاتے ہیں وہاں سامعین بھی کیف و وجد کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔

خالق وی نال خلق سروراں اے جھولدا
ہندا بیان ہے پیا کس دی صفات دا

محمد اقبال نجمی پنجابی نعتیہ ادب میں ایک معتبر حوالہ ہیں آپ نے پنجابی نعت لکھتے ہوئے اصناف کو زندہ کیا ہے جیسے ہائیکو میں آپ کی نعتیہ کتاب" مہکاں ونڈ دے بول" ہے اسی طرح محمد عبدالباسط نے بھی نعتیہ قصیدے لکھ کر ایک نئی راہ پنجابی نعتیہ ادب میں نکالی ہے۔

1993 میں محمد سلیم آسی کی کتاب" سوہنا دربار" شائع ہوئی اس کا انتساب وحدہ لاشریک کے نام تھا زبان و بیان بڑا سادہ اور عام فہم ہے سادگی کی وجہ سے ہر بات دل میں اترتی ہی چلی جاتی ہے۔

کامل ایمان اُس دا ہرگز نہ ہوونا
سوہنے نبی توں جہڑا تن من نہیں واردا

مدینے دی مٹی چہ مٹی میں ہوجاں
ایہہ خواہش مری پوری کردے خدایا

"نعت نگر" پروفیسر فیض رسول فیضان کی کتاب میں جسے 2000ء میں فروغ ادب اکادمی گوجرانولہ نے شائع کیا اس کتاب میں فیضان نے پنجابی کی 9 مختلف شعری اصناف میں شاعری کی ہے بڑی سادہ اور عوامی طرز کی نعتیں لکھی ہیں مگر فکری حوالے سے بلند اور مبالغہ آرائی سے پاک ہیں۔

غلاماں دی اکھ دا اے تارا مدینہ
فقیراں دے دل دا سہارا مدینہ
جنہاں ویکھیا اوہ وی کردے دعاواں
الہی وکھا دے دوبارا مدینہ

"دید ماہی دی پاواں" عبدالرشید عاصی نقشبندی کی نعتیہ کتاب ہے۔موصوف نعت گو اور نعت خوان تھے۔آپ کی وفات کے بعد آپ کی نعتوں کو پروفیسر ارشد اقبال ارشد تے ترتیب دے کر شائع کیا ہے۔

پیا ہر دم ایہو میں پکاراں مدینے ول مونہہ کر کے
تیرے نام اتوں جندڑی میں واراں مدینے ول مونہہ کر کے

گوجرانوالہ جو کہ شہر درود وسلام ہے۔ یہاں محافل نعت اور ذکر وفکر کی محفلیں اس شہر کی پہچان ہیں۔اس کے علاوہ درود وسلام کی محفلوں کا ہر گلی محلے می انعقاد ہوا کرتا ہے خاص طور پر عید میلاد النبی کے ایام میں تو یہ محفلیں عروج پر ہوتی ہیں ان شعرا کے علاوہ مضافات کے کچھ شعرا ایسے ہیں جو کہ شہر سے دور کڑیال کلاں نوشہرہ ورکاں کے ایک گاوں میں عشق نبی کی محفل سجائے ہوئے ہیں تنویر بخاری، بشیر باوا، ڈاکٹر میاں ظفر مقبول اور کامونکی میں بھی کئی نام ایسے ہیں جن کی کتب شائع ہو چکی ہیں وزیر آباد میں بھی اس حوالے سے کافی کام ہو چکا ہے عہد حاضر میں اردو اور پنجابی میں لکھنے والے کچھ نام یہ ہیں محمد انور رانا، امجد شریف، ڈاکٹر بشیر عابد، وسیم عالم، شاہد قادری، امجد حمید محسن،۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی لکھنے والوں کے نام شامل ہیں۔

پروفیسر محمد احمد شاد کی نعتیہ کتاب
”سِرَاجاً مُّنِیراً“
میں درود و میلاد کی صدائیں

ڈاکٹر احسان اللہ طاہر

محمد احمد نام اور شادؔ تخلص ہے۔ایک زمانے سے تشنگان علم و ادب کی پیاس بجھانے میں لگے ہوئے ہیں۔گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ سے شعبہ اردو سے 4 جون 2010 کو ریٹائر ہوئے ہیں۔ 4 جون 1950 کو محلہ بختے والا، گوجرانوالہ میں نور حسین کے گھر پیدا ہوئے۔ایم اے اردو، بی ایڈ کیا۔ ایسوسی ایٹ الیکٹریکل انجینئر اور مکینکل ڈرافٹسمین کی تعلیم بھی حاصل کی۔مگر زندگی بھر اہل شہر کو تقریر وتحریر کے ہنر سکھاتے رہے اور آج کل بھی اپنی نعت کے ذریعے نظریہ پاکستان کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ نسل نو میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو بانٹ رہے ہیں۔تو کہیں درود وسلام کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے عصر کے اندھیروں میں پھنسے مسافروں کو راہِ حق دکھارہے ہیں۔

پروفیسر محمد احمد شادؔ نے 1973 میں اس شہر ”درود وسلام“ میں جس ادبی تنظیم کا پودا لگایا تھا اس کی چھاؤں میں مجھ ایسے کئی نو آموز لوگوں کو اپنی تخلیقات پیش کرنے کا موقع ملا، یارلوگوں نے حوصلہ بڑھایا اور لوگ ساتھ آتے گئے یوں کارواں بنتا گیا۔موصوف کا تخلیقی سفر بھی کم وبیش نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے۔جس میں ہمیں یَاحَیُّ یاقیوم اور ثنائے کبریا (حمدیہ کلام) اور اس کے علاوہ کئی نعتیہ کتب جیسے صَلِّ علیٰ، نغمہ میلاد، باب رحمت، جان رحمت، ابر رحمت دکھائی دیتی ہیں۔بچوں کے لیے آپ نے جو کام کیا وہ قابل تعریف تو ہے ہی ہمارے اداروں کے لیے قابل تقلید بھی ہے۔

”سِرَاجاً مُّنِیرا“ محمد احمد شادؔ کی 2014 میں شائع ہونے والی نعتیہ کتاب ہے۔اس کتاب میں موصوف نے حمد ونعت کے ایسے خوبصورت رنگ بکھیرے ہیں کہ ہر شعر گلشن دل و جاں میں اپنی منفرد خوشبو کے ساتھ کھلتا اور بکھرتا ہے۔الفاظ ایسے سادہ کہ خود بخود معنی و مفہوم کو جہان فکر میں پھیلاتے چلے جاتے ہیں۔یوں تو آپ کی نعت کے موضوعات سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی جڑے ہوئے ہیں اور ہر لحہ رحمتِ عالمؐ کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو منظوم کر رہے ہیں مگر دو موضوع اس کتاب میں ایسے ہیں کہ جن کا ذکر بار بار تکرار کے ساتھ ہر بار منفرد رنگ میں ہوا ہے۔آپ نے

ان دو موضوعات کو اپنی زندگی کے تجربات کے ساتھ جوڑ کر جذباتی و جدانی اور ایمانی و ایقانی واردات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ان دو موضوعات کے بیان میں محمد احمد شادؔ نے اشعار نہیں کہے بلکہ دل کی بات کو قلبی عمل کو بیان کیا ہے وہ دونوں موضوع ذکرِ میلاد مصطفیٰؐ اور درودِ پاک کا پڑھنا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو یہ دونوں موضوع لازم و ملزوم کا درجہ بھی رکھتے ہیں کہ محفل میلادِ رحمت عالمؐ ہو اور اُن پر درودِ پاک نہ پڑھا جائے۔میلادِ رسولؐ کا ذکر کرتے ہوئے محمد احمد شادؔ نے اِس محفل کے سجانے، میلاد منانے اس کی نعمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے اور اس سے دل مردہ میں زندگی کی بہاریں اور روشنیاں پانے کی بات کی ہے۔میں نے پہلے کہا ہے کہ مذکورہ موضوعات کا ذکر صرف شاعری تک نہیں کیوں کہ ان کے اشعار میں موجود سچائی خلوص اور الفاظ کا حُسن بتا رہا ہے کہ یہاں شاعری زندگی کی سچائی بن کر سامنے آرہی ہے۔میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے محمد احمد شادؔ نے ایک تو سیرتِ رسولؐ کے حوالے سے تاریخی حوالوں سے بات کی ہے، دوسرا معجزاتی اعتبار سے اسے اپنی نعت کا حصہ بنایا ہے اور تیسرا اس کے منانے والوں کا ذکر کیا ہے ان مختلف حوالوں سے ہم ان کے اشعار دیکھتے ہیں۔

جس کی ولادت کے دن سارے، جگ کو ملے ہیں لختِ جگر
آمنہؓ بی بی تجھ کو رب نے ایسا حسیں اک لال دیا

جو میلادِ شہِ بطحا کا دن، اُجلا نکلتا ہے
سماں کچھ اور ہوتا ہے، جہاں کچھ اور ہوتا ہے

ان کی ولادت دکھیاروں کی خاطر ہے، پیغام سکوں
ابرِ کرم سے دنیا بھر کا، ہر خطہ شاداب ہوا

شادؔ کا جوشِ مسرت، دیدنی ہے ان دنوں
عید میلاد النبیؐ، نزدیک ہے آئی ہوئی

محمد احمد شادؔ نے جشنِ ولادتِ رسول عربیؐ کے ذکر سے اور اِس دن کے اہتمام سے اپنی نعت کو سنوارا اور خوبصورت بنایا ہے۔موصوف نے جس انداز سے میلاد النبیؐ کا ذکر کیا اسے منانے اور اسی دن کو برکتوں اور عظمتوں والا کہا ہے یہ انہی کا حصہ ہے کہ انہوں نے کہیں بھی اپنے آپ کو کسی مصلحت کا شکار نہیں ہونے دیا۔مذکورہ دن اس کے اہتمام محافل کے انعقاد کا ذکر انہوں نے اپنے ذاتی تجربے سے کیا ہے۔جس سے وہ اپنے عقائد میں بھی کھلتے ہیں اور یہی ان کی نعت کا حُسن ہے کہ وہ بات کو ہر حوالے سے دیکھتے اور کرتے ہیں:

میں زندہ ہوں جب تک، مرے گھر میں لوگو
یونہی بزمِ جشنِ ولادت رہے گی

ہر آن مسرت ہے، ہر حال میں راحت ہے
میلاد کے صدقے میں، رحمت کی گھٹا چھائی
سال بھر رہتا ہے میرے گھر کا آنگن، ضوفشاں
میں جلاتا ہوں، ولادت کے مہینے کا چراغ
رفعنا لک ذکرک کا کیا وعدہ ہے خالق نے
نگوں، میلادِ احمد کے، کبھی پرچم نہیں ہوتے
صبحِ یومِ ولادت کی برکات کی
دو جہاں، روشنی دیکھتے رہ گئے

"سراجاً منیرا" میں شادؔ کی نعت کا دوسرا پہلو درود وسلام ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ محفل میلاد ہو اور وہاں سے درود وسلام کی صدائیں نہ آتی ہوں۔ میلاد کی محافل سے اپنے گھروں اور سینوں کو روشن کرنے والے، اپنی زندگیوں میں اُجالے دیکھنے والے ماہ میلاد کو تخلیق جہاں کہنے والے اس مہینے میں درود وسلام کا اہتمام وانعقاد زیادہ سے زیادہ کرتے ہیں۔

شادؔ نے جس طرح محفل میلاد اور جشن ولادت کا کئی حوالوں سے ذکر کیا ہے اسی طرح انہوں نے درود پاک کا ذکر بھی کئی پہلوؤں سے کیا ہے موصوف نے نعت کے ان دو موضوعات کو ہی اتنی وسعت دی ہے کہ ساری کتاب میں ہمیں جگہ جگہ محفل میلاد سجی ہوئی اور درود وسلام کا ذکر پر وقار ہوتا نظر آنے لگ جاتا ہے۔ آپ نے درود وشریف کا ذکر یوں کیا ہے کہ ایسے اشعار کو پڑھتے ہوئے خود ہمارے دل سے ذکر درود جاری ہو جاتا ہے۔

خود خدا بھیجتا ہے درود وسلام
شاہ طیبہ کی عظمت پہ لاکھوں سلام
خدا آپ بھیجے سلام و درود
مبارک ہے اتنا، نبی کا وجود

ایک انداز شادؔ کے ہاں درود کا یہ ہے کہ آپ اسے حکم خدا اور سنت الٰہی سمجھتے ہیں اس کے بعد جب اس حکم پر عمل کرتے ہیں تو اپنے اندروں کو نہایت اجلا اور ربِ دو جہاں کی عطاؤں میں پاتے ہیں۔ چشم ودل کو کسی کی پاسبانی میں پاتے ہیں۔ اپنے ذہن وفکر پہ اپنے مالک وخالق کی گل فشانی دیکھتے ہیں۔ ان سارے درودی لمحات کو آپ جب اپنے بیان میں لاتے ہیں تو ان میں بھی ایک حسن اور شائستگی ہوتی ہے۔

جہاں کوئی مصیبت بھی، سروں پہ آن ہے پڑتی
درود پاک احمد ہی، وہاں بس کام آتا ہے
بزم ہے برپا، درود پاک کی
یعنی رب کی، مہربانی ہے شروع
بھیجتے ہیں، سلام جو ان پر
وہ بھی ان کا سلام لیتے ہیں
درود پاک ہی تو، تندرستی کی ضمانت ہے
مریضِ عشق، بِن اس کے، تو اچھا ہو نہیں سکتا
درودِ پاک کی برکت ہے، مشکل ٹلتی جاتی ہے
سہارا مل گیا کامل ہمیشہ اسمِ احمد کا
درودوں کی محفل سجی ہے مقدس
ہے کتنا حسیں، بے قراروں کا موسم
راضی کہاں ہو مولا، اُن کی رضا سے پہلے
ان پر درود پڑھ لیں، اپنی دعا سے پہلے
وگرنہ پوری نہ ہونے پائے، کسی بھی صورت کسی بھی لمحے
دُعا جو ہونٹوں پہ شادؔ لاؤ، درود بھیجو سلام بھیجو
زمانہ میری خاطر سب دعائے خیر کرتا ہے
درودوں کی مرے ہونٹوں پہ جب سوغات ہوتی ہے

محمد احمد شادؔ نے اپنی نعتوں کو مذکورہ موضوعات سے سجایا ہے۔ انھوں نے اپنی نعت میں رنگ اور انداز کو عوامی رکھا ہے مگر نبی کریم ﷺ کے لیے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ بڑی احتیاط اور ہوشیار ہو کر کیے ہیں اگر لوگوں کو آج بھی ” عید نبوی کا زمانہ آ گیا“ یاد ہے تو مجھے پورا یقین ہے کہ سِراجاً منیرا کی نعتیں آپ کے قاری کو ایک نیا ذوق اور شوق عطا کریں گی۔ موصوف کی نعتوں کو پڑھ کر دل میں ایک خواہش ابھرتی ہے کہ یا الٰہی مجھے بھی ایسی نعتیں لکھنے کی توفیق عطا فرما اور اگر میرے مُقدّر میں ایسی نعتیں لکھنا نہیں لکھا تو ایسی نعتیں پڑھتے رہنے ہی کی نعمت لکھ دے۔

ڈاکٹر حفیظ احمد دے "نعتاں دا میچل"

اُسارن دی کہانی

پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ طاہر

اللہ تعالی نے اپنے سوہنے نبی دے سوہنے ذکر نوں رفعت تے بلندی دے کے اوہناں لوکاں نوں وڈیائیاں بخش دتیاں نیں جیہڑے اوہدے سوہنے تے آخری نبی دے ذکر نوں لوکائی وچ عام کردے رہندے نیں تے اپنی تخلیق راہیں، اللہ دے حبیب دی سوہنی حیاتی نوں اپناون تے ایس دی واشانوں لوکاں دے دلاں وچ اُتارن دی بھال وچ لگے رہندے نیں۔ ایس سوہنے تے سَوتّے کم دا اک سب توں وڈا ذریعہ نعتِ رسول کریم اے جس وچ جتھے آپ دی حیاتی دے سارے رنگاں نوں تھوڑے جیہے تے خوبصورت اکھراں وچ بیان کیتا جاندا اے اوتھے اپنے دلاں دیاں سدھراں تے تھوڑاں نوں وی ایسراں تھاں دتی جاندی اے کہ پڑھنہار اوس گل نوں اپنی ہی گل محسوس کرن لگ پیندے نیں۔ اوہ سک تے سوڑ اوہ سدھر تے آرزو پڑھنہاراں نوں اپنے دل چوں نکلی لگدی اے۔

پنجابی ادب وچ نعت لکھن دی تاریخ بڑی لمیری تے سوہنی اے۔ ساڈے کسے وی لکھیارنے اوہ بھانویں کلاسیکی ہووے، نیم کلاسیکی یاں جدید روایت دا نمائندہ شاعر، اوس نعت نوں اپنی شاعری دا موضوع ضرور بنایا اے پر کئی لوک تے ایسراں دے نیں کہ جنہاں اپنی مڈھلی مشق غزل یاں نظم نوں بنایا تے فیر جدوں اوہناں سمجھیا کہ اوہ گل بنان تے گل کرن وچ پختہ ہو گئے نیں فیر اوہناں نعت لکھنا شروع کیتی۔ ایسراں دے شاعراں دیاں نعتاں وچ فنی تے فکری پختگی اج وی اوہناں دیاں اوہ نعتاں نیں جنہاں دا حوالہ ہر نعت گو تے نعت خواں شاعر اتے نقاد اپنیاں تحریراں وچ دیندا رہندا اے تے کجھ لوک اوہ نیں جنہاں اپنی پہلی شعری تخلیق ہی نعتاں دی آندی اوہناں دی نعت اندر فکری گھاٹے تے بڑے ای گھٹ سن پر فنی حوالے پکھوں کئی لوک پچھے رہ گئے پر "نعتاں دا میچل" اُسارن والے ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں دی کہانی ایہناں دوہاں

دھڑیاں دے شاعراں توں اڈ اے۔اوہناں غزل وچ مشق وی نئیں کیتی۔اپنی پہلی شعری تخلیق وی نعتاں دی آندی اے تے کدھرے کوئی فنی تے فکری گھاٹ وی نئیں رہن دتی۔

ڈاکٹر حفیظ احمد ہوری 5 اکتوبر 1945ء نوں محمد حنیف ہوراں دے گھر جمے، مڈھلی تعلیم حاصل کرن مگروں تعلیمی بورڈ دی ملازمت کیتی پڑھن لکھن دے سفر نے اگے نوں ٹوری رکھیا تے پنجابی ادب وچ " قصہ یوسف زلیخا دا تحقیقی تنقیدی تے تقابلی ویروا" کر کے پی ایچ ڈی دی ڈگری حاصل کیتی۔ڈاکٹر موصوف ہوری بنیادی طور تے اک محقق تے نقاد نیں "گواچے لعل"، "سوچ وچار"، "گواچے مہاندرے"، "تارے انبراں دے"، "قصہ تے پنجابی قصہ" "معلوماتِ قرآن" تے" چن حرا دا" آپ دیاں کتاباں نیں پنجابی ادب دی ساری نعتیہ تاریخ اتے اک گہری ناقدانہ نظر رکھدے نیں۔1993ء وچ آپ دی نعتاں دی چون" چن حرا دا" دا اجے تک دیاں پنجابی نعتاں دی چون وچ اک منفرد مقام اے۔ایس توں اڈ آپ دیاں ساریاں تحقیقی کتاباں وچ سانوں ہر لکھاری تے جس تے آپ نے تحقیق کیتی اے اوہدی حمد و نعت دا حوالہ ضرور ملدا اے ایسراں جے گوہ کریئے تے ڈاکٹر ہوراں دے سامنے پنجابی ادب وچ لکھی جان والی نعت دے سارے صنفی، ہیئتی تے اسلوبیاتی نمونے موجود سن جنہاں نوں مُکھ مڈھ رکھ کے آپ نے اپنے اندروں نکلن والی ایس آواز نوں اکھراں دے روپ وچ محفوظ کیتا اے۔نعت دے ایس میچل دی اُساری وچ آپ دی ہر تخلیق نے اتے اوس وچ لکھے جان والے ہر لیکھ تے نالے پی ایچ۔ڈی دے مقالے نے اک تحریک تے بنیاد دا کم کیتا اے تے اپنیاں مضموناں نوں لکھن لگیاں آپ نے جیہڑیاں کتاباں پڑھیاں اوہناں نے اک اک اٹ بن کے تے ہر لحے پل تے سمے تے شوق دا روپ وٹا کے آپ نوں جذبے تے ہمت دتی۔ایہہ جذبے تے سدھراں اینیاں سچیریاں تے پکیریاں سن کہ تعلیمی بورڈ گوجرانوالہ دی کلیدی پوسٹ توں ریٹائر ہوون مگروں آپ نوں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے درِ اقدس تے حاضری دیون دا موقع ملیا۔حج کرن دی منظوری ہوئی تے فیر آپ نے واپسی تے اک واری فیر اوسے لحے تے پل لئی دعاواں کرنیاں شروع کر دتیاں۔

حج توں واپسی مگروں موصوف نے پنجابی ادب وچ "سیرت النبی" وچ کتاب لکھن دا دھار لیا تے ایس کم نوں اج کل باوضو ہو کے ہنڈا ان دے مزے لے رہے نیں۔ایس دے نال نال اوس سفر نوں وی جیہڑا کہ واشنا، چانن تے زندگی عطا کرن والا سفر سی اوہنوں وی پنجابی روپ دے

رہے نیں۔ پنجابی تنقید و تحقیق تے آون والیاں کتاباں تے گل تے اک وکھرے تھاں تے ہووے گی۔ایہہ تے اوہناں دا ادبی پس منظر سی جس وچ ”نعتاں دا میحل“ ورگی کتاب تخلیق ہوئی جس دا اسیں مطالعہ کراں گے۔

پنجابی ادب وچ نعتِ رسولِ کریم دے حوالے نال بڑیاں کتاباں لکھیاں گئیاں نیں تے تقریبا ہر صنف وچ تخلیق کاراں نے طبع آزمائی کیتی اے۔ ہائیکو ہووے یاں رباعی، ماہیے ہوون یاں غزل دا رنگ،نظم دا رنگ ہووے یاں کوئی ہور جدید یاں کلاسیکی تے لوک صنف، ہر صنف تے ہیئت وچ نعت لکھی گئی اے۔ پر ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں نوں ایہہ اولیت تے انفرادیت حاصل اے کہ اوہناں دا ”نعتاں دا میحل“ پنجابی ادب وچ پہلا نعتیہ دیوان اے۔

ایس دیوان وچ سانوں کلاسیکی شاعری دے اوہ سارے رنگ وکھالی دیندے نیں جیھڑے کہ کسے شاعر بارے تے کتاب بارے پوری معلومات دیندے نیں اتے ایس دی سب توں وڈی وجہ تخلیق کار دا آپ نقاد تے محقق ہونا ایں کیوں جے اوہناں نوں پتہ سی کہ جے کر کسے لکھت اندر داخلی شہادتاں نہ ہوون تے کل دا محقق خارجی شہادتاں وی نہ مل سکن پاروں اپنی گل نوں معتبر نہیں بنا سکدا۔مولا بخش ہوراں اپنی لکھت نوں لکھ کے لوکائی نوں آکھیا سی کہ” پنجابی ادب وچ سب توں پہلا دیوان میرا اے“ اتے نقاداں ایس گل نوں دوہاں شہادتاں پاروں من لیا سی۔ڈاکٹر موصوف ہوراں اپنی ایس لکھت وچ کئی گلاں کیتیاں نیں جسراں:

پچھلی عمرے ایہہ اے اتے کیتا کرم حضور
نعت شروع حفیظ نے کیتی عمر جدوں سی انا ٹھ

میں نعتاں دا دیوان لے کے نبی جی
میں گنبد دی چھاویں سناواں مدینے

حفیظ آیا اے لے کے نعت دا دیوان در اُتے
کرو منظور آقا ایس دے اظہار دی بارش

ایہناں دوہاں گلاں توں اڈ ہور وی کئی ایسے حوالے نیں جیھڑے کہ اوہناں تھاں تھاں تے اپنے شعراں راہیں چھڈے نیں جے ایہہ گل سند رہوے۔

"نعتاں دا میحل" دے فکری اجزائے ترکیبی دا مطالعہ ایس گل دی گواہی دیندا اے کہ صدیاں مکن مگروں وی سوہنے سائیں کالی کملی والے دا ذکراج وی اوسراں ای سجرا اے تے کل صدیاں مکن مگروں وی عشق تے عقیدت والیاں دیاں دلاں تے روحاں نوں ایمان دی تازگی تے بالیدگی عطا کردا رہوے گا۔ ڈاکٹر حفیظ احمد دے ایس پہلے نعتیہ دیوان وچ سانوں اوہناں دے دکھ ساڈے اپنے دکھ لگدے نیں تے ساڈے دل دیاں سدھراں سانوں اوہناں دے کلام وچ وکھالی دیندیاں نیں۔ موصوف دا بیان اینا سادہ تے عام فہم اے کہ اوہ نعت وچ گل نوں کدھرے وی ابہام دی شکل وچ نئیں رہن دیندے ایہہ دُکھ یا سدھر، ایس نوں کوئی وی ناں دے لوؤ سانوں ہر نعت گو کول نظریں آؤندا اے پر حفیظ احمد ہوراں ایس نوں کائناتی تے آفاقی بنا دتا ہویا اے۔

ایس دیوان وچ اک جذبہ، نشہ، آرزو تے سک اسراں دی اے جیہڑی کہ سارے دیوان وچ جنی واری وی پڑھئیے، سنئیے، اونی واری ای اک وکھرا رنگ تے مزہ لے کے آؤندی اے اوسراں ای جسراں کوئی جنی واری مدینے جاوے تے اوہنوں ہر واری اک وکھرا تے نواں رنگ چڑھ دا اے تے اوہدی ایہہ سدھر ہر وار گوڑے رنگ نال اوہدے من اندر واشا بن کے اوہدے لوں لوں اندر پُھٹ دی اے۔ اوہی مدینے جاون دی سدھر، اوتھے وسن دی سِک، حاضری دی تڑپ جیہڑی کہ ہر مسلمان دا ایمان تے عقیدہ وی اے۔

ہر اک ورہے مدینہ ویکھاں ایہو میری تانگھ
ہر اک ورہے دوارے آواں ایہو میری منگ

مدینے شہر مینوں وی بلاؤ یا رسول اللہ
مرے ناویں دی چٹھی وی تے پاؤ یا رسول اللہ

مرے جثّے دی ولگن وچ ہنیرے ای ہنیرے نیں
ایہہ پردے ظلمتاں دے سبھ ہٹاؤ یا رسول اللہ

سدیا سی سرکار مدینے
کٹ آئے دن چار مدینے

چنگے بختاں والے لوکی
جاندے نیں ہر وار مدینے

صدیاں تیک اوہ بھُل دے ناہیں
گزرن جو وی پل مدینے
اذن حضوری آ جاوے گا
اج ناہیں تے کل مدینے

ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں اپنی نعت نوں جس راں اپنے دل دیاں سکاں نال عام آدمی لئی دلکش تے پیاری بنایا اے ایس راں وی اوہناں نبی کریم دی حیاتی دے اوہناں پکھاں نوں اپنی نعت دا موضوع بنایا اے جیہڑے کہ اج کل دے سمے اندر چانن ونڈ دے تے ایس دُکھی معاشرے نوں سکھی کر سکدے نیں۔"نعتاں دا میحل" اپنے اندر ایس راں دیاں کئی نعتاں رکھدا اے جیہڑیاں کہ نعت مسلسل دا رنگ رکھدیاں نیں۔آپ دا ایہہ دیوان کئی ایس راں دے ردیف تے قافیے لے کے سامنے آؤندا اے۔جیہڑے کہ خورے کسے ہور پنجابی غزل دے دیوان وچ وی نہ آئے ہوون۔حفیظ احمد ہوراں ایس راں دے اکھراں نوں بڑی سیانف نال ورتیا اے۔ایہہ اکھر اپنے اندر بڑا معنوی کھلار رکھن دے نال نال جتھے ردیف نوں نبھاندے نیں اوتھے سانوں تاریخ ول وی دھیان دیواندے نیں۔موصوف کیوں جے اک سیرت نگار وی نیں ایس لئی وی اوہناں کول اکھراں دی گھاٹ نہیں۔ ایس لئی اوہناں نے تھوڑے اکھراں وچ یاں اک دو اکھراں وچ تے کدھرے صرف ردیف یاں قافیے وچ اپنی گل نوں معنوی تے فنی کھلار دتا اے۔ایس حوالے پکھوں آپ دی نعت اندر خوبصورتی وی آئی اے تے ایس دے نال نال پنجابی زبان دے اوہناں اکھراں نوں وی نویں سیہان تے نویں معنی ملے نیں جیہڑے کہ نویں نسل کولوں اوپرے ہوندے جا رہے سن۔

میریاں نعتاں وچ حفیظ
اتھراں بھری چناب دے ڈمھ
یتیماں تے رحمت دی کیتی سی چھاں
غریباں دا آقا نے رکھیا لحاظ

جدوں فیصلہ عدل دا آ گیا
قبیلے نوں تک کے نہ رکھیا لحاظ

آپ دی نعت دے موضوعات وچ بڑا اکھلارا اے کدے کدے تے ہر حرف دا ردیف اک نویں معنی تے مفہوم لے کے آؤندا اے پر مجموعی حوالے پکھوں تکیے تے آپ دی نعت وچ اوہ سارا احترام، تقدیس تے عقیدت وی موجود اے جیہڑی کہ اک سلجھی ہوئی نعت وچ ہوندی اے۔آپ دی نعت نہ ای تے مبالغے کولوں کم لیندی اے تے نہ ای ایس وچ کوئی ایسا اکھر آؤندا اے جیہڑا کہ آپ دی وڈیری شان تے عظمت توں گھٹ ہوندا اے۔ڈاکٹر ہوراں اپنی نعت وچ سیرت رسول عربی دے اوہناں پہلوواں دی تبلیغ اپنے ذاتی تجربے تے مشاہدے نال ایسراں کیتی اے کہ نعت دے شعر وچ اثر آ گیا اے۔موصوف نے کدھرے وی اپنے شعراں نوں صرف تبلیغ ای نئیں بنایا کہ اوہدے وچوں ادبیّت یاں فن مُک گیا ہووے۔سگوں شعر نوں شعر ای رہن دتا اے تے گل نوں نبھایا وی اے۔ایسراں دے شعراں دی تعداد ڈاکٹر ہوراں دیاں نعتاں وچ ان گنت اے پر ایتھے صرف اسیں درود شریف دے حوالے نال گل کراں گے کہ ہر عاشقِ رسول دے ہونٹھاں تے اپنے سوہنے رسول تے حشر دیہاڑے شفاعت کراون والے رحمتِ دو عالم دا ناں ہوندا اے تے ایہہ ناں کدے درود شریف دے رنگ وچ اپنے رنگ وکھاؤندا اے تے کدے نعتاں دے روپ وچ ساڈے مُکھاں دے روپ نوں رنگدا اے۔ ایہناں راہواں چوں لنگھن والے راہی اپنے دلاں دی واردات نوں اپنے اپنے رنگ وچ بیان کر دے نیں حفیظ احمد ہوراں وی ایس برکت، عظمت تے عزت والے کم دی وڈیائی نوں اپنے اکھراں وچ بیان کیتا اے ایس حوالے پاروں کجھ شعر ویکھدے آں۔

آپ دے نام تھیں ہوون دور
شام سویرے خواب دے ڈمھ
بناں درود نہ ہون عبور
ڈونگھے ہجر عذاب دے ڈمھ

آپ دے در دا منگتا بن کے
سُتے بخت جگا بیٹھا واں
آپ دے ناں دے بال کے دیوے
دل دی جھوک سجا بیٹھا واں

نام احمد دا جو دل وچ وسالیندے نیں
اپنی توقیر زمانے چ ودھالیندے نیں

اوہنوں سرکار دے قدماں چ جگہ ملدی اے
لو محبت دی جو سینے چ ودھالیندے نیں
درود پاک دا جو ورد کردے نیں دنیں راتیں
خدا اولوں اوہ عاشق گلیاں وچ ماموردسدے نیں

ساہواں چ جد درود دی خوشبو رلی رلی
مہکی مرے وجود دی ہر اک کلی کلی

پنجابی نعت وچ ای نئیں سگوں پاکستانی زباناں وچ جدوں وی نعت لکھی گئی اے ایس وچ نبی کریم دے سوہنے شہر مدینے داذکر بڑی محبت تے پیار نال کیتا گیا اے تے ایس توں علاوہ جدوں کوئی عاشق اوس اُچیرے دراُتے حاضری دیون جاندا اے اوتھے تے ساہ لین دے وی کجھ تقاضے تے لوڑاں نیں۔اتے ایہناں سارے عملاں تے کماں داذکر ساڈے ہر نعت گو نے آپو اپنی عقیدت موجب کیتا اے سگوں ساڈے لوک گیتاں وچ وی ایس پیارے تے غریباں دے سہارے سوہنے مدینے داذکر بڑی شان نال ملدا اے۔جسراں ایہہ دو ماہئے ویکھو!

رمضان مہینا ایں
لوکاں دیاں لکھ ٹھاہراں ساڈی ٹھاہر مدینہ ایں

ساون دا مہینا ایں

اُتے ساڈا رب وسدا تھلے شہر مدینہ ایں

ایسراں دے لوک گیت سانوں صرف پنجابی وچ ای نئیں ملدے سگوں ایناں دی پرتار سانوں پاکستان دیاں دوجیاں زباناں وچ وی سنائی دیندی اے۔ایسراں دا اک خیال پشتو لوک گیتاں دے حوالے نال تکدے آں:

مینہ وخدائے رسول نبہ دہ!
دنورے مینہ لباسی خاورے بہ شینہ!
کہ تمام عمر عبادت کڑم
ستاد احسان اجر بہ شنکہ ادا کڑم
دا کتاہ پیتمے لے پہ سر دے
مدینے سردار کہ رحم چہ کم ئے کڑینہ

ترجمہ:"خدا تے اوہدے رسول دی محبت چنگی اے۔ باقی محبتاں وکھاوے دیاں نیں۔فناہ ہو جاون گیاں جے میں ساری حیاتی عبادت کراں تے تیرے احساناں دا اجر کسراں ادا کراں گا میں گناہواں دا بھارسر تے لے کے مدینے دے سردار دے کول جارہیاواں تاں جے اوہ اس بھارنوں گھٹ کر دیون۔"

ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں کول وی ایسراں دے خیال وکھالی دیندے نیں پر ایہہ خالی خیال ای نئیں سگوں موصوف نے جدوں آپ اوتھے حاضری دتی ہووے گی تے اوہناں دے دل تے جو بیتیا ہووے گا اوس نوں اوہناں اوسے عقیدت تے محبت نال بیان وی کردتا ہووے گا۔مدینے شہر دا ذکر ڈاکٹر ہوراں کول کئیاں حوالیاں، پکھوں وکھالی دیندا اے۔ایس دا اک حوالہ تے اوتھے حاضری دیون دے سمے دا اے جس وچ زندگی، نور، حقیقت تے معرفت دے سارے پل تے لمحے آن کے سمٹ جاندے نیں۔اتے دوجا حوالہ مدینے دی یاد دا اے جیہڑا کہ نت حاضری دے شوق نوں ودھاندا رہندا اے تے ایہہ شوق نعتاں دی تخلیق دا سبب بن دا اے۔

عطاواں، عطاواں، عطاواں مدینے
معنبر معطر ہوا واں مدینے

نیویاں نظراں رکھ کے ایتھے
ہو لی ہو لی چل مد ینے
سارے دُکھ سُکھ بن جاون گے
اک واری توں چل مدینے

بخشیا جاواں مل جاوے جے آپ دے قدمیں تھاں
مل جاوے جے آپ دے روضے دی دیوار دی نگھ
شام سویرے دل دے اندر اوہو رہوے سرور
لے کے آیاں طیبہ وچوں میں دربار دی نگھ

رحمت دی برسات مدینے
ہوندی اے دن رات مدینے
منداا اے یاں چنگا بھاویں
سب دی اکو ذات مدینے
جو کجھ منگو سب اوہ پاؤ
ونڈی دی خیرات مدینے

ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں دی نعت وچ صرف سانوں دلاں دے جذبیاں دا بیان، محبتاں تے عقیدتاں بھرے اکھراں دی ورتوں تے مدینے جاون دیاں سدھراں دے اظہار ای نئیں ملدے سگوں آپ نے اپنی ایس تخلیق وچ انساناں دے اوہناں سانجھے دُکھاں دا اظہار وی کیتا اے جیہڑا کہ اج روگ بن کے سانوں اندرو اندری کھائی جا رہیا اے۔ ایسے ای روگ دے ہنیرے وچ ڈاکٹر ہوراں سانوں رسولِ کریم دی چانن چانن حیاتی توں اڈ اونہاں دکھاں ول وی دھیان دوایا اے۔ موصوف نے اپنی نعت وچ آپ دی رحمت دے ذکر نوں ایسراں بیان کیتا اے کہ اوہنوں پڑھ کے

اسیں کسے وجدیاں کیف وچ نئیں آؤندے سگوں ساڈا دھیان اوسے رحمت دے حصول ول لگ جاندا اے تے ساڈے دل، نظر تے خیال نوں اوس رحمت ول جاندیاں تک کے حفیظ احمد ہوری بڑے مٹھے جہئے لہجے وچ سانوں اوس پیارے سمے دا اک منظر وکھاندیاں گزر جاندے نیں۔

مہاجر تے جویں انصار کیتے سن تساں اکٹھے
مرے ایس دیس اندر ہر کوئی انج ویر بن جاوے

آپ دے ورگا جگ وچ کوئی معلم نہیں
جیون دا ہر سبق سکھایا آقا نے

نفرت دے وچ سڑدی جیون دھرتی تے
پیار دا گوڑھا مینہ ورسایا آقا نے

ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں دا ”نعتاں دی مہکل“ پنجابی ادب وچ پہلا نعتیہ دیوان ہوون دا شرف رکھدا اے ایس وچ پنجاب دی زبان دیاں اصطلاحاں تے تہذیبی وثقافتی اکھراں دیاں اٹاں ایسراں لگیاں نیں کہ اوہناں وچوں سانوں اپنی مقامی رہتل دیاں اوہ ساریاں خوبصورتیاں دسدیاں نیں جیہڑیاں کہ اپنے اندر سدا بہار حسن رکھدیاں نیں اتے نعت وچ ایہناں اکھراں دی خوبصورتی ہوروی ودھ جاندی اے۔

پنجابی حمد تے نعت دے حوالے نال گوجرانوالہ شہر نوں اگے ای کئی شرف تے اچیرے مقام حاصل نیں کہ ایتھوں پنجابی وچ حمد دی، نعتاں وچ ہائیکو دی، قصیدیاں وچ حمداں دی رباعی وچ حمد و نعت دیاں کتاباں آئیاں اتے ہن ڈاکٹر حفیظ احمد ہوراں دی کتاب جو کہ دیوان وی اے ایس مقام نوں ہوروی اچیرا تے وڈیرا کرے گی مینوں یقین اے کہ ایہہ کتاب نویں نسل نوں فنی تے فکری راہواں وکھاون لئی، نویاں لہیاں بناون لئی جدید اکھراں نوں نعت وچ ورتن دے نویں ڈھنگ سکھاون لئی اتے رب دے حبیب نال عشق نوں ہشیار بناون لئی بڑی لابھ وند ثابت ہووے گی۔

''آئینہ عقیدت'' کے حوالے سے

رشید ساقیؔ کی نعت کا ایک پہلو

ڈاکٹر احسان اللہ طاہر

عبدالرشید بھٹی نام ہے۔ساقیؔ تخلص کرتے ہیں۔اردو ادب میں رشید ساقی کے نام سے غزل اور بالخصوص نعت گوئی میں اپنی پہچان بنانے میں کامیاب ٹھہرے ہیں۔ایم اے اردو کیا ہے۔ساری زندگی ملٹری اکاؤنٹس کے آفس میں ملازمت کی ڈپٹی سی ایم اے ریٹائر ہوئے۔آج کل راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

اردو ادب میں موصوف کی غزلوں کے مجموعے''سوز دروں''،''ذوق سفر''،حاصل عمرِرواں''،''چشم نظارہ طلب''،شائع ہو چکے ہیں۔نعت کی پہلی کتاب''تقدیس قلم''2002ء میں شائع ہوئی جسے وزارت مذہبی امور سے اوّل انعام کا حق دار ٹھہرایا گیا۔دوسری نعتیہ کتاب 2009ء میں منظر عام پر آئی۔

اسے بھی وزارت مذہبی امور کی طرف سے اوّل انعام دیا گیا۔یوں''آئینہ عقیدت'' سے پہلے رشید ساقی کے چھ مجموعہ ہائے غزل ونعت شائع ہو چکے ہیں جو کہ موصوف کے فکری وفنی سفر اور پختگی و کہنہ مشقی کی داستان کے لیے کافی ہیں۔

اِس کتاب میں تقریباً 113 نعتیں شامل ہیں۔ہر نعت ایک منفرد مضمون لے کر سامنے آتی ہے۔موضوعات کے تنوع اور افکار کی رنگا رنگی لیے ہوئے آپ کی یہ کتاب اپنے اندر ایک ایسا موضوع بھی لیے ہوئے ہے جو کہ ہر صفحے پر نمایاں ہے۔

''آئینہ عقیدت'' کے مطالعے سے لگتا ہے کہ رشید ساقیؔ نے یہ کتاب صرف اپنی روحانی واردات کے اس تجربے کو ہی شیئر Share کرنے کے لیے لکھی ہے۔اپنے اس قلبی وجدان کی کیفیت کو انھوں نے جیسے محسوس کیا ہے ویسے ہی بیان کر دیا ہے۔وہ واردات وہ قلبی وجدان درود وسلام ہے۔صل علیٰ کا ورد ہے۔رشید ساقیؔ کے ہاں درود وسلام پڑھنے کے تین پہلو دکھائی دیتے ہیں۔اور تینوں رنگ موضوعات،اسلوب اور انداز بیاں کا تنوع رکھتے ہیں۔موصوف کو پتہ ہے

کہ دیدہ دہر میں اُسی شخص کی عزت وتوقیر ہے وہی اہل علم وفکر کی صف میں شمار ہوگا، اسی کے ذہن و دل میں روشنی ہو گی جو اسوۂ رسولؐ کی بات کرتا ہے۔ اس کی تقلید کرتا ہے۔ اس حوالے سے موصوف نے حکمِ خدائے وحدہ لا شریک کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے اور درود وسلام کو اپنی روح میں اتارا ہوا ہے۔ ایسا وہی کرتا ہے جس پہ کتابِ زیست کا عُنوان کُھلا ہو۔ جو لَولاکَ لَما کا مفہوم جان گیا ہو۔ خدائے لم یزل نے اپنے بندوں کو اشرف المخلوقات کا درجہ اس لیے تو نہیں دیا کہ اس نے خاک ہو کر بکھرنا ہے۔ بل کہ اس لیے دیا ہے کہ یہ ذکرِ خاتم النبین اور یاد شافع المذنبین کی ذاتِ اقدس کو اپنی زندگی کا مرکز ومحور اور مقصد بنالے۔ پھر مالک ومختار نے اس کو حکم کے طور پر بھی کہا کہ فرشتے بھی یہی کام کرتے ہیں اور انسان جو کہ مسجود ملائک ہے وہ تو اسے ضرور کرے۔ اس طرح کا اظہار رشید ساقیؔ کے ہاں اردو نعت میں بڑے معتدل طریقے سے پہلی دفعہ ہوتا نظر آتا ہے۔ موصوف کے ہاں ذکرِ صَلِّ علیٰ کا جو پہلا اندازِ بیاں دکھائی دیتا ہے وہ حکم خدا کے حوالے سے ہے۔ آپ کے چند اشعار اس پہلو سے دیکھتے ہیں۔

خدا کے حکم کی تعمیل میں مصروف رہتا ہوں
سجایا اپنی ہر اک سانس میں ’’صَلِّ علیٰ‘‘ میں نے

مقصود لمحہ لمحہ رضائے خُدا رہے
وِردِ دُرود میری زباں پر سَدا رہے

اپنا مقصود جو خالق کی رضا رکھتے ہیں
ہر نفس وِردِ زباں صَلِّ علیٰ رکھتے ہیں

یہ عمل کہ جو خالق ومخلوق ہر لمحے کر رہے ہیں مخلوق کو زمانوں سے شناسائی بھی عطا کر رہا ہے اور اپنے خالق کی رحمت کے قریب بھی وہ لوگ جنھوں نے اس عمل کو زندگی بنالیا اور زندگی کو یہ عمل تو انہوں نے اپنے خالی دامن میں جو فہم وادراک سمٹیا، دیدہ ودل کو جو نُورِ بصیرت سے روشن پایا تو یہ سب صَلِّ علیٰ کے نغمگی ترانوں سے ہی پایا۔ گردشِ افلاک نے اگر کبھی آ گھیرا تو تسکین جاں کی صورت اسی درود سے ہوئی۔ یہ ذرہءخاک اگر ہم پایہ خورشید ٹھہرا تو اسی عمل سے۔ اگر دل وجاں اور مشامِ جاں معطر ہوئے تو اسی طرزِ اسلوب زندگی سے۔ اگر کتاب زیست کا مضمون کھلا تو اسی طریقے سے کہ وہ جو ’’ساہواں چوں خوشبو

آؤندی اے“والی ایمان اور ایقان کی بات ہے اس کا ذکر ہر اس باعمل سچے اور درود و سلام کے عادی نعت گو کے ہاں دکھائی دے گا جس نے اِسے نعمت عظمیٰ سمجھ کر ہر نفس سجایا ہوا ہے۔

رشید ساقی کے ہاں درود و سلام کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ اس کی برکتوں، نعمتوں اور انعامات کا ذکر بڑے خلوص اور یقین سے کرتے ہیں۔انہیں نے ذِکرِ صَلِّ علیٰ سے ملنے والی روشنی، طمانیت سکونِ دل، خوشبو اور دہر کی بلاؤں کے ٹلنے کا ذکر جس وجدان، یقین، ایمان اور خلوص سے کیا ہے وہی وجدانی و ایمانی فضا قاری کے دلِ مضطر پر طاری ہو کر اُسے اس خوشبو بھری وادی میں لے جاتی ہے جہاں سے اُسے ہر طرف سے اس دل نشیں ترانے کی گونج سنائی دینے لگتی ہے۔اگر صرف اسی ایک پہلو سے ”آئینہ عقیدت“ کا مطالعہ کیا جائے تو ہماری ذہنی و فکری بالیدگی اور پاکیزگی کا سامان میسر ہو جاتا ہے کہ اس میں ہمیں ساقی ایک صوفی اور ”با محمدؐ ہوشیار“ نظر آتے ہیں۔ایسے لوگ ہی ”بانام محمدؐ آشنا شد“ ہوتے کہ ان کی نعت سے ان کا اندروں روشن نظر آتا ہے۔دہر کے آوازسگاں کی پرواہ کیے بغیر یہ لوگ اپنے ایمان و ایقان اور عقائد کو یقین کامل اور نظریے کو اپنے اشعار کا حصہ بناتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ شاعری کے بھی سارے رنگوں کو اپنے ساتھ رکھا ہے۔

ساقی نے درود و سلام کے ذکر کو صرف وِردِ زباں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اسے دل کی دھڑکن بنا دیا ہے۔یہ اور اس طرح کے خیال ساقیؔ نے اپنی نعت میں جا بجا بیان کیے ہیں۔درود و سلام کی اس فضیلت و برکت کا بیان جس طرح ہمیں موصوف کی نعت میں دکھائی دیتا ہے ایک مکمل فکر بن اور تسلسل کے ساتھ کسی اور شاعر کے ہاں نظر نہیں آتا۔اس ذکر فراواں کو وہ کہیں منزل کہتے ہیں تو کہیں اس یاد کو زادِ سفرِ زیست۔درود و سلام کی کثرت نے ان پہ رحمتِ یزداں کے باب کو کتنا کشادہ کر دیا ہے، قلم کو کیسی تیزی اور خوبصورتی عطا کی ہے سانسوں میں بوئے گلاب اور حرفوں کو شکوہ و جلال دے رکھا ہے اس حق کی قندیل نے جہاں ان کے اندروں کو روشن تر کر دیا ہے وہاں ان کے افکار کو بھی تازگی اور شگفتگی بخشی ہے۔یہ عمل ان کی ہستی میں جہاں فروزاں شمع بن کر انہیں صراطِ مستقیم پہ ڈالے ہوئے ہے وہاں اُن کی نعت کو بھی اپنے عصر میں اور آنے والے وقتوں میں امر کر رہا ہے۔

رشید ساقیؔ کی نعت کا نمایاں پہلو یہی ہے کہ انہوں نے دین و دنیا کی محفل کو درود و سلام سے ضوبار کر رکھا ہے اور اپنے اس عمل کی بازگشت کو ایک سچے صوفی کی طرح بیان کر کے ہر دکھ کے مارے کو، اندھیروں کے مسافروں کو گردشِ دوراں کی دھوپ میں جلنے والوں کو ایک ایسا وظیفہ بتا

رہے ہیں جو باعث برکت بھی ہے اور باعث نجات بھی جو باعث خیر وسکوں بھی ہے اور مقصد زندگی بھی۔رشید ساقیؔ نے اس بھٹکے ہوئے آہو کو ایک ایسے عمل کی تلقین کی ہے جو اسے سوئے حرم لے جانے اور اس ٹوٹے ہوئے ستارے کو پھر سے ہم دوش ثریا کرسکتا ہے۔اس حوالے سے قلب ونظر کو گرماتے ہوئے دلِ مسلم کو زندہ تمنا دیتے ہوئے کچھ اشعار دیکھیں:

صدا صَلِّ علیٰ کی مثل خوشبو
دل و جاں کو معطّر کر گئی ہے

ذکر محبوب خدا وجہ سکون دل ہے
آپؐ کی یاد سے ضو بار ہر اک محفل ہے

صرف ساقیؔ میں زباں سے ہی نہیں پڑھتا دُرود
دل کی دھڑکن میں بھی یاد آپؐ کی شامل ہے

یادشہِؐ بطحا مرا زادِ سفر زیست
دراصل یہی ہے سروساماں مری منزل

ذکرِ رسولؐ پاک کا اعجاز دیکھئے
میری اک ایک سانس میں بوئے گلاب ہے

زندگی نے تو دیئے غم مجھے ہر لمحہ، مگر
وِرد ہی ''صَلِّ علیٰ'' کا بس مِرا غم خوار ہے
نظر آتے ہیں مجھے اپنے رگ و پے روشن
نُور ہی نُور ہے جب صَلِّ علیٰ کا دل میں
پرتوِ جلوہء لَولَاکَ لَمَا ہے دل میں
ہر نفس روشنی صَلِّ علیٰ ہے دل میں

بخشی درود نے مرے دل کو شگفتگی
جس طرح غُنچہ کِھلتا ہے بادِ نسیم کا

دیتا ہے درود اُس کو نوید لب ساحل
جس وقت کوئی موجہ طوفاں میں گھِرا ہو

درود شریف کے حوالے سے رشید ساقیؔ کا تیسرا پہلو منا جاتی ہے۔وہ اس نعمت اور روشنی کو اس طمانیت اور نورِ بصیرت کو آخری دم تک ساتھ رکھنا چاہتے ہیں۔جب اس آرزو سے بھی جی نہیں بھرتا تو اوّل و آخر سے اس ایمان ویقین اور ذکر وفکر کے اُجالے کو قبر میں ساتھ دیکھنے کی دعاؤں کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔

رشید ساقیؔ نے جب حکم خدا کو روشنی جاں اور زینتِ زبان بنا کر درود وسلام کو دیکھا تو انہیں قریہ جاں میں ہر سمت اجالے دکھائی دیئے اسی اُجالے میں زیست کرنے کی طلب کو جب وہ اشعار میں لائے تو اس نے مناجات کا روپ دھار لیا اور جب اسی جذبے کو الفاظ کی زبان دی تو اس میں شعر اور زندگی کی سچائی کا اسلوب دکھائی دینے لگا اس سچائی اور زندگی کے نام کو انہوں نے ”آئینہ عقیدت“ کا نام دے کر اردو ادب میں نعت کو ایک موضوع کے کئی رنگ بخش دیئے۔رشید ساقیؔ نے جس انداز سے درود وسلام کے موضوع کا آغاز کیا ہے۔جس طرز سے امر اللہ کہہ کر اسے اپنایا ہے اور پھر جس نہج پہ پہنچ کر انہوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ صرف شعر اور شعرگوئی کی حد تک نہیں ہے بلکہ اس سے دو قدم آگے بڑھ کر زندگی کے حسیں اور خوب صورت تجربات ہیں جو انہوں نے اشعار کی شکل میں اہل فکرو دانش کے ساتھ اہل حال وقال کو دیئے ہیں۔”آئینہ عقیدت“ اس حوالے سے موصوف کا ایک ایسا روحانی اور ایمانی سفرنامہ ہے جس میں جو جو منزل ان کے راستے میں آئی انہوں نے اس کا ذکر اور اس منزل تک پہنچنے کا ذریعہ بیان کر دیا ہے۔اُن کے الفاظ کے آئینے سے موصوف کی ساری محبتیں اور عقیدتیں یوں دکھائی دیتی ہیں کہ قاری کے جسم وجاں میں ان کے الفاظ زندگی کی نئی لہر دوڑا رہے ہوں۔ہر لفظ نور کا پیکر بن کر ہمارے ساتھ ہو لیتا ہے اور جب تک ہمارے لبوں سے صَلِ علیٰ کا ورد جاری نہیں کروا لیتا یہ عقیدتیں یہ محبتیں اور زندگی کی لہریں ہمیں آئینہ سا دکھاتی رہتی ہیں۔جس یقین کے ساتھ انہوں نے درود پڑھا جس ایمانی جذبے سے انہوں نے اس سے نور پایا

اُسی یقین سے انہوں نے اس کو لحد میں لے جانے کی دعائیں مانگی ہیں۔ان دعاؤں میں بھی وہی تازگی، شگفتگی، ایمانی جذبے اور یقین کی دولت نظر آتی ہے۔اس پہلو سے موصوف کے کچھ مناجاتی اشعار دیکھیں:

دم آخر بھی لب پر ہو دُرودِ پاک ہی ساقیؔ
یہی ہے آرزو میری، یہی میری تمنّا ہے

عقیدت مند دل کی بس یہی ہے آرزو ساقیؔ
زباں پر ہو دُرودِ پاک جب وقتِ قضا آئے

اگر محبت سے خالی دل محبت کی بات نہیں کرتے تو محبتوں میں جل بجھنے والے محبت کرنے والوں کا ذکر نہیں بھولتے اور پھر ایک باوفا کا باوفا سے ذکر تو اور بھی بھلا لگتا ہے۔رشید ساقی نے اپنی ساری محبتوں اور الفاظ کو آئینہ عقیدت میں جمع کر دیا ہے جو نغمات اُنہوں نے درودِ پاک کے جس قرینے اور سلیقے سے چھیڑے ہیں اب اُن کا سفر ہماری نعت میں ایک نیا اسلوب اور موضوع سخن پیدا کرے گا۔آئینہ عقیدت کے مطالعے کے بعد قاری رشید ساقیؔ کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ان کے دل کی آواز کو اپنے دل کی دھڑکن بناتے ہوئے کہتا ہے۔

صَلّ علیٰ کا ورد ہے ہر درد کا علاج
میں بھی اثر شناس اسی کیمیا کا ہوں

محمد اقبال نجمی کی نعت گوئی کا مختصر جائزہ

محمد انور رانا

نعت کی ابتداء تو اللہ تعالیٰ نے خود کی اور پھر اس کے فرشتے بھی اس میں مصروف ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کو بھی درود وسلام یعنی اپنے محبوب کی نعت کا حکم دے دیا۔نعت کے معنی ومفہوم کا ادراک کرنا ہو اور نعت خوانی کا بھرپور لطف لینا ہو تو خالق دو جہاں کی آخری کتاب کی تلاوت کی جائے۔تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ سلم کی تعریف وتوصیف ہر آیت سے ظاہر ہو گی۔قرآن حکیم نعتِ مسلسل ہے؟ نعت کا زمزمہ ازلی ہے اور اس کا طوطی ابد تک بولے گا۔

جس خالق ومالک نے نعت گوئی کا اذن دیا ہے اس نے ہر ذی حیات کو نعت کا سلیقہ بھی سکھایا ہے۔جبلت میں شامل کر دیا گیا ہے کہ وہ محبوبِ کائنات کی مدح سرائی کریں۔

جب میں ’’طلع البدر علینا‘‘ کے مصرعے سنتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ جب مدینہ پاک میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی تو معصوم بچیوں نے یہ گیت کیسے گایا۔کیا یہ عرب کا لوک گیت تھا؟ نہیں بلکہ یہ جذبات فطری طور پر کمسنوں میں ابھرے اور منظوم ہو گئے حقیقی محبت، جاںثاری اور وارفتگی نے جذبوں کو زبان بخشی اور پاکیزگی خیالات نے لفظوں کو ترتیب، محبوب جس درجہ عالی قدر ہوتا ہے جذبات اسی درجہ متحرک ہوتے ہیں، پھر محبت میں محب کی محبوب سے جس قدر لگن اور عقیدت سچی ہو گی، خیالات و جذبات میں اسی درجہ شدت آتی جائے گی۔

تاجدارِ کائنات سے بڑھ کر محبوب بھی کسی کا ہو سکتا ہے۔جن کا حُسن کائناتِ حسن ہے اور حُسن کائنات بھی، جن کی سیرت پاک، اُسوۂ حسنہ قرار پائی جو حق ہے اور حق کا سفیر بھی۔جس کی دیانتداری اور پاکبازی کی دشمن بھی مثالیں دیتے اور قسمیں کھاتے رہے ہیں۔جس کے معجزے کی کیا بات کریں کہ وہ خود ایک معجزہ حق ہے۔چاند جس کے اشاروں پر چلے، جس کے حکم سے کنکر بول اٹھیں، درخت چل کر آ جائیں۔دو عالم کا والی، آسمانوں کی رفعتوں کا شناسا مگر عاجزی ایسی کہ بوریا نشین۔اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اور اگر زمین مین جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی

سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بے شک اللہ عزت وحکمت والا ہے۔(سورۃ لقمان آیت 27)

بے شک کل کائنات اس کی نعمتوں کا شکرانہ ادا کر رہی ہے، زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں کا شکر تو کیا شمار ہی نہیں ہو پاتا۔اللہ کریم کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ظہور تاجدارِ کائنات ہے، جو رحمت العالمین ہے، شفیع المذنبین ہے۔اس سرور دو جہاں کے انسانیت پر احسانات کا شمار بھی نہ ممکن ہے، عظیم ہستی کا ذکر بھی عظیم وارفع ہوتا ہے اور جس بارے میں خالق ہی کہہ رہا ہو"ورفعنا لک ذکرک" تو پھر کیا رہ جاتا ہے۔

جس طرح اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے سے ہم اللہ کی شان نہیں بڑھاتے بلکہ اپنی سی کوشش حق آدمیت ادا کرنے کی کرتے ہیں۔اور اپنے ہی درجات بلند کرنے کی سعی کرتے ہیں یقیناً ہم اللہ کے محبوب کی تعریف وتوصیف کر کے شفاعت کی آس لگاتے اور اپنے اور اپنے خالق کے محبوب کے ساتھ نسبت ظاہر کر کے معتبر ومکرم ہوتے ہیں۔نعت گوئی اللہ کی سُنت بھی ہے لہٰذا ہر زبان، ہر عہد، ہر خطہ میں حمدِ رب العلیٰ ہو رہی ہے تو ساتھ ساتھ نعتِ خیر الوریٰ بھی۔

جس طرح کلمہ طیبہ میں، اللہ کی معبودیت کے ساتھ محمد ﷺ کی رسالت کا اعتراف لازم ہے اسی طرح حمد کے ساتھ نعت بھی ہر اہل ایمان کے عقیدے کا جزو لازم ہے۔نعت گوئی جہاں باعث برکت، عظمت وثواب ہے وہیں یہ ایک نہایت محتاط رویے اور سوچ کی متقاضی ہے۔جذبوں کی پاکیزگی اور عقیدے کی سچائی اور گہرائی اس کا جزو اوّل ہے حفظ مراتب کا خیال از حد ضروری ہے۔

بقول پروفیسر اقبال جاوید"اصطلاحاً نعت وہ واحد شعری مظہر ہے جہاں بے لگام جذبے مردہ قرار دیئے جاتے ہیں۔باخدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار۔ایک مصرعہ ہی نہیں بلکہ ایک پیمانہ ہے، معیار ہے، اصول ہے۔"(مفیض نعت نمبر ص 47)

مختلف زبانوں میں نعت گوئی کی اپنی تاریخ اور اپنی روایات ہیں۔اردو ادب پر نظر ڈالی جائے تو برصغیر کے قریباً سبھی شعرا کرام نے کم یا زیادہ نعت ضرور کہی ہے اس میں آپ کے اُمتی تو شامل ہیں ہی بعض غیر مسلم شعراء نے بھی اس رحمت عالم کی تعریف ومدح سرائی میں زبان کھولی ہے اور مقبولیت حاصل کی ہے، مولانا کفایت اللہ کافی، مولانا امداد اللہ مہاجر مکی، احمد رضا بریلوی، بیدم شاہ وارثی، مولانا ظفر علی خاں، حافظ مظہر الدین، حفیظ جالندھری، اعظم چشتی، راسخ عرفانی، حفیظ تائب،

محسن کاکوروی۔

اسی نعت گو قبیلہ کے ایک مدحت نگار محمد اقبال نجمی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ارفع فکر اور کمالِ فن سے نوازا ہے انہیں جہاں اذن مدح گوئی ملی ہے وہاں توفیق ثنا بھی عطا کی گئی ہے۔ محمد اقبال نجمی جو اپنی ذات میں ایک مکمل ادارہ کے اوصاف رکھتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں بزم فروغ ادب کے روحِ رواں ہیں۔ فروغِ ادب اکادمی کے پرچم تلے سینکڑوں کتب کی اشاعت و پبلشنگ کر چکے ہیں۔ ان کے زیرِ انتظام فروغ مفیض، جام صحت، دلچسپ اور ساحل جیسے مجلہ ہائے ادب شائع ہو رہے ہیں۔ غزل، نظم، گیت، مَاہیے، ہائیکو، دوہڑے، کافیاں، محاوراتی غزل، غزل مسلسل قطع سانیٹ، بیت، قصیدہ، ہر ہیئت سخن میں طبع آزمائی کرتے ہوئے انہوں نے ایک آدھ نمونہ نہیں بلکہ ادب کی جھولی میں پوری پوری کتب ڈالی ہیں۔ ان کی عبارت میں جس طرح سلاست ہے اسی طرح ان کی شخصیت میں بھی ایک سلاست اور رکھ رکھاؤ ہے۔ وہ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں پر یکساں مہارت رکھتے ہیں اور مجموعی طور پر 60 سے زائد کتب کے خالق ہیں۔ حمد و نعت کی ترویج و فروغ کے لیے انہوں نے خود کو وقف کر رکھا ہے۔ نہ صرف خود ہر ہیئت میں حمد و نعت کہہ رہے ہیں بلکہ وہ گوجرانوالہ میں نعت گوئی کرنے والے شعراء کرام کی راہنمائی اور معاونت بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ نعت کی کتب کی اشاعت میں حسب توفیق معاونت کرتے ہوئے اس کے فروغ کا باعث بھی بنتے ہیں۔ حمد و نعت کے سلسلہ میں ملک کا کوئی بھی مجلہ یا مقالہ ان کے ذِکر اور خدمات کا اعتراف کئے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں خلق کی تعریف دراصل خالق کی توصیف ہوتی ہے اور خلق اگر خالق کی محبت ہو، وجہ تخلیق کائنات ہو تو پھر حامد ایک دھن میں خالق و خلق کی مدح سرائی کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر حفظ مراتب شرط اوّل ہوتی ہے۔ خالق کی حمد و ثناء اپنے تقاضے رکھتی ہے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ مگر جب محبوب سبحانی کی نعت بیان کی جائے تو صد اہتمام کی ضرورت ہے حدود و قیود مقرر ہیں ان سے آشنائی اور جذبات کے اظہار کا سلیقہ لازم ہے۔ محمد اقبال نجمی کے جذبات و احساسات کا اظہار اس کی حمد و نعت میں پوری طرح ہوتا ہے۔ وہ حمد میں نعت بیان کرتے ہیں تو کبھی نعت میں حمد مگر یہ امتزاج ان کا کمالِ فن ہے، جذبوں کی پاکیزگی ہے اور خیالات کی پختگی ہے۔

اکیسویں صدی میں موصوف کی حمدیہ نعتیہ خدمات کا تذکرہ کرنے سے پہلے سرسری نظر پچھلی

صدی کے آخر میں آنے والی اُن کی کتب پر ڈال لیتے ہیں۔ 1989 میں ان کی پنجابی نعت فروغ ادب اکادمی کے پرچم تلے شائع ہوئی جس میں غزلیہ رنگ میں 60 نعتوں کا ایک گلدستہ پیش کیا گیا جس میں نہایت سلیس اور عوامی رنگ میں عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جناب حفیظ تائب نے اس کے فلیپ پر قرار دیا ہے کہ شاعر نے سرکار دو عالم کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات کی ہے اُمت کا احوال امت کے والی کے سامنے پیش کیا ہے اور ملک میں نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی خواہش نہایت دلکش انداز میں جا بجا دکھائی دیتی ہے۔کتاب کا عنوان: ”سِک دی ڈالی“ ہے۔

1990 میں اپنی کہنہ مشقی اور ممدوح کریم کے ساتھ گہرے تعلق کی بنا پر جاپان سے درآمدہ صنف سُخن کو مسلمان کرلیا اور اذنِ جفوری کی تمنا، کربِ فراق، تبلیغِ سیرت، اور دعوتِ تعلیمات اسلامی کے ساتھ ساتھ معجزاتِ رسول، ذکر معراج اور احادیث نبوی کے مضامین پورے کمالِ حسن سے بیاں کئے گئے ہیں۔ ہائیکو 3 مصرعوں کی ایک خاص صنف سخن ہے جس میں پاکستان میں بہت کم لکھا گیا ہے مگر نجمی نے نہ صرف اس صنف کے لوازمات کے ساتھ اسے نبھایا ہے بلکہ ترویج تعلیمات اسلامیہ اور فروغ نعت کا وسیلہ بنایا ہے۔

دِین، دنیا کی نعمتیں ساری
اور خود وہ خدا کہیں جس کو
جو ملا سب حضورؐ کے صدقے

”نعتیہ ہائیکو“ بھی فروغِ ادب اکادمی کے زیر اہتمام شائع ہوئی جس کا انتساب، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے نام کیا گیا ہے۔محترم انور جمال اور عاصی کرنالی کی اس ضمن میں آرا کتاب کا حصہ ہیں۔

1997ء میں محمد اقبال نجمی کی ادارت میں مجلہ مفیض کی جلد نمبر 7 کا شمارہ نمبر 23 شائع ہوا جو حمد نمبر ہے۔ 688 صفحات پر مشتمل اس بھرپور نمبر میں مختلف ادوار کے حمد نگاروں کی سو سے زائد شاہکار حمدیں شامل ہیں اس کے علاوہ درجنوں مضامین حمد اور حمد نگاری کے عنوانات کے علاوہ حمدیہ کتب کے تذاکیر اور چھ حمد نگاروں کی حمد نگاری پر باقاعدہ گوشے لگائے گئے ہیں مضامین میں سجاد مرزا، پروفیسر اکرم رضا، غلام رسول عدیم، عبدالعزیز ساحر محمد اقبال انجم، محمد اقبال جاوید، غلام مصطفیٰ بسمل اور محمد اقبال نجمی و دیگر کے مضامین شامل ہیں۔اس کے علاوہ حمدیہ مشاعروں کی نقابت اور انتظامات کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔

اکیسویں صدی کے ابھی پندرہ سال گزرے ہیں اور ان پندرہ سالوں میں محمد اقبال نجمی کی حمد و نعت کے 15 سے زائد مجموعہ ہائے کلام منصہ شہود پر آچکے ہیں اردو اور پنجابی ہر دو زبانوں میں انہوں نے اپنے جذبات اور سیرت حضوری کی ایسے عکاسی کی ہے کہ پڑھنے والے پر وجد طاری ہو جائے۔کلام میں روانی اور سلاست ان کے کلام کا خاصہ ہے خواہ وہ نظم ہو یا نثر لیکن جب وہ حمد و نعت کے کام کا ارادہ کرتے ہیں تو یا وضو الفاظ ہاتھ باندھے ان کے سامنے موجود ہوتے ہیں اور وہ مدح محبوب میں ایسے قرینے سے موتی پروتے ہیں کہ صاحب توصیف کے احسانات اور اُمت کے غم خوار کے اوصاف حمیدہ پورے ابلاغ اور نفاست سے قاری کے دل میں اترتے ہوئے روح کو معطّر اور دل و دماغ کو منوّر کر جاتے ہیں۔ان کی زورگوئی تخیل کی بلند پروازی اور مطالعہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ فن سخنوری کی باریکیوں پر پورا عبور ہونے کی نشاندھی کرتی ہے،انہوں نے ہر ہیئت میں مدح سرائی کی ہے،جس نے نعت گویانِ عہد حاضر میں ان کو ایک بلند مقام پر فائز کر دیا ہے۔

2001ء ''حمد چراغ دلاں دا چانن'' کے عنوان سے ان کی پنجابی حمد شائع ہوئی،اردو زبان میں ''نغمۂ حمد'' 2005ء میں، پنجابی حمد ''اُچی ذات کمالاں والی'' 2008ء میں منصہ شہود پر آئی،2009ء میں ''ریاض حمد'' اور ''حمدیہ ہائیکو'' نے گلشن ثنا مہکا دیا۔2011ء میں پنجابی ادب کی جھولی میں پہلا پنجابی حمدیہ دیوان ڈالا جس کا عنوان ''اللہ سوہنا'' ہے۔اللہ رب العزت نے پنجابی کا پہلا حمدیہ دیوان تخلیق کرنے کے لیے محمد اقبال نجمی ہی کو چُنا اس کے بعد 2014 میں ''للہِ الحمد'' کے نام سے ایک طویل حمدیہ نظم شائع ہوئی۔208 صفحات پر مشتمل یہ نظم ایک ہی بحر ''فاعلن'' کی تکرار میں ہے جس میں رب ارض وسما کی مدح سرائی اور عطاؤں کے شکرانے کے ساتھ ساتھ اپنے،اپنے وطن،اپنے دوستوں اور اُمت مسلمہ کے لیے دعاؤں کی کہکشاں دکھائی دیتی ہے۔اس دوران ان کی ادارت میں ''مفیض'' کا 588 صفحات پر مشتمل خوبصورت اور حوالہ جاتی ''حمد نمبر'' شائع ہوا۔کیونکہ یہاں مقصود محمد اقبال نجمی کی نعت گوئی پر بات کرنا ہے لہٰذا آپ کی حمد نگاری کا تذکرہ تبرکاً کیا گیا۔

محمد اقبال نجمی کی نعت گوئی پر بات کرنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر ان کی شخصیت پر تھوڑی روشنی ڈالنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

محمد اقبال نجمی 4 جنوری 1953 کو مدّر چک پتو کی ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔اصل نام محمد اقبال حسین اور ولدیت محمد اسماعیل ہے تعلیم ایم۔اے ہے،انہوں نے شعبہ درس و تدریس میں عمر

گزاری ہے۔''فروغ ادب اکادمی'' کے نام سے ایک پبلشنگ ادارہ چلاتے ہیں۔
پروفیسر اسرار احمد سہاوری ان کی شخصیت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:
''نجمی صاحب اپنے طویل ریاض کے بعد اردو اور پنجابی کے مسلم اور معتبر شاعر ہیں۔تعلیم کے لحاظ سے انہوں نے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کر رکھی ہے گورنمنٹ سکول میں ٹیچر کی حیثیت سے پڑھاتے ہیں، سہ ماہی رسالہ مفیض کے مدیرِ اعلیٰ، فروغ ادب اکادمی کے سربراہ ہیں ذاتی شخصیت کے لحاظ سے بہت مرنجاں مرنج نرم خو اور گرم دم گفتگو ہیں اسلامی اقدارِ ادب و اخلاق کے شیدائی ہیں۔اشتراکی ترقی پسندوں سے بھی بنا کر رکھتے ہیں بلکہ ان میں بھی ہر دل عزیز ہیں۔گوجرانوالہ کی تمام ادبی انجمنوں کی آبرو ہیں اور ہر جگہ بہت فعال ہیں۔ یاروں کے یار ہیں، دشمن کو بھی بلاوجہ نہیں چھیڑتے۔صرف حملہ کی صورت میں مدافعت کرتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ جان بچانا تو ہر جاندار کا فطری فرض ہے ان کے مزاج میں تفکر بھی ہے اور جذبہ پذیری بھی دیانت بھی ہے اور سادگی بھی۔حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں۔مزاج میں سلاست ہے اور عبارت میں بھی۔استاد ہونے کے لحاظ سے اخلاق آموزی بھی کرتے ہیں۔''(چانن داونجاراص335)

اپنے کام سے کمٹمنٹ (Commitment) ایسی ہے کہ جس کام کو شروع کر لیں ختم ہونے تک چین سے نہیں بیٹھتے اور اپنی تحریر کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے ہر ممکن اقدام کرتے ہیں۔ان کے جذبات کا اظہار ان کا یہ شعر بخوبی کرتا ہے۔

اُجالے میں بھی لاؤں گا مگر خورشید کی صورت
چراغوں کی طرح جلنا مجھے اچھا نہیں لگتا

پروفیسر محمد اکرم رضا رقمطراز ہیں۔

''محمد اقبال نجمی ایک طویل عرصہ سے شعر و ادب کی دنیا میں اپنے بھرپور وجود کا احساس دلا رہے ہیں۔انہوں نے بڑوں کے لیے بھی لکھا اور بچوں کے لیے بھی متعدد نثری وشعری کتب کے خالق ہیں۔وہ سہ ماہی مفیض اور ماہنامہ دلچسپ کے نام سے مئوقر ادبی جرائد بھی شائع کر رہے ہیں۔ جب سے شاعری کی دنیا میں داخل ہوئے انہوں نے تمام شعری اصناف میں فکروفن کے ستارے لٹائے ہیں جب نعت کے گلستان صدر رنگ میں داخل ہوئے تو توصیف و مدحت کو خصوصی طور پر اعزازِ فکر بنالیا نعت مصطفیٰ کی شمع انہوں نے آغاز شاعری سے ہی جلا رکھی ہے۔ پنجابی اور اردو شاعری

پر یکساں گرفت رکھتے ہیں۔کئی سال بیشتر ”آپکی باتیں“ کے عنوان سے بچوں کے لیے معیاری نعتوں کا مجموعہ شائع کیا اور بچوں کے لیے ”سیرت حضور دی“ کے عنوان سے آسان پنجابی زبان میں حضور سرورِ کائنات کی سیرت پاک تحریر کی۔جدید صنف شاعری ہائیکو کو ذریعہ اظہار بنا کر ”نعتیہ ہائیکو“ کے عنوان سے عشق وعقیدت کا خوبصورت گلدستہ اہل یقین کی نذر کیا ”سِک دی ڈالی“ کے عنوان سے ان کی پنجابی نعتیں اصحاب نظر سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔قومی ترانوں پر مشتمل ان کی کتاب ”قدم قدم آباد“ پاکستان رائٹر گلڈ ایوارڈ، پنجابی مثنوی ،ایہہ نئیں میرا پاکستان،مسعود کھدر پوش ایوارڈ کی حقدار قرار پا چکی ہیں جبکہ ان کی پنجابی نعتیہ ہائیکو پر مشتمل کتاب ”مہکاں ونڈ دے بول“ کو وزارت مذہبی امور کی طرف سے ایوارڈ مل چکا ہے۔“(قافلۂ شوق کے مسافر صفحہ 38-237)

اکیسویں صدی میں ان کی نعت کا پہلا گلدستہ 2003 میں مہکا فروغ ادب اکادمی نے یہ خوبصورت نعت گنبدِ خضرا کے سرورق سے مزین کیا۔اورعنوان ”خیراتِ مدحت“ رکھا گیا۔خیرات مدحت میں 6 حمدیں 47 نعتیں غزل رنگ میں ہیں جس کے بعد قطعوں کی صورت نعتیہ دیوان ہے۔پھر نعتیہ ماہیے،نعتیہ ہائیکو ،نعتیہ سانیٹ،نعتیہ رباعیات،نعتیہ دوہے اور درود وسلام ہے۔ چند مثالیں دیکھیں:

میری تو معراج ہے آقا آپ کے در پر جُھکنا
کاش یہ میرے دِل کی تمنا اب پوری ہو جائے

رحمتیں، راحتیں شفقتیں، نعمتیں
میں نے دیکھا تھا ہر گام منظر نیا

تیری باتوں کے سامنے سارے
فلسفے ہیچ ہیں زمانے کے
تیری باتوں میں راہنمائی ہے

جس امت کی خاطر تو نے دُکھ جھیلے ہر آن
اس اُمت پر اپنے نور کی چادر دے اب تان

محبوب کے زیر استعمال بلکہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے عشاق کے لیے محبوب ہوتی

ہے لہٰذا وہ محبوب کے ساتھ ساتھ ان در و دیوار کے بھی صدقے واری جاتا ہے جہاں محبوب زندگی گزار رہا ہو۔ گنبد خضراء نعت گویان کی ایک مسلمہ کے ساتھ عقیدت ہے۔ اسی جذبۂ عقیدت سے سر شار محمد اقبال نجمی کے یہ شعر دیکھیے،

ہے عبادت تیری جانب دیکھنا
اللہ اللہ کس کا یہ فیضان ہے
موت آئے تیری جانب دیکھتے
دل میں نجمی کے یہی ارمان ہے

''خیراتِ مدحت''، میں مختلف اصناف سخن میں مدح سرائی کر کے محمد اقبال نجمی نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ وسیع فنی مہارت رکھنے کے ساتھ جذبۂ حُبّ رسولؐ سے پوری طرح سرشار ہیں۔ خیراتِ مدحت کا دیباچہ پروفیسر محمد اکرم رضا نے لکھا ہے جس میں انہوں نے قرار دیا ہے کہ محمد اقبال نجمی کے جذبات احترام و عقیدت، استمداد طلبی، وفورِ شوق، حُسنِ ذوق، کمالِ آرزو اور نیاز تمنا کے پیکر ہیں۔

''نوری رشماں''، پنجابی نعتیہ قصیدہ ہے۔ جس پر سن اشاعت 1428 ہجری درج ہے یہ قصیدہ ایوانِ حمد و نعت کے توسط سے منصہ شہود پر آیا۔ اس میں شاعر نے رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حُب کا پوری شدت سے اظہار کیا ہے، مختلف عنوانات کے تحت اپنی آرزؤں اور تمناؤں کا ذکر کیا ہے۔ حاضری کے اِذن کی آس، گنبدِ خضرا اور مدینہ پاک کی گلیاں دیکھنے کا شوق، محبوبِ رب کے نور نظاروں اور عرب کے متبرک مقامات کے قصائد، سراپا مبارک معجزات، فاران کے جلوے اور پھر دعائیں نہایت نیاز مندی اور احترام سے مزین الفاظ کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ بعض احادیث کی ترجمانی بھی ایک ایک شعر میں کی ہے مثلاً

ڈھال بنے گا روزہ تیرے ہور گُناہاں اگے
روکے شر شیطان دیاں ایہہ ہوون جو یلغاراں

اِک سوراخوں دو واری تے مومن ڈنگ نہیں کھاندا
اوہدے کول اے علم تے حکمت اوہ نہیں وِچ گنواراں

غلام مصطفیٰ بسمل نے اپنے مضمون ''نوری رشماں دے نور نظارے''، میں لکھا ہے۔

’’پنجابی ادب وچ معلوم قصیدیاں وچ محمد اقبال نجمی ہوراں دا قصیدہ ضخامت دے نال نال فنی اعتبارِ نال وی اپنی اہمیت وقعت برقرار رکھدا اے۔(چانن دا ونجارا ص114)

’’پھل سوہنے حمداں نعتاں دے‘‘ محمد اقبال نجمی کی حمد اور نعت کا ایک اور شہکار ہے، جو رباعیات پر مشتمل ہے۔اور شاعر کے لیے ایک اعزاز سے کم نہیں کہ یہ پنجابی حمدیہ نعتیہ رباعیات کا پہلا مجموعہ ہے۔رباعی جو خالصتاً فارسی شعری صنف ہے اس کے بے بدل اوزان پر گرفت اور پھر ان کا پنجابی میں استعمال بے شک نجمی جیسے شاعرِ باکمال کا ہی حصہ ہے240 صفحات پر مشتمل رباعیات کا مجموعہ فروغ ادب اکادمی کے پرچم تلے2009 میں شائع ہوا۔چند رباعیاں دیکھیں

کونین دے غم خوار نیں اوہ رہبرؐ میرے
نبیاں دے نیں سردار پیمبرؐ میرے
وصفاں چ مثالی نیں جو آقاؐ سوہنے
محبوب خدا دے نیں اوہ محور میرے

چاہت بخشن والا سوہنا روزہ
رحمت ونڈن والا سوہنا روزہ
فر ویکھن نوں جی کردا اے
عزت دیون والا سوہنا روزہ

کردار نبیؐ پاک دا اُچا سبھ توں
دربار نبی پاک دا سوہنا سبھ توں
قرآن نبی پاک دی سیرت دسدا
ایثار نبی پاک دا پیارا سبھ توں

اوصاف نبی دے لِکھ تے لِکھ نور نبیؐ
پڑھدے نیں درود آپ تے خوب سبھی
رحمت دی ازل توں ای سی بدلی جو چڑھی
امت دے لئی بنی اے او خاص خوشی

ہر ویلے ای میں لکھاں نعت درود
محفل سجدی جد آکھاں نعت درود
دنیا اندر سوہنے دے وصف گلاب
سنگیاں تائیں میں گھلاں نعت درود

2009ایک ایسا بخت آور سال ہے جس محمد اقبال نجمی کی 12 کتب شائع ہوئیں محمد اقبال نجمی کی یہ معراجِ فن ہے کہ انہوں نے لیکر کے فقیر ہو کر شاعری نہیں کی بلکہ ہر میدان سخن میں نئی راہیں کھولی ہیں۔انہیں اپنے فکروفن پر یقین ہے وہ پنجابی میں رباعیات کا گلدستہ دیتے ہیں تو پنجابی کی معروف صنف ''ماہیا'' کو اردو نعت میں لے آئے ہیں،''انوار مدینے کے''ان کا نعتیہ ماہیوں پر مشتمل کلام ہے۔ماہیا کا نام آتے ہے پنجاب کی رسوم، روایات، محبوب کی باتیں، اور ایک ردھم کا ادراک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔اسی ردھم اور روانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، محبت رسولؐ، مدینہ کی ضیا بار گلیوں اور پرنور بازاروں معجزات رسولؐ، سیرت حسنہ اور حاضری کی آرزو ان کے جذبات کی اور فن کی آمیزش کی پوری طرح عکاس ہیں ''مفعول مفاعیلن'' کی بحر کے ساتھ تین مصرعے بقول بشیر عابد ان کی محبت عقیدت اور عشق کے عکاس ہیں۔دو ماہیے مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں۔

دنیا ہی بدل ڈالی
جب حسنِ دو عالم نے
رحمت کی نظر ڈالی

اعزاز مدینے کا
بھرتا ہے سبھی کا سے
اعجاز مدینے کا

''گلہائے سلام'' 2009 میں شائع ہونے والی اقبال نجمی کی ایک اور کتاب ہے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی طرف سے بھیجے گئے بارہ (12 سلام اس گلستانِ نور میں اپنی مہک بکھیر رہے اور ایک محب کی محبوب سے محبت وعقیدت کی گواہی دے رہے ہیں۔

ان کے یہ بارہ پھول اپنی اپنی الگ خوشبو رکھتے ہیں کسی میں ترنم اور روانی ہے تو کسی جگہ علم کی گہرائی و وسعتِ نظر، کہیں آپ کے معجزات کو نئے انداز سے بیان کیا گیا ہے تو کہیں خوبصورت اضافت اور ترکیب سے نیا پن پیدا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

السلام اے راحتِ قلبِ حزیں
السلام اے زینتِ عرشِ بریں

درود وسلام کی روایت اللہ رب العزت نے خود ڈالی ہے اور فرشتے ہوں یا انسان سب کے لیے اس سنت پر عمل کی ہدایت بلکہ حکم ہے، مقربین حق اس سنت پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہیں۔ اردو میں حضرت احمد رضا بریلوی کے ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کو جو مقبولیت حاصل ہے وہ شاید ہی کسی کے حصہ میں آئے مگر حفیظ جالندھری، ماہر القادری، ع۔س مسلم کے بعد محمد اقبال نجمی کو عطا ہونے والے یہ سلام بھی عقیدت و عجز میں مثال ہیں۔

سلام اُنؐ پر سنوارا جن کے دم سے ہے جہانوں کو
سلام اُن پر سجایا جن کی آمد سے زمانوں کو

جن کا روضہ ہے دنیا میں باغِ ارم
جن کے آنے سے ٹوٹا ہے دستِ سِتم
جو پلاتے ہیں سب کو محبت کے جام
اُن کی خدمت میں لاکھوں کروڑوں سلام

فصیح ہر زماں وہ ہیں، امام مرسلاں وہ ہیں
بلاغت کا سمندر ہیں، فصاحت کا جہاں وہ ہیں
بہاروں کا وروداں ہر، محبت کی زباں وہ ہیں
درود ان پر سلام ان پر، درود ان پر سلام ان پر

جلوۂ حُسنِ درخشاں السلام
راحتِ جاں بزمِ خوباں السلام

جناب واصف علی واصف نے کہا ہے:

''مقربین حق کی شناخت کے لیے بھی کوئی فارمولا نہیں وہ لوگ عام طالبین سے مختلف ضرور ہوتے ہیں، وہ عبادت تو خیر کرتے ہی ہیں۔ عبادت کے ساتھ محبت بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی فعل پر تنقید نہیں کرتے۔ انہیں مخلوق سے بھی کوئی گلہ نہیں ہوتا وہ حاصل کی بجائے ایثار کو اپنا شعار سمجھتے ہیں۔'' (قطرہ قطرہ قلزم صفحہ 35)

محمد اقبال نجمی بھی اپنے آقا و مولا کی محبت میں گم ہو کر مدح سرائی کے بحر میں اُترے ہیں کہ ہر سانس پکارے صلی اللہ انہیں صرف دربارِ حضور میں مقبولیت کی آرزو ہے وہ زمانے سے نہ ستائش کی تمنا رکھتے ہیں نہ صلہ کی پرواہ۔ جہاں وہ اردو میں گلہائے سلام پیش کر رہے ہیں وہیں پنجابی میں نعت کا ایک اور گلدستہ 2009 ہی میں ''اٹھرو پڑھن درود'' کے عنوان سے حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ جس کا انتساب ہی ''سوہنے آقاؐ دے ناں'' ہے نعت میں جہاں نعت نگار موصوف کی حاضری کی تمنا کی شدت دکھائی دیتی ہے وہیں قیامِ مدینہ کے دوران آنکھوں میں جذب ہونے والے نوری نظاروں، سفرِ طیبہ کی یادوں اور آپ سے منسوب شہرِ مدینہ کی عظمتوں کا تذکرہ بڑے پروقار انداز سے کیا گیا ہے۔ فنی اعتبار سے بھی اٹھرو پڑھن درود میں سی حرفی، قطعات، نظم اور غزل مختلف اصنافِ سخن میں حضور کی ثنا خوانی کی گئی ہے۔ اس گلدستۂ نعت کو بھی فروغِ ادبی اکادمی نے ہم تک پہنچایا ہے۔

''رنگِ مدحت'' کے نام سے محمد اقبال نجمی نے اپنی محبت اور عقیدت کے ساتھ ساتھ فنی پختگی کا ایک اور رنگ دکھایا ہے۔ جیسے انہوں نے ''نعتیہ ہائیکو'' کے ذریعے جاپانی صنفِ سخن، انوار مدینے کے، میں پنجابی صنفِ سخن ماہیا اور ''پھل سوہنے حمداں نعتاں دے'' میں فارسی صنف رباعی کو بڑی ہنرمندی سے نعت میں بیان کا وسیلہ بنایا ہے اسی طرح رنگِ مدحت میں ہندی صنفِ سخن دوہے کو اردو زبان میں لا کر یہاں حضور رحمتِ عالم سے محبت و عشق کا اظہار کر کے باور کرایا ہے کہ حضور رحمت اللعالمین ہیں تو ہر زبان کی صنفِ سخن بھی آپ کی مدح سرائی کے لیے موزوں اور مترنم ہے۔ بات صرف اور صرف جذبوں کی صداقت اور ایمان کی پختگی کی ہے۔ رنگِ مدحت، اردو میں حمدیہ، نعتیہ دوہوں کی پہلی کتاب ٹھہرائی گئی ہے۔ چند دوہے دیکھیں:

نعت نبی سے فکر یہ میری پائے اوج کمال
نعت نبی سے ہو جاتے ہیں دِل سے دور ملال

آپؐ آئے تو طاقت پا گئے، جتنے تھے کمزور
آپؐ نے آ کر توڑا ہر اک زور آور کا زور

نجمی مجھ کو لگتے ہیں بس، وہ صاحب دستار
جن کے دل بھی عشق نبیؐ سے رہتے ہیں سرشار

میری سانسوں کو مہکائے، آپ کا پیارا نام
میرے آقا آپ کو پہنچے، لاکھوں لاکھ سلام

اسریٰ کی شب آپ کو، عرشِ علیٰ کے پھول
بخشے مولا پاک نے نور شفا کے پھول

چاروں جانب سے کریں دشمن اب یلغار
غم خواری اب کیجئے اے شاہ ابرار

”بہارمدحت“ ایک ایسا پھول جوانفرادیت کا حامل ہے 2009 میں شائع ہونے والی یہ نعتِ مسلسل ہے۔سیرت مبارکہ سے لے کرتاریخی واقعات ومعجزات کے تذکار نے نعت نگاری کی کُہنہ مشقی سے مل کر رنگ ونور کی وہ برسات کی ہے کہ قاری کے دِل و دماغ معطر،معنبر اور منور ہو جاتے ہیں۔مسلسل نعت نے نعت گوئی کو مزید عزت واحترام بخشا ہےاوراردو ادب میں نعت نگاری کے میدان میں آنے والوں کے لیے نیا چراغ روشن کیا ہے۔محمد اقبال نجمی کی فکر کا سرچشمہ کیونکہ افکارِ قرآنی ہیں جواز خود ایک نعت مسلسل ہے لہٰذا فکر وفن میں بے پناہ وسعت ہے وہ مسلسل نعت کو اپنے ممدوح کی عطا گردانتے ہوئے کہتے ہیں۔

سخن کی جان ہیں آقا
قلم کی آن ہیں آقا
قرینے عقل کے بخشے
دفینے علم کے بخشے
نبی کی یاد میں میری
ہوئی ہے چشمِ تر روشن

2013ء میں ایوانِ حمد ونعت کے زیرِ اہتمام محمد اقبال نجمی کی نعت کا ایک اور اچھوتا رنگ ”عبدِ کامل“ کے عنوان سے سامنے آیا جس میں نہایت منفرد انداز سے حسن عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے،ڈاکٹر بشیر عابد،”عبدکامل“ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

”محترم محمد اقبال نجمی نے”عبدکامل“ میں فریضہ نعت گوئی کچھ اس لگاؤ اور سبھاؤ سے ادا کیا ہے کہ تاجدارِمدینہ ﷺ کے سیرت واخلاق اور جمال وکمال کا ہر پہلو ہمارے سامنے آجاتا ہے انہوں نے آپؐ کے جملہ اوصاف کو نہایت سادہ اور دلکش اشعار کے نگینوں میں سجا کر نعت کی تسبیح میں

پرو دیا ہے۔محترم موصوف نے نہایت خوبی اور خوبصورتی سے رسولِ آخر الزماں کی ذات مبارکہ اور سیرت مطہرہ کو اپنے نعتیہ مطلعوں میں اجاگر کیا ہے۔''
عبد کامل میں شامل چند نعتیہ مطلعے دیکھیں۔

ذکر آقا آپؐ کا ذکر خدا
بس یہی ہے زندگی کی انتہا

نورِ حق، جانِ بہاراں آپ ہیں
ہاں انیس دل فگاراں آپ ہیں

رنگِ مدحت، خیراتِ مدحت کے بعد''انوارِ مدحت'' کے عنوان سے ایک اور پر نور، روح افزا مجموعۂ کلام 2014 میں منظر عام پر آیا۔جس میں 5 حمدیں 64 نعتیں اور ایک نوری سلام شامل ہے۔ ہر نعت محمد اقبال نجمی کی عقیدت و عاجزی کے ساتھ ساتھ ان کے وسیع مطالعہ، مدینہ پاک کے گلی کوچوں میں گھومنے پھرنے کے ذاتی مشاہدہ اور عشقِ احمدی ﷺ کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔نسبتِ محبوب سے امر ہو جانے والے مقامات کی تعریف و توصیف بھی بلواسطہ طور پر محبوب کی تعریف ہے اور نجمی صاحب اس معاملہ میں بڑی وسعت نظری اور کہنہ مشقی سے مدح سرائی کرتے ہیں گنبد خضرا کا مقام نعت میں بالکل الگ ہے سبھی نعت گو سبز گنبد کی چھاؤں کو پانا جنت حاصل کرنے کے برابر تصور کرتے ہیں اور اسے اپنے اپنے انداز و الفاظ میں بیان بھی کرتے ہیں۔محمد اقبال نجمی کا انداز دیکھیں۔

میں عرش کی رفعت سے بھی اونچا تجھے دیکھوں
روشن ہے تِری سب سے جبیں گنبدِ خضرا
دولتِ عشقِ نبی یہ بانٹتا ہے
جو ہیں آئے سب کو جانے سبز گنبد

''انوار مدحت'' کے بیک ٹائٹل پر شاعر موصوف کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی کی رائے اس طرح ہے۔''محمد اقبال نجمی ایک کہنہ مشق اور باشعور شاعر ہیں ان کی شاعری میں موضوعات کا اس قدر تنوع ہے کہ بعض اوقات ان کے مشاہدے کی وسعت پر مسرت کے علاوہ حیرت بھی ہونے لگتی ہے۔ بہت کم شعراء کے ہاں مضامین کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔''

2014ء میں ہی ان کا پنجابی نعتیہ کلام ''حضورؐ پُر نور'' کے عنوان سے سامنے آیا۔یہاں بھی ان کی نعت نے ایک امتیازی شکل اختیار کر لی ہے، تکرار لفظی اس قدر سلیقہ سے ہوئی ہے کہ قاری

نعت گو کی فکری و فنی صلاحیتوں کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہر شعر ایک الگ نعت ہے۔ ہر شعر کی ابتدا ''مرے حضورؐ'' سے ہوتی ہے۔اس میں اپنے لیے اپنے ساتھیوں کے لیے، ملک اور اُمت مسلمہ کے لیے دعائیں بھی ہیں اور حضور پر نورؐ کی عطاؤں پر شکر گزاری بھی، حضورؐ کی سیرت پاک اور حلیہ مبارک کا بیان بھی ہے۔آپؐ کے معجزات کا تذکرہ بھی، زبان نہایت سادہ اور لہجہ بالکل عوامی ہے۔

مرے حضور نوں خیرالوریٰ بنایا اے
مرے حضور نوں شمس الضحیٰ بنایا اے

مرے حضور نے رحمت دے ہڑھ وگائے نیں
مرے حضور نے چاہت دے پھل کھڑائے نیں

مرے حضور ای صادق امین ٹھہرے نیں
مرے حضور ای تے دلنشین ٹھہرے نیں

محمد اقبال نجمی کا تعارف بطور نعت نگار تو عام ہے مگر وہ خادم نعت نگاراں بھی ہیں وہ محبوب سبحانی کے مدح نگاروں کو افضل ترین انسانوں میں شمار کرتے ہیں اسی لیے وہ نئے نعت نگاروں کی پوری راہنمائی کے ساتھ ساتھ سینئر نعت گویان اور ان کی نعت کے مختلف حوالوں کا تذکرہ بڑے ہی خلوص اور نیازمندی سے کرتے ہیں۔اس ضمن میں 2010ء میں ان کی نعتیہ مضامین پر مشتمل ایک کتاب بعنوان ''نعت کے آبدار موتی'' شائع ہوئی حمد کے حوالے سے ایک مضمون کے بعد 18 مضامین نعت، نعت نگاروں اور ان کی تخلیقات کے حوالے سے ہیں۔علامہ محمد اقبال، حافظ لدھیانوی حفیظ تائب، راسخ عرفانی، ثاقب عرفانی، مسرور کیفی، سلیم اختر فارانی، عاصی کرنالی، صبا اکبر آبادی، محمد اکرم رضا، اختر ہوشیار پوری، ڈاکٹر بشیر عابد، صائم چشتی، سجاد مرزا اور دیگر نعت گو شاعروں کی نعت نگاری پر اس زاویہ سے بات کی گی ہے کہ ان کی نعت کے اوصاف کھل کر قارئین کے سامنے آ جاتے ہیں۔نعت نگاروں کی شخصیت اور فن و فکر کی جھلک نہایت محبت سے پیش کرنے کے ساتھ ان کے منصہ شہود پر آنے والے نعتیہ گلدستوں کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

مجلہ مفیض کے مدیر کی حیثیت سے انہوں نے 2005 میں ایک ضخیم ''نعت نمبر'' شائع کیا جو ایک حوالہ جاتی کتاب کا درجہ رکھتا ہے۔636 صفحات پر مشتمل اس جریدے میں موضوعاتی مقالہ جات، اصناف ادب کے تناظر میں مضامین سفیرانِ نعت کے حوالے سے تذکار کے ساتھ ساتھ نعتیہ کتب پر تبصرے اور درجنوں

خوبصورت نعتوں کا ایک انتخاب بھی شامل کیا گیا۔ محققین کے لیے 37 صفحات پر مشتمل ایک گوشہ "فہرستِ نعتیہ مضامین" کے عنوان سے ہے جس میں سینکڑوں مضامین نام کتاب + مضمون نگار + حوالہ کتب + سن اشاعت درج ہیں، 2008 میں ایک مرتبہ پھر نعت کے خدمت گار نے کم وبیش اتنی ہی ضخامت کا ایک "نعت تبصرہ نمبر" مفیض مرتب کیا جس میں نعت اور نعت گویان کے حوالے سے مختلف مضمون نگاروں کے مضامین اور خوبصورت نعتوں کے گلدستے کے علاوہ 1930 سے 2007 تک شائع ہونے والی سینکڑوں منتخب کتب پر تبصرے شامل کئے گئے۔ جن میں بیشتر تبصرے محمد اقبال نجمی کی قلم کی روانی نے کئے اور بعض ان کے شاگردان محمد انور رانا اور احسان اللہ طاہر نے کیئے چند تبصرے پروفیسر محمد اکرم رضا صاحب سے خصوصی طور پر کروا کر اس نمبر کو خاص بنایا گیا۔ جیسا کہ محمد اقبال نجمی کی شخصیت کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ کام ادھورا چھوڑنا ان کی سرشت میں شامل نہیں ہے۔ خاص طور پر نعت کے حوالے سے تو رب محمد نے اُنھیں خصوصی ہمت عطا کی ہے۔ نعت تبصرہ نمبر کی اشاعت کے بعد درجنوں کتب کا معلوم ہوا جو سہواً شامل ہونے سے رہ گئی تھیں یا بعض کو شمارے کی مزید ضخامت کے پیش نظر شامل نہ کیا گیا تھا یا ان تک دسترس ہی نہ ہو سکی تھی۔ اس سلسلہ میں بحیثیت مدیر اعلیٰ محمد اقبال نجمی نے 4 برس تک محنت کی اور مفیض کا نعت تبصرہ نمبر 2 کی اشاعت کا اہتمام کیا جو 2012 میں چھپ کر نعت کے شیداؤں تک پہنچا۔ نہایت بھرپور تبصروں اور مضامین کے ساتھ ساتھ اس میں بھی خوبصورت نعتوں کا تحفہ شامل کیا گیا اب کے بار 1936 سے 2010 تک کی نعتیہ کتب پر تبصرے کئے گئے ضخامت کے اور افادیت کے اعتبار سے یہ نمبر پہلے دونوں نمبروں سے بڑھ کر ہے 578 صفحات اور ٹائٹل پر گنبد خضرا کا نورانی عکس محمد اقبال نجمی کی نعت خدمات کی دربار رسالت میں مقبولیت کی گواہی دے رہے ہیں۔ وہ جو دیا روشن کرتے ہیں وہ خورشید بن جاتا ہے۔ فقیرانہ طبیعت اور درویشانہ خصائل کے حامل محمد اقبال نجمی کو نعت گوئی اور خدمات نعت کا صلہ محمد عربی کا رب عطا کر رہا ہے کثیر توفیق ثنا، رواں قلم، منور فکر، وسیع قلب مسرور روح اور نعت کی ترویج کے لیے موثر وسائل عطا کر رہا ہے۔

محمد اقبال نجمی کی نعت کے بغیر اردو اور پنجابی نعت کا تذکرہ نامکمل رہے گا۔ دونوں زبانوں کے ادب میں جس قدر نعتیہ حصہ محمد اقبال نجمی نے ڈالا ہے شاید ہی کسی اور شاعر کے حصے میں آیا ہو۔ ثنا خوانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ان کا مقام اعلیٰ اس لیے ہے کہ ان کا محبوب سے تعلق مضبوط ہے، وہ تعلق کی اس مضبوطی پر نازاں بھی ہیں اور مسرور بھی کہتے ہیں۔

سب اسی ذات حسیں کا ہے تعلق نجمی
میری سانسوں سے جو خوشبوئے بہار آتی ہے

اللہ کرے ان کی سانسوں سے یہ خوشبو بہار آتی رہے اور چمنستان نعت اُن کی نعت سے یوں ہی مہکتا رہے۔

تبصرۂ کتب

الغیاث ۔ محبت اور مناجات کا اظہاریہ
ایک مطالعہ

تحریر: محمد یونس تحسین

صد شکر ربِ ذوالجلال کا جس نے ہمیں انسان پیدا کیا اور کائنات کی سب سے عظیم ہستی محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں شامل کیا۔مسلمان بھلے جتنا بھی گنہگار کیوں نہ ہو آقا کی محبت کا دم بھرتا ہے اور یہی وہ جذبہ ہے جو ہمیں حکمِ خداوندی سے باغی نہیں ہونے دیتا۔ورنہ کائنات میں کروڑہا کروڑ ایسے محرّک موجود ہیں جو ہمیں جہل کی گھاٹیوں میں دھکیل دیں اور پھر آگ ہی ہمارا آخری ٹھکانہ ہو۔ رسول اللہ سے محبت ہی اصل ایمان ہے اور مختلف سطحوں پر اس محبت کا اظہار عین ضروری ہے۔اگرچہ بعثت سے پہلے بھی حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف میں کسی نے بخل سے کام نہیں لیا مگر صلو علیہ وسلمو تسلیما کے حکم نے اس اظہار کو مزید تقویت بخشی اور پھر فضائیں آپ کے ذکر سے ہمہ وقت معطر رہنے لگیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا رب کریم رؤف الرحیم نے خود" ورفعنا لک ذکرک" کہہ کر اس اظہار پر مہرِ قبولیت جو ثبت کر دی ہے۔

محبت کے اظہار کے لئے شعرگوئی سب سے بڑا وسیلہ رہی ہے اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاص طور پر حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن زہیر نے اس فن میں اپنے خوب جوہر دکھائے اس کے بعد فارسی زبان کو ایسے شاندار لوگ میسر آئے جنھوں نے عشق رسول کے سمندر میں خوب غوطے لگائے اور ایسے ایسے نام ادب کے افق پر چمکے جن کی کہیں مثال نہیں۔عطار، رومی، جامی، فیضی، سعدی، عرفی، قدسی، بوصیری، صرصری، اقبال جیسی اعلیٰ شخصیات نے نعت کہہ کر اپنے نامۂ اعمال کو روشن کیا۔پھر محبت کے یہ بادل برصغیر پاک وہند پر منڈلائے اور اردو زبان کو سیراب کرنے لگے اور پھر گلستانِ اردو ادب میں عشق رسول نے وہ پھول کھلائے جن کی خوشبو سے لوگ تاقیامت اپنی روحوں کو معطر کرتے رہیں گے۔ولی دکنی سے لے کر آج تک کوئی شاعر ایسا نظر نہیں آتا جس نے نعت سرائی نہ کی ہو۔امیر اہلسنت جناب احمد رضا خان بریلوی وہ صاحبِ سخن ہوئے جنہوں نے عشقِ رسول کے اظہار کو وہ عروج بخشا کہ شاید ہی اردو کو ایسا

شاعر دوبارا میسر آئے۔حفیظ تائب صاحب نے نعت کے اسلوب کو ایک نئے نئی جہت عطا کی جو بعد کے ثناخوانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

حب رسول پاک کی اس روایت کی ایک کڑی "الغیاث" ہے جو بارگاہِ خداوندی کی طرف سے صاجزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی صاحب کو عطا ہوئی ہے۔شعر بھی رزق ہیں اور رزق اللہ نے اپنے ذمے لیا ہے۔جس کو چاہے جتنا عطا کرے۔"الغیاث" مجھے جناب سید اعجاز عاجز صاحب نے بطورِ ہدیہ پیش کی جو خود بھی صاحبِ علم وفن ہیں اور لفظ کی حرمت سے بخوبی واقف ہیں۔عروس فاروقی صاحب مونیاں شریف ضلع گجرات کے ایک مذہبی اور علمی گھرانے سے سے تعلق رکھتے ہیں اور صاحب فہم وفراست ہیں۔وہ اس لحاظ سے خوش بخت ہیں کہ انہیں اس مادی دور میں نسبت کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کی دولت میسر آئی ہے۔بیان یہ نہیں کہ وہ کون ہیں بلکہ بیان یہ ہے کہ وہ کہتے کیا ہیں۔انسان اپنے سخن سے پہچانا جاتا ہے۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وانما الشعرُ لُب المرءِ یعرِضُہ

علی المجالس ان کیسا وان حمقا

شعر آدمی کا نتیجہ فکر ہے جسے وہ مجلس میں بیان کرتا ہے سمجھ دار ہو تو اس کی دانش مندی اور بے وقوف ہو تو نادانی کا پتا چلتا ہے۔

عروس فاروقی صاحب نے اصحاب واسلاف کی سنت کو اپناتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے اظہار والہانہ انداز میں" الغیاث" کی شکل میں کیا ہے۔جسے اکادمی فروغِ نعت اٹک پاکستان نے نشر کر کے بہت سے عشاق کے دلوں کی تسلی کا سامان کیا ہے۔

الغیاث۔کتاب کیا حمد،ثنا،محبت،عقیدت،نسبت،تیقن اور مناجات کا بھرپور اظہاریہ ہے۔ زبان کے اعتبار سے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ فارسی اور دوسرا حصہ اردو تخلیقات پر مشتمل ہے۔اور تخلیقات کے لحاظ سے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے،حمد،نعت اور منقبت۔ کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری میں استغاثہ کا پہلو زیادہ ہے مگر استغاثہ کے ساتھ ساتھ محبت اور ایقان کی جھلک بہت شاندار ہے۔اشعار دیکھیں:

غلام از خوف یکسر دور باشد

کہ آقا رحمۃ للعالمیں است

عروسا ! می رسد نعتم بہ طیبہ
یقیں است و یقیں است و یقیں است

میرا ایقان ہے، خیال نہیں
مصطفیٰ کی کوئی مثال نہیں

غم کے طوفاں ہمارا بگاڑیں گے کیا
ناؤ مضبوط ہے، ناخدا خوب ہے
وہ خدا کے لاڈلے ہیں نبی انہیں اختیار ملے سبھی
وہ حرام کہہ دیں حرام ہے، وہ حلال کہہ دیں حلال ہے

یہ بات تو طے ہے کہ جناب عروس فاروقی صاحب کو عروض اور زبان پر پوری گرفت حاصل ہے اور یہ سب علمی وراثت، اسلاف سے نسبت اور عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے ۔ان کے اشعار ہی ان کی اس صفت پر دلالت کرتے ہیں جس کی مثال دینے کی ضرورت بھی نہیں الغیاث اس کا واضح نمونہ ہے ۔اشعار زیادہ تر چھوٹی بحروں میں ہیں مگر عام رواج سے ہٹ کر ارکان کا استعمال انہیں منفرد کرتا ہے ۔ایک مثال فعلاتن فعلاتن پر ایک پر کیف حمد" والیٰ ربک فارغب" ہے جس نفاست سے انہوں نے اسے نبھایا ہے وہ داد طلب ہے ۔شعر میں جب تک نغمگی نہ ہو شعر بے کیف سا لگتا ہے مگر عروس صاحب نے کہیں بھی نغمگی کو اپنے کلام سے جدا ہونے نہیں دیا ۔اشعار دیکھیں:

غم زمانے نے بار بار دیا
آپ نے پیار پیار پیار دیا
آپ کے ذکر نے سکوں بخشا
آپ کی یاد نے قرار دیا
آدمی کھو چکا تھا ساکھ اپنی
آپ نے آ کے اعتبار دیا

ایک نعت جس میں ان کا فنِ شاعری پوری آب و تاب سے چمک کر سامنے آتا ہے ۔قافیہ اور الفاظ کی بنت بہت خوبصورت ہے اور تلفظ کو جس خوش اسلوبی سے نبھایا ہے اس پر وہ داد و تحسین

کے مستحق ہیں۔ پھر اس میں ایسے مضامین لائے ہیں جو ان کہ علم اور فہم و فراست کے عکاس ہیں۔ اس نعت کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔

کیوں نہ سارے فصحا و بلغا کی بس ہو
جبکہ امی لقبی شاہ دقیقہ رس ہو
نہ تنافر، نہ غرابت، نہ ہی ضعفِ تالیف
ایسا معجز ہے بیاں، کس لئے پیش و پس ہو
ان کے فرمان کی تردید کی جرات کس کو
وقت کا بوعلی سینا ہو کہ اقلیدس ہو
باغِ ہستی میں بہ ہر سمت ہے جلوہ ان کا
لالہ ہو، گل ہو کہ چنبیلی ہو یا نرگس ہو
دن نکلتا ہو تو "والصبح" مرے لب پہ رہے
رات ڈھلتی ہو تو "والیل اذا عسعس" ہو

فارسی ہو یا اردو انہوں نے ہر دو زبان میں قرآنی آیات سے اقتباسات کو اس نفاست اور سلیقے سے اپنے اشعار میں پرویا ہے گویا زیور میں موتی جڑے ہیں۔گو یہ سلیقہ ہمارے پرکھوں سے روایت ہے مگر اسے خوش اسلوبی سے شعر کرنا کوئی کوئی جانتا ہے۔الغیاث میں جہاں حضور ﷺ کی مدحت اور ان کی یاد کا پہلو نمایاں ہے وہاں ان کے کلام میں مناجات کا پہلو بھی زور و شور سے جلوہ فرما ہے۔رحمتِ دو جہاں کی یاد اور محبت میں آنسو بہانا امتِ محمدی کا خاصہ ہے آپ کے روضہ پر حاضری اور مدینہ طیبہ کی خاکِ شفا کے لئے کون مسلمان ہے جو دعا گو نہیں۔عشاق کی دعائیں شروع ہی ان کے روضے کے دیدار سے ہوتی ہیں انہیں دنیا و مافیہا کے خزانوں سے کیا غرض انہیں تو حضور کی ایک جھلک درکار ہے۔اپنی اسی طلب کے پیشِ نظر عاشق مناجات بجالاتا ہے:

صیانے ! یا نبی اللہ ! صیانے!
کہ شیطانِ لعیں اندر کمیں است

وقت رحلت بود نامِ او بر زباں
ایں مناجات صبح و مسا می کنم

قرب اپنا خدا را اسے مجھے بخش دو
دوریوں کو گھٹا دو شہِ دوسرا ﷺ

یا نبی نور کا بقعہ دیکھوں
ہو اجازت کہ مدینہ دیکھوں
تیرے نعلین کو چوما جس نے
وہ گلی دیکھوں وہ کوچہ دیکھوں

آقا ﷺ کی محبت تو اولین ہے ہی ان کے لئے مگر اصحاب رسول ﷺ اور اولیا اکرام سے محبت کی سرشاری ان کے کلام میں ایک سرمدی احساس کو اجاگر کرتی ہے اور یہی وہ نسبت ہے جو ان کے لئے وسیلہ سخن بھی ہے اور یقیناً وسیلہ بخشش بھی۔

راہِ سعدی و جامی طریق من است
روحِ حسان را پیشوا می کنم

حمد اور نعت کے ساتھ منقبتِ اصحاب اکرام اور اولیا عظام سے بھی انہوں نے اپنے دامن کو خوب بھرا ہے اور یہی طریقہ ایک سچے مسلمان کا شیوہ ہے۔خلفاءِ راشدین، شیخ عبدالقادر جیلانی،علم دین فاروقی، امام احمد رضا خان، حسن رضا خان، خواجہ فرید الدین سیالوی، پیر سید مراتب علی شاہ، الیاس عطار قادری اور اپنے والدِ محترم صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی صاحب ان کے منقبت کا خاص جزو ہیں۔" الغیاث" میں کئی ایسے اشعار ہیں جن پر تفصیلی گفتگو کی جا سکتی ہے مگر طوالت بے زاری کو جنم دیتی ہے۔میں اسی لئے اوراق کو ان خوبیوں کے بیان سے تشنہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ احباب اس کتاب کو خود پڑھ کر استفادہ کریں۔کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ" الغیاث" نظر انداز ہونے والی کتاب نہیں دعا ہے کہ اللہ کریم ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔اللھم آمین۔انہیں کا ایک شعر ہے:

در لحد جسمِ من سلامت بود
بہرِ نعتِ نبی ﷺ فنا نہ شدم

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

اکتوبر تا دسمبر دوہزار پندرہ

اخبارِ نعت

نعتیہ ادبی تقریبات کی رودادیں

فروغ نعت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ماہانہ مشاعرہ

اکادمی فروغِ نعت پاکستان کی گوجرانوالہ شاخ کا تاسیسی اجلاس 8 اگست 2015ء کو ڈسٹرکٹ ہال کونسل گوجرانوالہ میں ہوا۔اس کا اہتمام سید محمد اعجاز شاہ عاجز نے کیا تھا۔گجرات، چکوال، حافظ آباد، کامونکی، لاہور اور اٹک سے شعراء کرام تشریف لائے تھے۔راقم نے اپنے مضمون میں گوجرانوالہ کو" شہرِ درود وسلام" کہا تھا۔اس شہر میں فروغِ نعت اکادمی کی بنیاد رکھنے پر حاضرین محفل نے بہت سراہا اور اس کے بانی وسرپرست سید شاکر القادری جو کہ اس تقریب کے صدر بھی تھے انہوں نے عاجز صاحب اور راقم کو ذمہ داریاں بھی دیں۔اسی سلسلے میں اکادمی کی طرف سے باقاعدہ نعتیہ مشاعرے کا انعقاد بھی کیا گیا۔

اکادمی کی طرف سے پہلے نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد بھٹہ سنٹر میں کیا گیا۔اس مشاعرے کی صدارت" ایوان حمد و نعت" گوجرانوالہ کے بانی اور چیئرمین مجلہ" مفیض" کے چیف ایڈیٹر محمد اقبال نجمی نے کی جبکہ مہمانِ خصوصی " بزمِ نعت" حافظ آباد کے روحِ رواں عبدالغنی تائب تھے۔نقابت کے فرائض راقم نے ادا کیے۔صاحبزادہ سید محمد اعجاز شاہ عاجز نے تلاوت قرآن پاک سے آغاز کیا۔جن شعراء نے اپنا کلام پیش کیا ان کے نام یوں ہیں۔حافظ آباد سے عبدالغنی تائب، ذکاءاللہ اثر، قاسم کیلانی، کامونکی سے عمران تنہا، ڈاکٹر محمد امجد اور شاہد قادری، گجرات سے صاحبزادہ نجم الامین عروس فاروقی، گوجرانوالہ سے محمد اقبال نجمی، احسان اللہ طاہر، صاحبزادہ سید محمد اعجاز شاہ عاجز، امجد شریف، محمد انور رانا، بابو رمضان شاہد اور وحید احمد انصاری شامل ہیں۔گوجرانوالہ سے نامور محقق ڈاکٹر حفیظ احمد باجوہ بھی شامل تھے مگر انہوں نے شاعر ہونے کے باوجود مشاعرہ نہ پڑھنے کی روایت کو برقرار رکھا اور سامع کی حیثیت سے شامل ہوئے۔شعراء کے نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیے۔سید محمد اعجاز شاہ عاجز گوجرانوالہ:

ہیں امرِ کن کی غایت اولیٰ حضور آپ — سرمایۂ شعورِ تمنا حضور آپ
ہے عاصیوں میں کون سرِ بام؟ میں حضور — ہیں عظمتوں کا کون حوالہ؟ حضور آپ

محمد انور رانا گوجرانوالہ:

میں فقط خاک مگر آپ سے نسبت میری — ایک رشتہ میری اوقات بدل دیتا ہے

امجد شریف گوجرانوالہ:

امت دے غمخوار توں صدقے — رب دے سوہنے یار توں صدقے
دشمن قسماں کھاندے پیئے نیں — سوہنے دے کردار توں صدقے

بابو رمضان شاہد گوجرانوالہ:

اے شوق لے کے چل مجھے شہرِ رسول میں
پھر کون ہے کہ جو مجھے ان سے جدائی دے

ڈاکٹر احسان اللہ طاہر گوجرانوالہ:

یا اللہ میں حمداں آکھاں تیریاں نت زبانوں
یا اللہ میں حمداں آکھاں جاواں جدوں جہانوں

ڈاکٹر محمد امجد تبسم کامونکی:

ہر وقت میرے لب پہ بس ایک ہی دعا
طیبہ نگر ملے مجھے طیبہ نگر ملے

محمد عمران تنہا کامونکی:

صلہ ملے گا ثناء کا اس احترام کے ساتھ
پکارا جائے گا محشر میں احترام کے ساتھ
بفیضِ نعت یقیناً مجھے لبِ کوثر
حضورﷺ بھی کاندھے پہ دیں گے جام کے ساتھ

شاہد قادری کامونکی:

کیتے سجدے جد ریاض الجنّہ وچ
حاضری دا فیض سارا مل گیا

قاسم کیلانی حافظ آباد:

کوئی یکتا نہیں ہے خدا کی طرح
اور بے مثل خیر الوریٰ کی طرح
میرے حرفِ عقیدت کی دستار پر
کوئی سہرا نہیں نقشِ پا کی طرح

وحید انصاری:

ہاتھوں میں ہے جب تک بھی قلم سرورِ عالم
کرتا ہی رہوں نعت رقم سرورِ عالم
ہو جائے اگر ایسا کرم سرورِ عالم
رہ جائے گا محشر میں بھرم سرورِ عالم

صاحبزادہ عروس فاروقی گجرات:

فضل ان کا جو ذرا ہو جائے
مجھ نکمے کا بھلا ہو جائے
گوش نے نام سنا ہے ان کا
اے دہن صلِ علیٰ ہو جائے

ذکاء اللہ اثر حافظ آباد:

جہاں جہاں بھی خدا کا نظام ہے روشن
حضور ہی کے کرم سے تمام ہے روشن
سرورِ دل کو تو چہروں کو نور ملتا ہے
درِ حضور پہ ہر خاص و عام ہے روشن

عبد الغنی تائب حافظ آباد:

جو شخص سیدِ کونین کی نگاہ میں ہے
ہزار خوف ہو وہ آپ کی نگاہ میں ہے
ملا کسی کو کہیں بھی نہیں خدا کی قسم
سکوں جو شاہِ مدینہ کی بارگاہ میں ہے

محمد اقبال نجمی گوجرانوالہ

ان کے در پہ رہی حاضری چار دن
میں نے جانا ملی زندگی چار دن
گنبدِ خضریٰ تری کیا شان ہے
پاس تیرے دو جہاں کی جان ہے

پریس کلب گوجرانوالہ کا مشاعرہ

6 دسمبر 2015ء بروز اتوار گوجرانوالہ پریس کلب میں ایک مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ گو یہ نعتیہ مشاعرہ نہیں تھا مگر جیسا کہ راقم نے اکادمی فروغِ نعت پاکستان، گوجرانوالہ کی افتتاحی تقریب میں کہا تھا کہ " گوجرانوالہ میں اگر غزل کا مشاعرہ بھی ہو تو اس میں نعتیہ مشاعرے کی جھلک نظر آتی ہے" ۔ کچھ ایسی ہی بات اس مشاعرے میں بھی دکھائی دی ۔ آغاز باقاعدہ ربّ العزّت کے بابرکت کلام پاک سے کیا گیا۔ جس کی سعادت مطلوب حسین مطلوب نے حاصل کی ۔ صدارت گوجرانوالہ کے سینئر شاعر انصر علی انصر نے کی جب کہ نقابت کے فرائض راقم نے ادا کئے ۔ نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحسین خان نے پیش کی ۔ شعراء کے نام یوں ہیں:

انصر علی انصر، مقصود یاور، کفایت اللہ عاجز، طاہر خیال، مطلوب حسین مطلوب، صاحبزادہ سید اعجاز شاہ عاجز، وحید انصاری، امین جان، امجد شریف، علی ہاشمی، اور جاوید اختر ساغر ۔

اس مشاعرے کا اہتمام ذوالفقار علی ہاشمی کی کوششوں سے ہوا۔ مشاعرے میں چیئرمین پریس کلب اعظم بٹ بھی تشریف لائے ۔ ایوب رضوی اور ذکی مرزا بھی مشاعرے کے آخر تک موجود رہے ۔ ذوالفقار علی ہاشمی نے ہر مہینے باقاعدہ مشاعرہ کروانے کا بھی کہا۔ شعراء کے نمونۂ کلام ملاحظہ کیجئے ۔

احسان اللہ طاہر:

یا اللہ میں حمداں آکھاں تیریاں نت زبانوں یا اللہ میں حمداں آکھاں جاواں جدوں جہانوں
یا اللہ میں ایس توں اگے ہور نہ سوچ وچاراں یا اللہ اک راہ نبی تے ساری جند گذاراں
یا اللہ وچ رکھ پناہ دے توں ابلیسی کاروں یا اللہ توں دے وڈیائیاں بس اپنی سرکاروں

صاحبزادہ سید اعجاز شاہ عاجز:

نبی کی زلفِ معنبر پہ مشکبار درود جمالِ روئے منور پہ نور بار درود
جبینِ عشق پہ روشن ہے مثلِ ماہِ منیر وجودِ عاشقِ صادق پہ ہے نگار درود
درود پڑھ کے مری ماں نے مجھ کو پالا ہے تمام عمر رہے گا مرا حصار درود

وحید انصاری:

جب تک رہے ہاتھوں میں قلم سرورِ عالم کرتا ہی رہوں نعت رقم سرورِ عالم
یاد آئیں جو طائف کے ستم سرورِ عالم بہتا ہے مری آنکھ سے یم سرورِ عالم

انصاری سے کج فہم کو بھی نعت عطا کی　　جتنا بھی کروں شکر ہے کم سرورِ عالم

امجد شریف:

امت دے غمخوارتوں صدقے　　رب دے سوہنے یارتوں صدقے
دشمن قسماں کھاندے پیئے نیں　　سوہنے دے کردارتوں صدقے
نعت شریف جو شائع کردے　　اوس سوہنے اخبارتوں صدقے

مطلوب حسین مطلوب:

محبوبِ کبریا مرے مولا تمہی تو ہو　　مطلوبِ دوسرا مرے آقا تمہی تو ہو
وَاللّیل کہہ کے جسکی اٹھائے خدا قسم　　وہ بے مثال گیسوؤں والا تمہی تو ہو
مطلوب کو ملی وَرَفَعنَا سے یہ خبر　　دونوں جہاں سے ارفع و اعلیٰ تمہی تو ہو

امین جان:

یہ فقط سرکار کی آمد سے راحت پائے گا　　میرے دل کو ان کی تشریف آوری کا شوق ہے

کفایت اللہ عاجز:

مُڑکے میں وی گھر نئیں جاندا　　کاسہ جد تک بھر نئیں جاندا
دُنیا اتوں جاون والا　　لے کے مال و زر نئیں جاندا
مکدے نئیں سیاپے جگ دے　　جد تک بندہ مر نئیں جاندا

طاہر خیال:

میں نوکِ سناں سے عروجِ فلک تک　　جہاں بھی رہا ہوں تمہارا رہا ہوں

جاوید اختر ساغر:

غیر دیوے یا اپنا کوئی　　دکھ تے آخر دکھ ہوندا اے

انصر علی انصر:

یہ تیرا معجزہ ہے کہ صدیوں کے بعد بھی　　آنسو برس رہے ہیں محمد کی آل پر
مرکب نہیں تو راکب تقدیر ہے حسین　　چلتے ہیں اب نجومِ فلک تیری چال پر

سید ہجویر نعت کونسل کے تحت ماہانہ حمدیہ و نعتیہ مشاعرے

163 واں ماہانہ مشاعرہ 2، اگست 2015 کو چوپال، ناصر باغ لاہور میں ہوا۔ صدارت قاری غلام زبیر نازش، گوجرانوالا نے کی۔ کنزالایمان سو سائٹی کے بانی و صدر اور ماہنامہ "کنزالایمان" کے مدیرِ اعلیٰ علامہ محمد نعیم طاہر رضوی مہمان خصوصی اور ڈاکٹر کاظم علی کاظم (ایم بی بی ایس) مہمان اعزاز تھے۔ منصور اسلام ہجویری کے علاوہ کنزالایمان سوسائٹی کے رکن محمد جنید نے نعت خوانی کی۔ حمدیہ دور میں مشاعرے کے صاحب صدارت قاری غلام زبیر نازش نے حمد پڑھی:

روشنی کے لیے کونین کو بخشے رب نے — چاند سورج کے دیے اور ستاروں چراغ
خود شناسی کی عطا ہو گئی جس کو نعمت — اس نے ہی معرفت ذات کا پایا ہے سراغ

اس بار احتشام الٰہی کلیم عثمانی (وفات 28۔ اگست 2000) مصرع "سب جہانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ" طرح کے لیے دیا گیا تھا۔ ان کی نعت کے تین شعر یہ ہیں:

ہو جو توفیق تو بس نعت پیمبر لکھوں — حرف کوئی اور نہ اس صنف سے باہر لکھوں
سب جہانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ — سب جہانوں کا انہیں ہادی و رہبر لکھوں
خاک اس در کی مری آنکھوں کا سرمہ ہے کلیم — کیوں نہ میں خود کو غنی اور تو نگر لکھوں

کونسل کے چیئرمین راجا رشید محمود نے 9۔ اشعار پر مشتمل "حمد و نعت" پڑھی:

نام آقا نے کیا حمد کا ہر جا ابلاغ — سب جہاں وں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
رب کے محبوب مکرم کی جو کی تھی تضحیک — سونڈ پر ابن مغیرہ کی لگا بدر میں داغ
ملتزم پر مری آنکھیں تو ٹکی رہتی ہیں — پہنچتا رہتا ہے در و بام مدینہ میں دماغ

نعتیہ دور: (غیر مردف نعتیں):

غلام زبیر نازش: صاحب صدارت:

اس مسافر کو ملا منزل جنت کا سراغ — ساتھ جو لے کے چلا آپ کی سیرت کا چراغ
مجھ پہ ہے خالق اکبر کی خصوصی رحمت — وقف توصیف پیمبر ہیں مرے قلب و دماغ

رفیع الدین ذکی قریشی:

ہو گیا حسن و بصیرت میں اضافہ کیا کیا — جب لگا آپ کی آنکھوں میں تھا کحل "مازاغ"

دیکھنی تم کو ہو جنت تو وہاں جا کے دیکھ　　میرے آقا کے مدینے ہی میں جنت کا ہے باغ

عمران سلیم:

آندھیاں پا نہیں سکتیں کبھی اس گھر کا سراغ　　جس میں جلتا ہے محمد کی محبت کا چراغ

سبز گنبد کو تصور میں بسایا جب سے　　زرد موسم میں ہرا رہتا ہے امید کا باغ

ہمایوں پرویز شاہد:

سب جہانوں میں محمد کی ثنا ہوتی ہے　　سب جہانوں میں اس نام کا جلتا ہے چراغ

ورد سانسوں کا دوردوں کو بنالے شاہد　　تجھ کو اعمال کے کھاتے سے اگر دھونے ہیں داغ

پروفیسر سید مطلوب علی زیدی (بہاولپور):

اس دفعہ وہ بہاولپور سے مشاعرے میں شرکت کے لیے لاہور نہ آسکے تو فون پر اپنی نعت پڑھی لیکن راقم اس نعت کے اشعار نوٹ نہ کر سکا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو پیغام تو بھجوایا گیا کہ وہ نعت کی نقل ڈاک کے ذریعے بھیج دیں مگر شاید محکمہ ڈاک کی کسی غلطی سے نعت نہیں مل سکی۔

نعتیہ دور ("جلتا، اچھلتا" قوافی اور" ہے چراغ" ردیف):

علامہ محمد بشیر رزمی:

فیضِ طیبہ ہے کہ پانی میں بھی جلتا ہے چراغ　　میری آنکھوں میں بصد مہر مچلتا ہے چراغ

روشنی اس کی کبھی ختم نہیں ہوسکتی　　آپ کے دامنِ اعجاز میں پلتا ہے چراغ

ورفعنا لک ذکرک کی ضیا سے رزمی　　ہر بلندی پہ مہ و مہر کا جلتا ہے چراغ

سہیل یار:

روز آجاتا ہے خورشید کی کرنوں پہ نکھار　　دیکھ کر آپ کے چہرے کو نکلتا ہے چراغ

سچے من سے جو جلاتا ہے دیا ان کے لیے　　تیز طوفاں میں فقط اس کا سنبھلتا ہے چراغ

راجا رشید محمود:

شکلِ انوارِ مہیمن میں جو ڈھلتا ہے چراغ　　نورِ سرکار کی صورت میں نکلتا ہے چراغ

روغنِ زیست مدینے سے جو پالیتا ہے　　تب کہیں جا کے کسی وقت بہلتا ہے چراغ

چار بار آیا ولاسے جو کلامِ رب میں　　سب جہانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسمِ گرامی "محمد" سورہ آلِ عمران، الاحزاب، محمد اور الفتح میں آیا ہے)

نعتیہ دور (رومی کے ساتھ قوافی، "ہے چراغ" ردیف کے ساتھ):

پروفیسر ریاض احمد قادری (فیصل آباد):

چاند سورج میں ستاروں میں ضیا جس کی ہے — آپ کا میرے لیے نقش کفِ پا ہے چراغ
کہکشاں آپ کے تلووں کے تصدق روشن — نقشِ پا آپ کا دھرتی پہ دمکتا ہے چراغ
منبع نور جو دنیا میں ہے سرکار سے ہے — اے ریاض اس لیے آقا کا سراپا ہے چراغ

محمد ابراہیم عاجز قادری:

قلب مومن میں خدا نے جو جلایا ہے چراغ — درحقیقت وہ ولائے شہ دیں کا ہے چراغ
عارضی سارے چراغوں کی ضیا ہے عاجز — پر مدینے کا سدا جلتا ہی رہتا ہے چراغ

منیر احمد خاور (فیصل آباد):

ہم کو پیارے ہیں دل و جان سے آقا اپنے — دل میں بس ان کی محبت کا جلایا ہے چراغ
مٹ گئیں ظلمتیں کونین کی ساری جس سے — جو ضیا دہر کو دے آپ کا چہرہ ہے چراغ

زاہد سرفراز زاہد (فیصل آباد)

آپ ہی حجرۂ جاں میں ہیں سکینت فرما — آپ کی یاد کا دل میں سلگتا ہے چراغ
جشن میلاد نبی پر جو جالیتا ہوں — گھر کے سب کونوں میں وہ روشنی کرتا ہے چراغ
روشنی عشق محمد کی یہ پھیلاتا ہے — دل کی دیوار پہ زاہد نے جو رکھا ہے چراغ

سید شاہد حسین شاہد (فیصل آباد):

اپنے محبوب کو قوسین کی صورت بخشے — طور پر صرف تجلی میں ہی ملتا ہے چراغ
کب کلیساؤں میں جلتا ہوا اس کو ملا — جس پہ سلمان مٹا وہ شہ طیبہ ہے چراغ

راجا رشید محمود:

ایک اک ذرہ درگاہ مدینہ ہے چراغ — دل کی آنکھوں سے تکو کیسا انوکھا ہے چراغ
جس کی تابانی کا پھیلاؤ جہانوں تک ہے — حسن اخلاق پیمبر کا وہ ایسا ہے چراغ
دشمن نورِ نبوت کی ہزیمت کا نشاں — ماننے والوں کو نصرت کا اشارہ ہے چراغ

نعتیہ دور (" نام، پیغام" قوافی" جلتا ہے چراغ" ردیف):

محبوب الٰہی عطا (ہری پور ہزارہ):

نام نامی ہے محمد کا وہ اسم اعظم — عرش اعظم پہ بھی جس نام کا جلتا ہے چراغ
بارہا عشق میں آغاز سفر سے پہلے — ان کے اعجاز سے انجام کا جلتا ہے چراغ

صورت عشق نبی دل کے عطا کعبے میں ذات اللہ کے انعام کا جلتا ہے چراغ

ریاض احمد قادری:

جو بھی میلاد کی اک بزم سجائیں ان کی زیست میں راحت و آرام کا جلتا ہے چراغ
نعت سرکار دو عالم سے ضیائیں پائیں نعت سے میرے در و بام کا جلتا ہے چراغ

راجا رشید محمود (ناظم مشاعرہ):

ساتھ ساتھ آقا کے ہے نور" وما ینطق" کا ان کی ہر بات پہ الہام کا جلتا ہے چراغ
انبیاء جتنے بھی تھے، ان کے ہیں خاتم سرور نعمت رب کے اس اتمام کا جلتا ہے چراغ
ہر کہا آقا کا مانو تو ہدایت پاؤ شکل تعمیل میں احکام کا جلتا ہے چراغ
فکر میں میری ہے طیبہ میں پہنچنے کا خیال حرف" جاءوک" کے پیغام کا جلتا ہے چراغ
سامنے مہر تیقن ہے نبی کے دیں کا دیکھتے ہیں کس طرح اوہام کا جلتا ہے چراغ

نعتیہ دور" سب جہانوں، داستانوں" قوافی" میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ" ردیف):

سید شاہد حسین شاہد:

جن کی لے سن کے تڑپ اٹھیں سب عشاق کے دل ان ترانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
سن کے پنجگانہ مؤذن سے ملے جن سے فلاح ان اذانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
کٹ کے ناموس نبی پر جو لہو سے لکھیں داستانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراگ

راجا رشید محمود:

علم میں آئے ہیں یا نام سنے ہیں جن کے سب جہانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
جب رواں ہوتے ہیں طیبہ کی طرف کو زائر کاروانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
جو تصوف کے سلاسل ہیں جہاں میں ان کے آستانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
بولی یا لکھی پڑھی جاتی ہیں جتنی محمود سب زبانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ

ستمبر 2015 مشاعرہ (2 ستمبر یوم دفاع پاکستان) چوپال لاہور

صدارت: رفیع الدین ذکی قریشی مہمان خصوصی: ثاقب علوی (کامونکی)
مہمان شاعر: سید مطلوب علی زیدی (بہاولپور) صاحب مصرع: محمود الحسن اختر لکھنوی (م: 27 ستمبر 1995)
مصرع طرح: ''آنکھوں سے اپنی دیکھوں بہاروں کی سرزمیں''

حمدیہ دور:

محمد ابراہیم عاجز قادری:

ہم ہوں کسی بھی حال میں وہ بے خبر نہیں بے شک خدائے پاک ہے شہ رگ سے بھی قریں
رب کا اشارہ ہو تو چھری کام چھوڑ دے کھل جائے نار میں بھی گلستان بالیقیں

راجا رشید محمود:

قرص قمر ہے یا کہ ہے فانوس مہر کا دونوں ہیں نور خالق عالم کے خوشہ چیں
اسمائے حسنیٰ جس کی زباں پر رہیں مدام اس کا تو کوئی لمحہ بھی غم آفریں نہیں
رب خبیر و مقسط و کافی کی حمد میں تا مرگ کیوں رہیں نہ مگن سارے مومنیں

نعتیہ دور: (غیر معروف نعتیں)

رفیع الدین ذکی قریشی:

بھیجا جو میں نے دل سے نبی پر درود پاک دل سے غموں کی شدتیں کافور ہو گئیں
جو جائے گی شفاعت کبریٰ مجھے نصیب چشمان مصطفیٰ سر محشر جو اٹھ گئیں

محمد ابراہیم عاجز قادری:

جس در سے خالی ہاتھ کوئی لوٹتا نہیں وہ شاہ طیبہ کا در اقدس ہے بالیقیں
رب نے بنایا ہے جو انھیں شافع امم حاضر ہوں کیوں نہ پھر درِ آقا پہ مذنبیں

منیر احمد خاور (فیصل آباد)

پرنور چاندنی ہے تو نورانی ہے فضا جنت کی رہگزر ہے مدینے کی سرزمیں
بحریں ردیفیں قافیے نورانی ہو عطا لکھوں ثنا میں آپ کی ہوں شعر دلنشیں

سید شاہد حسین شاہد (فیصل آباد):

طیبہ کی سرزمین بھلا اور ہے کہیں زیر فلک نہیں ہے فلک پر کہیں نہیں

جان و بدن کو کرنا جو چاہوں میں پرضیا　　طیبہ میں ہو خدایا مرا بھی تو گھر کہیں
مقصعِ مری حیات کا الفت حضور کی　　کرنا ہے دل میں ان کی محبت کو جاگزیں

ہمایوں پرویز شاہد:

ملتی ہیں اس کو دونوں جہاں میں بلندیاں　　دہلیزِ مصطفیٰ پہ جھکاتا ہے جو جبیں
قسمیں خدا اٹھاتا ہے جن کے جمال کی　　ممکن نہیں کہ ان سا ہو دوجا کوئی حسیں
شاہد ہے کائنات میں دربارِ مصطفیٰ　　جس کا کوئی سوالی بھی سنتا نہیں نہیں

راجا رشید محمود:

دل میں ولا حضور کی ایسے ہے جاگزیں　　انگشتری کے قلب میں فٹ جس طرح نگیں
پہنچے ہیں جن سے ہم کو فرامینِ مصطفیٰ　　وہ لوگ تابعین ہیں اور تبع تابعین
بچپن حضور کا تھا لڑکپن تھا یا شباب　　ہر ایک مانتا تھا انھیں صادق امیں
آقا حضور نے اسے فرمایا خوش نصیب　　جس کو ہوئی ہیں یاد احادیث اربعیں

(نعتیہ نشست کے لیے کامونکی سے آئے ہوئی مہمان خصوصی غلام رسول ثاقب علوی نے" کی سرزمیں" کے علاوہ ایک نعت غیر مردف بھی کہی تھی لیکن دونوں نعتوں کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکے)

نعتیہ دور(" کی سرزمیں" ردیف کی نعتیں)

محبوب الٰہی عطا (ہری پور ہزارہ):

طیبہ کی سمت رخ ہو نہ کیوں کائنات کا　　یہ کائنات کے لیے سہاروں کی سرزمیں
ساری زمیں یہ سلطنت آلِ نبی کی ہے　　ساری زمیں ہے ان کے دلاروں کی سرزمیں

سید مطلوب علی زیدی (بہاولپور):

حج الوداع کے لیے کعبے میں ہیں حضور　　مکہ بنا ہے چاند ستاروں کی سرزمیں
کوہ احد بھی جی اٹھا جنگ احد کے روز　　میداں بنا رسول کے یاروں کی سرزمیں
ہر موسم مدینہ بہاروں کی روح ہے　　شہرِ نبی ہے اصل بہاروں کی سرزمیں

پروفیسر ریاض احمد قادری (فیصل آباد):

پھرتی ہیں صبح و شام ملائک کی ٹولیاں　　طیبہ نگر ہے خلد نظاروں کی سرزمیں
پاتے جہاں ہے تاب سب بے تاب و ناتواں　　طیبہ ہے بے کسوں کے سہاروں کی سرزمیں
مہکے ہوئے جہاں پہ ہیں گل ہائے نقشِ پا　　"آنکھوں سے اپنی دیکھوں بہاروں کی سرزمیں"

عقیل اختر:

دل ڈھونڈتا ہے نورنگاروں کی سرزمیں　　ماہِ عرب اور ان کے ستاروں کی سرزمیں

لو کئی تو بات ہے جو کھنچا جاؤں اس طرف میں بے سہارا ہوں وہ سہاروں کی سرزمیں

شاہد حسین شاہد:

حبشی بنے بلال اور سلمان اہلِ بیت طیبہ ہے سب سے عمدہ وقاروں کی سرزمیں
گھوڑوں کے جن سموں کی قسم کھائے خود خدا طیبہ ہے ایسے شاہسواروں کی سرزمیں
قسمت مری خدایا تو کر ایسے باثر آنکھوں سے دیکھوں اپنی بہاروں کی سرزمیں

عمران سلیم:

لطف و سرور و کیف کے دھاروں کی سرزمیں طیبہ کی سرزمیں ہے نظاروں کی سرزمیں
اک نظر التفات جو ہو جائے اے کریم میری زمیں ہو شکر گزاروں کی سرزمیں

راجا رشید محمود:

پہنچے قدم جہاں پہ خدا کے حبیب کے وہ ہے حرا و ثور کے غاروں کی سرزمیں
پہلے تھی مکہ کی تو پھر طیبہ کی ہو گئی آقا کے جاں نثاروں کی یاروں کی سرزمیں
نام نبی پہ ایک تو ہوں سب خدا کرے ہے ساٹھ سے زیادہ دیاروں کی سرزمیں
لاہور گنج بخش و میاں میر کا ہے شہر یہ ہے حیات بخش مناروں کی سرزمیں

نعتیہ دور: (''بہاروں کی سرزمیں'' ردیف)

زاہد سرفراز زاہد (فیصل آباد):

طیبہ نگر میں مجھ کو بھی جانا نصیب ہو ہونٹوں سے اپنے چوموں بہاروں کی سرزمیں
تجھ پر مرے حضور کے نعلین ہیں لگے تیرے میں صدقے جاؤں بہاروں کی سرزمیں
تیرے ہی ذروں میں مجھے شمس و قمر ملے کیوں گن ترے نہ گاؤں بہاروں کی سرزمیں

راجا رشید محمود (''زمیں'' ردیف):

شہرِ نبی جہاں ہے وہ ہے معتبر زمیں جو التفات رب سے رہی بہرہ ور زمیں
جو زیرِ پائے سرورِ کون و مکاں رہی فریاد اس حضور کی ہے داد گر زمیں
قسمت پہ اس کی رشک کناں آسماں رہا جس نے بھی کر لی نعت پیمبر کی سرزمیں
ہو جائے مغفرت مری تدفین کے لیے مجھ کو بقیع پاک کی مل جائے گر زمیں

۱۴ اکتوبر ۲۰۱۵ ۱۶۵واں ماہانہ مشاعرہ ۔ چوپال، لاہور

صاحب صدارت: سید ظاہر شاہ　　　　مہمان خصوصی: سید ہمایوں رشید (ایوان درود و سلام)

مہمان اعزاز: سبط جمال پٹیالوی (ریسرچ سکالر، منہاج یونیورسٹی، لاہور)

صاحب مصرع: ساجد اسدی جے پوری (م: ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸)

حمدیہ دور:

قاری غلام زبیر نازش ۔ گوجرانوالہ

کوئی بھی شے اس کے حکم پاک سے باہر نہیں　　ہیں اسی کے دست قدرت میں دو عالم کے امور
عاجزی و انکساری ہے درِ حق پر قبول　　ناپسند خالق کونین ہے کبر و غرور
طاعت رب العلا کا جس پہ چڑھ جاتا ہے رنگ　　پوچھیے سچ تو وہی ہے صاحب فکر و شعور

راجا رشید محمود:

شاہ رگ تک سے بھی اقرب ہے خدائے ذوالجلال　　حاضر و موجود رہتا ہے وہی نزدیک و دور
ساکت و صامت بالآخر ہوگی نبض کائنات　　جب بہ حکم کبریا گونج اٹھے گی آوازِ صور
ہیں کلام رب کی تعبیرات و تشریحات سب　　جو احادیث نبی ہیں جو ہیں اقوال حضور

صاحب مصرع ساجد اسدی کی نعت کے اشعار:

بحرِ عشق مصطفی سے گوہرِ مقصود ڈھونڈ　　وہ گہر بنتا ہے قطرہ، جو ہو دریا آشنا
آپ کی امت کا شیرازہ پریشاں ہے حضور　　نفسی نفسی ہے، نہیں کوئی کسی کا آشنا

نعتیہ دور "ہے حضور" ردیف:

گوہر ملسیانی (خانیوال)

اسوۂ خیر الوری کا نور بھی ہے قلب میں　　لولوئے حکمت خیالوں میں درخشاں ہے حضور
اہل عالم کو بتائے ہیں رموز کائنات　　آپ کا ہر قول دنیا میں نمایاں ہے حضور
آپ کے پیغام وحدت سے ہے دوری کا اثر　　آپ کی امت کا شیرازہ پریشاں ہے حضور

محبوب الٰہی عطا (ہری پور)

جستجو میں آپ کی ہے آگہی حق کی نہاں　　آپ کا حسن تخیل حق کا عرفاں ہے حضور

دو جہاں کی جاں میں جاں ہے آپ کے اظہار سے　　آپ کی موجودگی خالق کا احساں ہے حضور

پروفیسر مطلوب علی زیدی (بہاولپور)

آج کل مغلوب کیوں ہر جا مسلماں ہے حضور　　امت عاصی سے کیا ناراض یزداں ہے حضور
لگ گئی امت کی وحدت کو نظر اغیار کی　　آپ کی امت کا شیرازہ پریشاں ہے حضور
ہو عطا امت کی کشتی کو علی سا ناخدا　　سازشوں کا اک قیامت خیز طوفاں ہے حضور

ہمایوں پرویز شاہد

جس کی پلکوں پر ندامت کا چراغاں ہے حضور　　گنبد خضرا کے سایے میں فروزاں ہے حضور
آپ کو معلوم ہے یا جانتا ہے کبریا　　کن کے پردے سے پرے جو کچھ نمایاں ہے حضور

عمران سلیم:

اک نگاہ لطف ہو تو قابل اعزاز ہو　　باعث شرمندگی جو فرد عصیاں ہے حضور
آپ کے در کی سنہری جالیوں کو چوم کر　　جو بھی آیا اس کا چہرہ ماہ تاباں ہے حضور

رفیع الدین ذکی قریشی:

اپنی عصیاں کاریوں گمراہیوں کے ہی سبب　　آپ کا ہر امتی بے حد پریشاں ہے حضور
آج کل میرے وطن پر گر رہی ہیں بجلیاں　　اس پہ دل فریاد کن ہے آنکھ گریاں ہے حضور

محمد ابراہیم عاجز:

وجہ شہرت ہے کسی کی منصب و جاہ و منال　　آپ کی پاکیزہ نسبت میری پہچاں ہے حضور
آپ کی رحمت، شفاعت، شفقت و عفو و کرم　　میری بخشش کا یہی تو ساز و ساماں ہے حضور

پروفیسر ریاض احمد قادری (فیصل آباد)

بخشیے اس کو شرف انسانیت کا کچھ نہ کچھ　　اب درندوں سے بھی وحشی تر یہ انساں ہے حضور
اب مسلمانوں کا کوئی بھی نہیں پرسان حال　　آپ کی امت کا شیرازہ پریشاں ہے حضور

زاہد سرفراز زاہد (فیصل آباد)

بے یقینی خوف و وحشت حرص کے سائے تلے　　آج مشکل میں گھرا ہر اک مسلماں ہے حضور
صل علی احمد کی بھی جس سمت آوازیں نہ ہوں　　اس طرف جانے سے میرا دل گریزاں ہے حضور

منیر احمد خاور

آپ کا نقش کف پا یوں درخشاں ہے حضور　　مثل انجم ہے مثال ماہ تاباں ہے حضور
دشمنوں نے بیج بوئے ہیں نفاق و کذب کے　　بھائی اب بھائی سے ہی دست و گریباں ہے حضور

راجا رشید محمود

آپ کی تشریف فرمائی زمین خاک پر — مومنوں پر یہ خدا کا خاص احساں ہے حضور
دیدِ طیبہ کو بڑھا ہے میرا جوشِ اشتیاق — شمع امید و رجا دل میں فروزاں ہے حضور
ارضِ طیبہ خاک ہے پر رشکِ صد خورشید ہے — آپ کے قدموں کی ضو سے یہ فروزاں ہے حضور

نعتیہ دور (غیر مردف نعتیں)

قاری غلام زبیر نازش

جو درود پاک پڑھتا ہے بصد شوق و سرور — اس کو سنتے ہیں مکینِ گنبدِ خضرا ضرور
دل میں یادِ مصطفی کا جو جلاتا ہے دیا — بس وہی ظلمات کے صحرا کو کرتا ہے عبور
گفتگو ہے صاحبِ قرآن کی وحیِ خدا — طاعتِ خیر الوری ہے طاعتِ ربِ غفور

راجا رشید محمود

کھینچتا ہے اس حوالے سے مجھے یوم النشور — شافعِ عصیاں شعاراں ہوں گے واں آقا حضور
وہ قلم ہے قابلِ سوگند رب العالمیں — نعتِ آقا میں لکھی جاتی ہے جس کی سب سطور
جب فصیلِ جسمِ انسانی کو ڈھایا جائے گا — روح میری پائے گی دیدِ پیمبر سے سرور
خاک بر سر آہ بر لب ہجرِ طیبہ میں جو تھا — آخرش پا ہی گیا تسکینِ قلبِ ناصبور
میرا معروضہ نہ پہنچے کیوں فرازِ عرش تک — جب کہ اس کے ساتھ تھی ہے درودِ آنحضور

نعتیہ دور (پریشاں ہے حضور۔ ردیف)

راجا رشید محمود:

آج مصروفِ تکلم ہے زبانِ کذب و زور — ملک میں جو جو بھی ہے سچا، پریشاں ہے حضور
پھیر لیں اشرافیہ نے آنکھیں ہر نادار سے — مفلسی کا تو ہر اک لمحہ پریشاں ہے حضور
بے بسی، بے چارگی کا دور دورہ ہے یہاں — کیا کوئی ایسے میں بھی بے جا پریشاں ہے حضور

مناجات بدرگاہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

راجا رشید محمود:

نخلِ ہمت پر تو گویا چڑھ گئی آکاش بیل — نام لیوا آپ کا جو ہے تن آساں ہے حضور
دین کے احکام کی جانب نہیں ہے انہماک — طاق میں رکھا ہوا ہم سب نے قرآں ہے حضور
خلق کا ہم سب چھنا ہے قیمتی اندوختہ — جو خرابی ہے، برائی ہے، نمایاں ہے حضور
سوگوار آنکھوں سے دیکھیں تفرہ پردازیاں — جو بڑا ہے وہ یہاں شاداں و فرحاں ہے حضور
اپنی دیں بیزاری اور نا کردہ کاری کے سبب — آپ کی امت کا شیرازہ پریشاں ہے حضور

یکم نومبر ۲۰۱۵ ۱۶۶واں مشاعرہ۔ چوپال لاہور

صاحب صدارت: ہمایوں پرویز شاہد	مہمان خصوصی: تسنیم الدین فریدی

مہمان اعزاز: ڈاکٹر کاظم علی کاظم	مہمان شاعر: پروفیسر سید مطلوب علی زیدی (بہاولپور)

صاحب مصرع: محشر بدایونی (م:۹ نومبر ۱۹۹۴) مصرع طرح: آپ رحمت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا

حمدیہ دور:

قاری غلام زبیر نازش (گوجرانوالہ):

میرا عاجز قلم، میری قاصر زباں	ہو ادا کیسے حق ثنا آپ کا

اپنا محبوب ہم کو عطا کر دیا	ہم پہ احساں ہے رب العلا آپ کا

راجا رشید محمود:

رب کونین موجود ہے ہر جگہ	سب کی سنتا ہے وہ سب کو ہے دیکھتا

تخم ریزی جو کی اس کی سرکار نے	نخل ہے پھولتا پھلتا تحمید کا

رحمت و شفقت و مہر مالک کی ہے	ماؤں کی شفقتوں سے بھی ستر گنا

رب سے محمود کو یہ ہدایت ملی	بلبل گلشن مصطفی چہچہا

صاحب مصرع کے دو نعتیہ اشعار:

لب کھلے نعت فخر زماں کے لیے	کتنی نازک حدیں ہیں زباں کے لیے

آپ رحمت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا	اور رحمت بھی دونوں جہاں کے لیے

نعتیہ دور (آپ کا ردیف):

محبوب الٰہی عطا (ہری پور):

کوئی ہم مثل اور کوئی ثانی نہیں	آپ ہیں آپ، کہنا ہی کیا آپ کا

دہر ہو، قبر ہو یا کہ روز جزا	نام چلتا ہے بس جا بجا آپ کا

ہر جہاں میں ہے جلوہ گری آپ کی	ہر زمانہ ہے دیکھا ہوا آپ کا

قاری غلام زبیر نازش:

رجعت مہر تابندہ، شق القمر	تا ابد زندہ ہر معجزہ آپ کا

محفل ہست میں عرصہ حشر میں ہم کو درکار ہے آسرا آپ کا

ریاض احمد قادری (فیصل آباد):

ایسی نسبت ملی، پھر نہ ٹوٹی کبھی آپ کا جو ہوا وہ رہا آپ کا
میری ہر اک دعا کو اجابت ملی جب دیا میں نے ہے واسطہ آپ کا
ہم کو ملتا ہے سب آپ کے نام پر ہم تو کھاتے ہیں سب کچھ دیا آپ کا

منیر احمد خاور (فیصل آباد):

رک گیا جا کے سدرہ پہ جبریل بھی قاب قوسین ہے مرتبہ آپ کا
سر پہ رکھنے کو نعلین پا جو ملیں تاج سے ہے سوا نقش پا آپ کا
پوچھ کر آپ کو ہے بنایا گیا یوں سراپا ہوا دلربا آپ کا

عمران سلیم:

کھائیں قسمیں خدا نے حضور آپ کی پتھروں نے بھی کلمہ پڑھا آپ کا
ہے ازل سے ابد تک نصاب حیات آخری خطبہ خیر الوریٰ آپ کا

زاہد سرفراز زاہد (فیصل آباد):

کفر بھاگا، ہوا شرک کافور سب چار جانب جو ڈنکا بجا آپ کا
پہلے دن سے ملیں نسبتیں آپ کی یا نبی! میں رہوں گا سدا آپ کا

راجا رشید محمود:

رب نے محبوبیت کو اسے چن لیا راستہ جس نے بھی لے لیا آپ کا
جب قسم اپنی کھانے کی بات آ گئی رب نے اپنے کو بھی کہہ دیا آپ کا
ان کی خوشنودی مالک کو محبوب تھی اس سے بڑھ کر تعارف ہو کیا آپ کا
جس میں خالق ہمیشہ اکیلا رہا ایک شب وہ تھا مہماں کدہ آپ کا
پہنچوں میزاں پہ تو آئے یا مصطفیٰ نام ہونٹوں پہ بے ساختہ آپ کا

نعتیہ دور (غیر مردف)

راجا رشید محمود:

لامکاں سے خدائے جہاں نے کیا جاری ان کی فضیلت کا اعلامیہ
ان کے دشمن کی تو اصل میں ہے خطا ن سورہ میں مالک کا ہے فیصلہ

سوچتے جائیں اربابِ فکر و نظر — ذکر کیوں، کس کا خالق نے اونچا کیا
حکم پر مصطفی کے چلے تھے درخت — ہجر میں ان کے رویا تھا سوکھا تنا

نعتیہ دور (کہنا ہی کیا آپ کا ردیف)

پروفیسر سید مطلوب علی زیدی (بہاولپور):

فخرِ وحدت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا — رب کی حجت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
ہر جہاں میں ہر اک جا ہر اک دور میں — آپ رحمت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
آپ کا ہر عدو ہے عدوئے خدا — حق کی عزت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
از ازل تا ابد اے حبیبِ خدا — خاص نعمت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا

ہمایوں پرویز شاہد:

بے بسوں، بیکسوں، غم زدوں کے لیے — دستِ شفقت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
وسعتِ دو جہاں آئنہ ہے جسے — وہ بصارت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
اس جہاں کے لیے ہر جہاں کے لیے — آپ رحمت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا

راجا رشید محمود:

حرفِ رب میں سراجِ منیر آپ ہیں — نورِ قدرت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
آپ نے ہر حقیقت کو منوا لیا — وہ حقیقت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
صانع کو بھی ہمیشہ جو اچھی لگی — ایسی صورت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
بدر و خندق کی جنگوں سے ثابت ہوا — وجہِ نصرت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
حکمِ خالق سے سب مومنوں کے لیے — رحم و رافت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا
ربِ یکتا نے یکتائی دی آپ کو — سرِ وحدت ہیں کہنا ہی کیا آپ کا

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

اکتوبر تا دسمبر دو ہزار پندرہ

انتقاد و تاثرات

قارئین کی آراء، تاثرات اور نقد و نظر

ڈاکٹر سفیر اختر اعوان ۔واہ کینٹ

بخدمت گرامی جناب سید شاکر القادری چشتی نظامی ! مکرمی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ ! امید ہے آپ حسب سابق اپنی علمی ، ادبی اور دینی سرگرمیوں میں مصروف ہوں گے اور فروغ نعت باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہوگا۔ کچھ عرصہ پہلے اس قصیدہ بردہ کی ایک خاصی مفصل شرح الدرۃ الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ بغرض تبصرہ موصول ہوئی تھی ۔ ورق گردانی کے بعد تبصرہ تو لکھ دیا تھا۔ اور ان شاء اللہ شائع بھی ہو جائے گا، تاہم شرح ملتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ اس کتاب کے آپ زیادہ مستحق ہیں ۔آج یہ کتاب آپ کو ارسال کی جا رہی ہے ۔ موصول ہونے پر اطلاع دے دیجیے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور آسانیاں پیدا کرے کہ آپ علم و ادب کی شمع روشن رکھے ہوئے ہیں ۔احباب کو سلام شوق ۔والسلام

ڈاکٹر عزیز احسن ، کراچی

مکرمی و محترمی سید شاکر القادری چشتی نظامی صاحب ! السلام علیکم ! آپ سے مشروط وعدہ کیا تھا کہ خط لکھوں گا۔ شرط صرف فرصت کے لمحات کے دستیاب ہونے کی تھی ۔ بھائی ! میں بغیر پڑھے کسی تحریر پر کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ ویسے تعریف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔نعت کے نام پر لکھی جانے والی ہر شعری تخلیق میرے نزدیک نہ تو شاعری ہوتی ہے اور نہ ہی نعت ۔جب تک وہ شعری اسالیب کے معیار پر پوری نہ اترے اور فکری اسقام سے پاک نہ ہو۔ میں شاعری کے لوازمات اور مقتضیات کی شد بد حاصل کرنے کے بعد خود کو بھی معمولی شاعر ہی سمجھتا ہوں ۔ تاہم یہ کوشش ضرور کرتا ہوں کہ میری شاعری non-poetry کے کھاتے میں ڈال دینے کی چیز نہ بن جائے ۔شرعی گرفت سے بچنے کی بھی مقدور بھر کوشش کرتا ہوں ‘ کہ نعت صرف دنیاوی حدود میں رہنے والی وقتی شاعری نہیں ہے ۔

پچھلے دنوں علی گڈھ یونیورسٹی کے عربی کے پروفیسر ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی صاحب کراچی آئے ہوئے تھے ۔میں نے انھیں ایک دن اپنے غریب خانے پر مدعو کیا اور ’’نعت اور تنقیدی شعور‘‘ کے حوالے سے ایک مذاکرہ ریکارڈ کروالیا۔ پروفیسر سحر انصاری اور پروفیسر انوار احمد زئی نے بھی گفتگو میں شرکت فرمائی ۔ ڈاکٹر اصلاحی کی گفتگو سے یہ تاثر ملا کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان میں اس وقت نعت گوئی ، نعت شناسی کے ادب کی تخلیق اور نعت خوانی کی محافل کا ایک سیلاب آیا ہوا

بات پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا:

ایسے اعمال ہیں اپنے کہ نہ پوچھیں آقا ﷺ
شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے ہم آپ کے ہیں

لمحۂ فکریہ تو ہے کہ دینی ادب کی ترویج کا رجحان اور مذہبی اجتماعات کا یہ دریا آخر بے دینی کے خس و خاشاک کو اب تک بہا کر کیوں نہ لے گیا؟......لیکن مایوسی کفر ہے۔اس لیے اصلاحی صاحب کے تاثر سے بددل ہو کر ہم نہ تو نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت کا عمل روک سکتے ہیں نہ ہی نعتیہ محافل میں کمی کی جا سکتی ہے۔دنیا میں بیشتر شعراء اور ادباء نے ہمیشہ معاشروں میں خیر پھیلانے اور برائی کو روکنے کی کوشش ہی کی ہے۔لیکن ان کی خیر طلبی کا اجر انھیں آخرت میں تو مل سکتا ہے۔تاہم دنیا میں تا حال خاطر خواہ حد تک نہیں مل سکا ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبیوں سے بھی کہلوا دیا کہ ’’ہم پر صاف صاف پیغام پہنچانے کے سوائے کوئی ذمہ داری نہیں ہے‘‘(یٰس......آیت ۱۷)۔

اس کے باوجود مجھے یہ کہنا ہے کہ نعتیہ ادب سے منسلک حضرات کو ابھی اخلاصِ عمل کی بڑی ضرورت ہے۔نعتیہ ادب تخلیق کرنے والے شعراء کو،نعتیہ ادب میں تحقیقی کام کرنے والوں کو اور نعتیہ ادب کی جانچ پرکھ کرنے کی سعی کرنے والے ناقدین کو بڑی ذمہ داری سے اپنے اپنے میدان میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔کیوں کہ ادبی دنیا پر اب بھی دین بیزار طبقے کی اجارہ داری ہے۔حال ہی میں پاکستان آرٹس کونسل، کراچی میں بین الاقوامی اردو کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔اس میں ایک اجلاس نعتیہ ادب پر بھی تھا۔یہ اجلاس، نعت کے حوالے سے بعض مخلصین نے بڑی کوششوں سے رکھوایا تھا لیکن اس پر ادب کے ٹھیکیداروں نے بڑی ناک بھوں چڑھائی تھی۔ ایک خاتون (جو خود ساختہ دانشور ہیں) نے تو چہرہ کتاب(Face book) پر نعت کے سیشن کا مذاق اڑاتے ہوئے یہ تک لکھ دیا تھا:

’’آرٹ کا آغاز یقینا مذہب میں جڑیں رکھتا ہے۔یا ہو سکتا ہے مذہب ہی آرٹ میں جڑیں رکھتا ہو۔کون کہہ سکتا ہے؟لیکن درخت بھی جڑ میں رک کر نہیں رہ جاتا۔شاخیں پھیلتی ہیں اور جدا ہو جاتی ہیں۔آرٹ کی روحانیت کسی ایک مذہب اور اس کے تصور تک محدود نہیں۔یہ ضیاء زمانے کی منافقانہ باتیں ہیں۔ان کو جاری رکھنا ضروری نہیں۔آہستہ آہستہ ہمیں آرٹ پر سے یہ سائے ہٹانے

خیال ہے"۔(میں ان خاتون کا خط منسلک کر رہا ہوں)۔

میں نے دل کڑا کر کے ان خاتون کے خط سے چند جملے یہاں نقل کیے ہیں۔ یہ بتانے کے لیے کہ مذہبی ادب تخلیق کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشش کرنے والوں کو ہوش آجائے کہ تمہاری ادب شناسی سے لاپرواہی اور تخلیقی سطح پر سستی جذباتیت نے آج تک نعتیہ ادب کو ادب کے main stream سے دور رکھا ہے۔میں نے بارہا لکھا ہے کہ نعتیہ شاعری کو بہت زیادہ سنجیدگی سے تخلیق کرنے کی ضرورت ہے۔اس طرح کہ نہ تو اس کی ادبیت کا پہلو کمزور رہے اور نہ ہی شرعی تقاضوں کا خون ہو۔اگر ہر موزوں طبع شخص نعت کہہ کر خوش الحانی سے محفل میں پڑھ کر یا کسی نعت خواں سے پڑھوا کر اپنی کہی ہوئی نعت کو مشہور کروالے گا اور نعتیہ محافل میں کمزور کلام کی پزیرائی کا موجودہ نظام برقرار رہے گا تو معاف فرمایئے! آپ اور میں منہ تکتے رہ جائیں گے اور مذکورہ خاتون کے طرفدار ہماری ان کوششوں پر پانی پھیرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو ہم نعتیہ ادب کو سنجیدہ اور ناگزیر ادبی حیثیت میں متعارف کروانے کے لیے انجام دے رہے ہیں۔

آرٹس کونسل میں جو اجلاس ہوا تھا اس میں خود نعت سے وابستہ بعض حضرات کی عاقبت نااندیشی کے باعث بڑی سبکی ہوئی۔اجلاس میں مقالے پڑھنے تھے۔لیکن اسے مشاعرے میں convert کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ سامعین یہ باور کرلیں کہ نعت سے منسلک لوگوں کو صرف شاعری سے غرض ہوتی ہے۔علمی مباحث سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔دوسری بات یہ کہ ناظمِ محفل نے بڑی بے ترتیبی کا مظاہرہ کیا۔مقالہ پیش کرنے والوں کی حیثیت اور بات کی اہمیت کا انھیں اندازہ ہی نہیں تھا۔ انھوں نے ایک ایسی خاتون کو سب سے آخیر میں مقالہ پڑھنے کی دعوت دی جن کی شناخت افسانوی ادب ہے۔نعتیہ ادب میں نہ تو ان کی کوئی شناخت ہے اور نہ ہی اس قسم کی شناخت کرانے پر وہ خاتون مصر نظر آتی ہی۔آپ نے فروغِ نعت کا شمارہ نمبر 8 معراج النبی ﷺ سے منسوب کیا ہے۔اس میں بیشتر لوازمہ بھی معراج سے متعلق ہے۔بڑی اچھی کوشش ہے۔اللہ قبول فرمائے۔میں نے اسے جستہ جستہ دیکھا تو دو ایک نکات اظہارِ حق کے لائق نظر آئے چناں چہ وہی پیشِ خدمت ہیں۔واضح رہے کہ صرف تحسین کرنا بہت آسان ہے اور دلجوئی کے لیے ضروری بھی۔لیکن حق کا اظہار کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے اس لیے جو کوئی اور نہیں کرتا وہ میں کرنے کی کوشش کرتا ہوں

ہے۔اس میں حضرت بدایونی کا مختصر ساسوانحی خاکہ بھی آگیا ہے۔لیکن حواشی میں ڈاکٹر موصوف نے ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کے تحقیقی مقالے''اردو میں نعتیہ شاعری''ڈاکٹر ریاض مجید کے تحقیقی مقالے''اردو میں نعت گوئی'' اور''تذکرہ نعت گویان اردو''(حصہ دوم)از پروفیسر سید یونس شاہ گیلانی کا ذکر کرکے فرمایا ہے:

''مندرجہ بالا تینوں قابل ذکر تذکروں میں کہیں بھی تکلفاً ضیاء القادری بدایونی کی نعتیہ خدمات یا ان کا ذکر موجود نہیں''۔

اس عبارت سے متبادر ہے کہ موصوف نے تحقیقی مقالوں کو بھی تذکروں کی قبیل میں شامل کر دیا ہے۔حالاں کہ تذکرہ نگاری، تاریخ نگاری اور تحقیقی مقالہ لکھنے اور ان کے لیے منصوبہ بندی کرنے کے تقاضے الگ الگ ہیں۔تذکرہ نگار عہد بہ عہد شعراء و ادباء کی سوانح کے ساتھ ان کی شعری یا نثری خدمات کے حوالے سے کچھ معلومات فراہم کرنے کا پابند ہوتا ہے۔تحقیق مقالہ ایک خاص منصوبہ بندی اور synopsis کے تحت جامعات سے منظور شدہ حد بندیوں کے لحاظ سے لکھا جاتا ہے۔اس لیے تحقیقی مقالے کو موضوع کی متعین حدود میں رکھنے کے لیے شعراء یا ادباء کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔تذکرہ نگار اور تاریخ نگار کے پاس انتخاب کا option نہیں ہوتا ہے۔ڈاکٹر شہزاد نے یہی غلطی اپنے تحقیقی مقالے میں بھی کی ہے کہ مذکورہ تحقیقی مقالوں کے علاوہ بھی کئی تحقیقی مقالے ''نعتیہ تذکرہ نگاری کی حامل کتب'' کے زیرِ عنوان تذکرہ نگاری کے کھاتے میں ڈال دیئے ہیں۔(اردو نعت پاکستان میں، بابِ ہفتم (صفحات 513-52)۔

پھر مجھے حیرت ہے کہ انھوں نے گیلانی کے تذکرے کا صرف حصہ دوم دیکھ کر یہ فیصلہ کیسے کرلیا کہ بقیہ کسی جلد میں گیلانی نے ضیاء القادری کا ذکر نہیں کیا ہوگا۔میرے سامنے گیلانی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اس لیے میں یہ تو نہیں کہتا کہ اس تذکرے کے کتنے حصے ہیں اور ان تمام میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئی ہیں۔لیکن ڈاکٹر شہزاد نے حتمی طور پر ذکر کرتے ہوئے صرف حصہ دوم کا حوالہ دیا ہے۔اس لیے مجھے قطعیت سے فیصلہ صادر کرنے پر حیرت ہے!......تذکرہ نگاری، تاریخ نگاری، تبصرہ نگاری اور تحقیقی مقالہ نگاری پر گفتگو بہت طویل بھی ہوسکتی ہے......اور میرا خیال ہے کہ کبھی اس موضوع پر قلم اٹھانا بھی پڑے گا،لیکن اس خط میں اتنی گنجائش کہاں کہ سب کچھ لکھ دوں؟

اب آیئے شعری لوازم کی طرف۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ ہر اعتبار سے

(Shcolarly note) بڑی اہمیت کا حامل ہے اور تحقیقی کام کے لیے جہت نما ہے۔ محسن کاکوروی کی مثنوی "چراغِ کعبہ" کا متن شائع کر کے بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے۔ دیگر شعراء کی تخلیقات بھی خوب ہیں۔ لیکن توقیر احمد ملک نے "معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے فکرِ اقبال پر اثرات" کا تذکرہ کر کے "اقبالیات" کے اسکالرز کے لیے فکری جہت نمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ انھیں میری طرف سے مبارک باد پہنچا یئے۔ ضیاء القادریؒ کے اشعار میں بھی کم از کم ایک شعر پر تفہیماتی انداز سے بات کرنا ضروری ہے۔

تھے فرشتوں میں یہ نغمے کہ شہِ عرش مقام
آپ کی دید کا شائق ہے خداوندِ انام

شائق کے معانی ہیں شوق رکھنے والا، شوقین، مشتاق، آرزو مند، طلبگار.........اور یہ سارے مفاہیم انسانی بے چارگی اور نارسائی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ پھر دید کا شائق ہونے کا مطلب ہے کہ معراج سے قبل اللہ تعالیٰ جو "البصیر" (ہر چیز کا ہر لمحہ بلا انقطاعِ نظر دیکھنے والا) ہے وہ حضور کو [نعوذُ باللہ] دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ شعراء کو ایسے بیانات دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

شمارہ نمبر 9 میں بیشتر شعری تخلیقات کا معیار اچھا ہے۔ اصلاحی اور تبلیغی نعتیہ مضامین کے حوالے سے درجِ ذیل تین اشعار مجھے زیادہ پسند آئے:

جادہء سرورِ دو عالم ہے
یہ رہِ پاشکستگاں نہیں ہے (محمد عارف قادری)

شب کے زنداں سے رہائی پا نہیں سکتیں کبھی
نامِ اقدس سے کریں جب تک نہ صبحیں اکتساب (عباس ندیم قریشی)

کبھی یہ ہو نہیں سکتا فلاح کا ضامن
نظامِ نو ترے اسوہ سے جو ہٹا ہوا ہے (سید اعجاز حسین عاجز)

سید جاوید رضا نے مطلعے میں لفظ تمنا کا استعمال ٹھیک کیا ہے لیکن مقطعے میں اس لفظ کا استعمال انتہائی درجہ قابلِ گرفت ہے۔

رب کے محبوب کا جو کوئی تمنائی ہو

ان کے سجدوں کا کبھی رب نہ تمنائی ہو

اس طرح وہ لفظ جو مطلعے میں بندوں کے لیے مناسب تھا۔مقطعے میں اللہ کے لیے استعمال کرنے سے اللہ کی ذات کا استخفاف ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ بندوں کی کسی بھی قسم کی عبادت کا تمنائی نہیں ہے۔وہ تو خود فرماتا ہے:

''وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ o''(اور اگر کوئی انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سب جہاں والوں سے......آلِ عمران ......آیت ۹۷)۔بھلا وہ بندوں کے سجدوں کا تمنائی کیوں ہونے لگا۔ایک مصرع بھی ان کی نعت میں بے وزن ہے:

بخش دیئے جائیں تو کیوں خطرہء رسوائی ہو

یہاں ''دیئے جائیں'' کے بجائے صرف ''دے جائیں'' عروضی طور پر بحر میں سماتا ہے۔شمارہ نمبر 9 میں شاہد کمال صاحب کی کہی ہوئی نعتیں مناسب ہیں لیکن ایک شعر منفی اثر مرتب کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے:

زوالِ عصر کی ساعت قریب آپہنچی
سنائی دینے لگی ہے نوائے پیغمبرؐ

اس شعر میں شاعر جو کہنا چاہتا ہے وہ پوری طرح نہیں کہہ سکا اور معانی مثبت کے بجائے منفی نکتے کی طرف راجع ہو گئے ہیں۔عمومی طور پر ہم کہتے ہیں کہ زوال کا وقت ہے کہ لوگ اسلامی اقدار سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔یہاں شاعر نبی علیہ السلام کے پیغام اور آپ ﷺ کی آواز کے عام طور پر سنائی دینے کو زوالِ عصر سے تعبیر کر رہا ہے؟؟؟ شعر کا مفہوم بہت اچھا بھی ہو سکتا تھا اور یقینا شاعر نے اچھا مفہوم ہی ذہن میں رکھا ہوگا۔یعنی حضورِ اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ قیامت قریب ہے۔کیوں کہ لوگ دین سے بہت دور ہو گئے ہیں۔لیکن الفاظ اس مفہوم کو سہارنے سے قاصر ہیں۔پھر یہ کہ وقتِ گزراں کو عصر کہتے ہیں اور عصر کا زوال نہیں ہوتا ہے۔زوال انسانی بداعمالیوں کے باعث انسانی معاشروں کا ہوتا ہے۔عصر اس زوال کے گواہ کے طور پر جاری و ساری رہتا ہے۔بہر کیف مذکورہ شعر سے کوئی مثبت مفہوم برآمد نہیں ہو رہا ہے۔اصغر سودائی نے عجیب بات ''اللہ تعالیٰ'' سے منسوب کر دی۔کہتے ہیں:

از پسِ پردہ یہ آئی لبِ قدرت کی پکار
مرحبا! احمدِ مختار، شہنشاہِ رسل
تجھ پہ قربان ہوں اک لاکھ تو چوبیس ہزار (ص 52)

یہاں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ [نعوذ باللہ] پہلے حضورِ اکرم ﷺ کو دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تب اللہ نے سامنے آتے دیکھا۔ پھر آخری شعر تو گویا اللہ تعالیٰ کی پکار کی ہو بہو تصویر ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ میں اپنے محبوب بندے اور رسول ﷺ کو پکارا تھا۔

سید صاحب! معراج کے حوالے سے اکثر شعراء نے بیان میں ٹھوکریں کھائی ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ امیر مینائی جیسا عالم بھی جوشِ جذبات میں خلافِ شرع بات کہہ گیا۔

احمد بھی تھے اور احمدِ بے میم بھی تھے آپ
یکتائی کا جلوہ نظر آیا شبِ معراج
ہو جائیں امیر احمدِ بے میم پہ قربان
خلعت احدیت کا بھی پایا شبِ معراج (ص 21)

احمد اور احد کا فرق بالکل ختم ہو گیا جب ''احدیت کا خلعت'' بھی حضور علیہ السلام کو مل گیا۔ میں نے شمارہ نمبر ۹ جستہ جستہ دیکھا ہے۔ معراجیہ لٹریچر میں اکثر شعراء ایسی ہی باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض اشعار سے اللہ کی اور رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کو انسانی ملاقات کے انداز میں سمجھنے اور بیان کرنے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔ حال آں کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کے ذکر میں حضورِ اکرم ﷺ کی عبدیت (سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ......... پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو) کا ذکر کر کے تمام شبہات اور خیال کے ٹامک ٹوئیے مارنے والوں کی بیخ کنی کر دی تھی۔ معراج کا سفر عقل و فہم سے بالا سہی لیکن اس سفر پر جانے والی مقدس ہستی ﷺ کی ''عبدیت'' مسلم ہے۔ یہ الگ بات کہ بقول اقبالؒ

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

شاعری فی الاصل تخیلاتی چیز ہے لیکن نعت میں تخیل کی پرواز کو شرعی احکامات کے آفاق

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے (مسدس حالی ۔صدی ایڈیشن، مرتبہ: ڈاکٹر سید عابد حسین، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، جون ۲۰۰۶ء، ص ۹۴) الطاف حسین حالی نے ’’مسدس مدو جزر اسلام‘‘ لکھتے ہوئے معاشرے کی اس کمزوری کو سن 1297ھ اور 1879ء میں اس طرح paint کیا تھا۔جہاں تک اسلامی ادب تخلیق کرنیوالے اور عشق نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے دعویدار طبقے کا تعلق ہے تو یہ طبقہ آج بھی شریعت سے گریزپا ہے اور اس کیفیت میں دن بہ دن اضافہ ہی دیکھا جارہا ہے۔

ویسے آپ کی محنت، لگن اور خلوص آپ کے شائع کردہ ہر شمارے سے مترشح ہے۔مدیر کے لیے شعری اور نثری لوازمہ جمع کرنا اور اس کو شعری و شرعی sensor سے گزارنا انتہائی مشکل ہے۔ نعت رنگ میں بھی اس قسم کی اغلاط کا احتمال رہتا ہے۔میں نے سوچا ہے کہ ’’فروغِ نعت‘‘ کے ہر شمارے کو بار بار پڑھوں اور ذرا تفصیل سے محاسن و اسقام کی نشاندہی کروں تا کہ محاسن کی روشنی میں تخلیق کاروں، نقدنگاروں، محققوں کو کچھ آگے بڑھنے کی راہ ملے اور اسقام کی نشاندہی سے ان حضرات کو قابل گرفت مضامین اور خیالات یا فکری زاویوں سے بچنے کی توفیق ارزانی ہو۔اللہ تعالیٰ مجھے ایسی فرصت اور ایسا درک عطا فرمائے کہ حق کو حق جان کر اسے تسلیم کرنے اور باطل کو باطل سمجھ کر اسے رد کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔میں خود بھی اپنے فکری زاویوں کے لیے رہنمائی کا محتاج ہوں۔

اللہ تعالیٰ میری کمزوریوں کو معاف فرمائے (آمین)!میں نے یہ خط بڑی عجلت میں لکھا ہے۔اگر کوئی سہو ہوا ہو یا قصداً کوئی قابل اعتراض جملہ لکھ دیا ہو............تو بیشگی معذرت!والسلام مع الاکرام! طالبِ دعا۔عزیز احسن۔منگل: ۸ربیع الثانی ۱۴۳۷؁ھ مطابق: ۱۹رجنوری ۲۰۱۶؁ء

عبدالغنی تائب سیالوی

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔عزیزی القدر جناب محمد قاسم کیلانی کی معرفت سہ ماہی فروغ نعت کا نواں شمارہ موصول ہوا۔یاد فرمائی کا شکریہ۔قبل ازیں فروغ نعت کے حوالے سے سن رکھا تھا اور آپ کا تعارف بھی غائبانہ تھا۔مگر اس مجلہ کے ملنے پر آپ کی شخصیت اور سہ ماہی فروغ نعت کی خوبصورت اشاعت دیکھ کر قلب وروح مسرور ہو گئے ہیں۔مولا کریم اپنے پیارے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے نعلین مقدس کے تصدق آپ کے علم وعمل و صحت میں اضافہ فرمائے اور آپ کی فروغ نعت کے سلسلہ میں مساعی جمیلہ کو اپنی بلند بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔آمین۔

سہ ماہی فروغ نعت صوری اور معنوی اعتبار سے لاجواب ہے۔خوبصورت سرورق کے ساتھ اندرونی صفحات کا اشاعتی معیار بے مثال ہے۔آپ کے اداریہ حرف تمنا سے اس مجلہ کے اغراض و مقاصد،افادیت اور آپ کے فروغ نعت کے حوالے سے پاکیزہ فکری وعملی عزائم کا پتہ چلتا ہے جو لائق صد تحسین وآفرین ہیں۔معروف نعت نگاروں کا نعتیہ کلام خصوصا اردو نعت میں معراجیہ شاعری کا گوشہ خوب ہے۔علاوہ برایں مرد شعراء کے ساتھ خواتین کی نعت نگاری کا سلسلہ بھی پسند آیا۔حضرت طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے آپ کا تحریر کردہ تعارف اور ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کی تقریظ طارق سلطان پوری کی نعت گوئی ان کی سر بلند شخصیت اور نعت نگاری پر ایک مبسوط مضمون ہے حضرت طارق سلطانپوری کی نعتیہ شاعری تو پھر فکروفن کی سر بلندیوں کی مظہر اور مقبول بارگاہ خیر الانام ﷺ ہے۔مجلہ فروغ نعت اٹک میں کتابوں پر تبصرہ اور مختلف مقامات کی تنظیمات کی نعتیہ سرگرمیوں کی روداریں بھی ایمان افروز اور معلومات افزا ہیں۔آپ نے محترم قاسم کیلانی صاحب کی زیر طبع نعتیہ کتاب کشکول بدست پر اس حقیر کا تاثر وتبصرہ شائع فرما کر ان کی حوصلہ افزائی اور میری عزت افزائی فرمائی ہے۔جس کے لیے میں سراپا شکر گزار ہوں۔فروغ نعت کے حوالے سے اشاعتی سطح پر آپ کی خدمات باکمال وبے مثال ہیں۔جس پر آپ واقعی داد وتحسین کے مستحق ہیں۔

علامہ محمد عارف جاوید نقشبندی۔گوجرانوالہ:

مکرمی جناب شاکر القادری صاحب زید مجدکم! اسلام علیکم! فروغ نعت کا طارق سلطانپوری نمبر

آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ آپ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ جزاکم اللہ فی الدارین۔

حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی۔ حافظ آباد:

جناب سید شاکر القادری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ کریم آپ کو اور فروغ نعت کے تمام اراکین، معاونین اور قارئین کو سدا خوش و خرم رکھے۔ شمارہ نمبر 9 حافظ آباد میں استاد گرامی عبدالغنی تائب صاحب کے پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دل باغ باغ ہوگیا۔ سرورق سے آخری صفحہ تک پورا مجلہ جاذب نظر، منفرد اور محققانہ انداز کا غماز ہے۔ اردو نعت میں معراجیہ شاعری کا ذخیرہ اور اس پر آپ کا تحقیقی کام لاجواب، بے مثال، باکمال۔۔۔سبحان اللہ۔ حضرت طارق سلطانپوری علیہ الرحمہ کا گوشہ بہت خوب۔ ان کی خدمات نعت کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ بھی قلبی شادکامی، روحانی سرشاری اور ذہنی آسودگی کا باعث بنا۔ سب سے بڑھ کر آپ کا رسم الخط بہت منفرد ہے۔ جو آپ کے اعلیٰ ذوق اور فن خطاطی کی باریکیوں پر مکمل دسترس کا آئینہ دار ہے۔ والسلام

محمد قاسم کیلانی۔ حافظ آباد:

اللہ کریم آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے اور آپ اسی طرح گلشن ادب اور چمن زارِ مدحت کی تزئین و آبیاری فرماتے رہیں۔ قبلہ گاہی! عرض احوال یہ ہے کہ ایم فل کی اسائمنٹس کی تکمیل کا ذہنی بوجھ اور اچانک طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے میں کامونکی ''محفل مسالمہ'' میں حاضری کی سعادت سے محروم رہا۔ بنا بریں محفل مسالمہ میں پڑھے گئے کلام جمع نہیں کر سکا تاہم اس کے ازالہ کے لیے، بزم نعت حافظ آباد کے زیر اہتمام شائع ہونے والا ایک کتابچہ بنام سلام یا حسین ارسال کر رہا ہوں۔ یہ ہمارے ہاں ۲۰۱۳ میں منعقدہ ایک یادگار محفل مسالمہ کی رپورٹ پر مشتمل ہے جو بوجوہ تاخیر سے امسال رمضان المبارک میں چھپی۔ اس کے علاوہ مولائے کائنات علیہ السلام کے مناقب پر مشتمل ایک تازہ ترین روداد یہ کتابچہ ''من کہ فقیرم یا علی'' بھی پیش خدمت ہے۔ فروغ نعت کے محرم الحرام کے حوالہ سے خصوصی شمارہ میں اشاعت کی غایت سے دو غیر مطبوعہ سلام و کلام بھی پیش خدمت ہیں۔ جن میں قطع و برید اور انتخاب کا آپ کو کلی اختیار ہے۔ گوجرانوالہ ڈویژن کے مختص شمارہ فروغ نعت کے لیے بھی میں اور راثر صاحب اپنے مضامین اکتوبر کے اختتام تک شاہ بابا کو

فرما دیے جائیں تو اضافی نوازش ہوگی۔فروغ نعت کے تمام اراکین کو مودبانہ سلام۔

فقیر رومی۔راولپنڈی

عزت مآب قبلہ جناب سید شاکر القادری چشتی نظامی! السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔خالق ارض وسموات آپ کو مع جملہ احباوا قربا جمیع حوادث زمانہ وشر اعدا سے محفوظ فرما کر سعادت دارین عطا کریں۔فروغ نعت شمارہ 9 وصول ہوا۔آنحضور سید عالم ﷺ کے اسم ذاتی کی دیدہ زیب وجمال آفریں آرائش سے مملو ٹائٹل باصرہ نوازی سے وجدانی سرشاری کا باعث بنا۔شمارہ 8 تا 9 نعتیہ ادبی تاریخ میں بکھرے ہوئے موضوعاتی شاہپاروں کے انتخاب واجتماع کے سلسلہ میں بحوالہ معراج شریف عام قارئیں وشائقین نعت تک ایک ایسا وقیع علمی سرمایہ مہیا کیا گیا جس تک ہر کس وناکس کی رسائی برسوں کی تحقیق وتجسس کے بعد بھی شاید ممکن نہ تھی۔ادارہ فروغ نعت کے جملہ اراکین اور بالخصوص مدیر اعلی کی کاوشوں سے قدیم وجدید نعتیہ ادب قارئین کے لیے نہ صرف سہل الحصول ہوا بلکہ اہل قلم طبقہ کے لیے فروغ نعت کے باب میں فکری تحریک کا باعث بھی بنا۔جس پر ادارہ خصوصی طور پر تہنیت باد کا مستحق ہے۔مزید برآں فروغ نعت کے تسلسل میں انفرادی واجتماعی ہر دو سطح کی مساعی کو زیادہ موثر ومربوط بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ادارہ شمارہ ہذا میں شامل ہونے والے جملہ مصنفین،شعراوادبا بلکہ عام قارئین تک جومکتوبات ومراسلہ جات کے ذریعے اپنی بے لاگ ومثبت آراء کا اظہار فرماتے ہیں کے مستقل پتے اوران کے ٹیلی فون نمبرز بھی ان کے نام کے نیچے تحریر کردیا کریں تاکہ باہمی روابط میں دشواری نہ رہے اور مصنفین،شعراءو ادباء تک کسی توصیف وتنقید کا اظہار براہ راست بھی پہنچ سکے۔علاوہ ازیں فقیر کو باقدگی سے شمارہ ارسال کرنے اوراس پہ خصوصی شفقت فرمانے پر بندہ تہ دل سے ممنون ومحسنون ہے اور جناب سمیت تمام اراکین ادارہ کی صحت وسلامتی کے لیے دعا گو بھی۔

فروغ نعت 10

اکتوبر تا دسمبر 2015

Quarterly

Farogh e Naat Attock 10

ہم فدائینِ محبت ہیں
ہمارے پاس خصومت کے لیے وقت نہیں

(استاد بدیع الزماں سعید نورسیؒ)

ہم اکادمی فروغ نعت خانیوال کے قیام پر

مرکزی ادارہ فروغ نعت

کی انتظامیہ،

جناب عباس عدیم قریشی

جناب مرزا حفیظ اوج

جناب ندیم فارق

کو مبارک باد پیش کرتے ہیں

منجانب: نورسی فاؤنڈیشن اٹک (پنجاب) پاکستان

القلم ادارہ مطبوعات اٹک (پاکستان)
Phone: 03215100151,Web:www.alqlm.org
Email: shakirulqadree@gmail.com